UNIVERSAL LIBRARY
OU_226146
UNIVERSAL LIBRARY

۷۸۶

هٰذا بیان للناس وھدًی وموعظة للمتقین

اِنّہٗ لقولٌ فصلٌ وّما ھو بالھزلِ الآیہ

مظہر الغرائب

در مطبع اکبری واقع محلہ نئی بستی اگرہ

باھتمام مجید الدین احمد حلیۂ طبع پوشید

۱۳۲۲ھ

یقین ہے کہ جملہ مجتہدین متشرعین مظہر الغرائب پر بھی ضرور ہی منصفانہ نظر فرمائینگے

تِلْكَ اٰيَاتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝

هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

للہ الحمد و المنۃ کہ گوہر خشان اردو صاف سلیس زبان کار آمد واعظان مفید و موئد حق طلبان اعنی

ہر نکتہ ازو شگفتہ باغے	ابیات	افروختہ تر ز شب چراغے

مظہر الغرائب

سنہ ١٣٢١ ہجری صلعم

فی عیون اخبار الرضا

لفظش چو طراوتِ جوانی	بیت	معنیش چو آبِ زندگانی

بجواب تنویر البیان ترجمہ تفسیر خلاصۃ المنہج شیعانکرہ اور زبدۃ المتکلمان محمد جہانگیر خان صاحب عکوہ آبادی تالیف فرمود

در مطبع اکبری محلہ نئی بستی آگرہ

باہتمام محمد جلال الدین احمد طبع گردید

۲ ۳۸۷۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

حمد اُس ارحم الراحمین وحدہٗ لاشریک لہٗ کو سزاوار ہے جس نے اپنے بندون کی ہدایت
کے واسطے کتاب لاریب فیہ نازل کی جلّ جلالہ وعمّ نوالہ بفضل العمیم
اور نعت اُس رحمۃ للعالمین بلاشرکت غیرے کو سازگار ہے جس نے آیہ کریمہ یاآیہا
الرسول بلغ مآ انزل الیک من ربک کی صفت کامل حاصل کی صلوٰۃ
اللہ علےٰ رسولہ الکریم اور منقبت اُنہین والسابقون الاولون من المہاجرین
والانصار کی بجا ہے جنہون نے خوبی لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من
خلفہ کی عباد اللہ پر مثل روز روشن ظاہر کردی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
اور مدحت اُنہین مبشر ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم تابعین و تبع تابعین
کی زیبا ہے جنہون نے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت
لکم الاسلام دینا کی حسن اسلوبی صحیح تفاسیر و تراجم سے اولیاء اللہ کے سینون مین

بھردی ہے رحمۃ اللہ تعالےٰ علےٰ عبادہ الصالحین اور رحمت امت مرحومہ ناجیہ
کل اٰمن باللہ وملائکتہٖ وکتبہٖ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ کو
بچند قطعی نصوص مخصوص ہے جو کہ مزید حسن عقیدت ظاہری و باطنی قرآن وکثرت حفظ
وناظران خوانی فرقان کی تصدیق کی روسے ونیز بنابر کلام صداقت نظام انا نحن نزلنا
الذکر وانا لہ لحافظون حفاظت کاملہ و دیانت صادقہ کے مصداق بن گئے۔ اللّٰھم
اغفر لجمیع المؤمنین الذین حامل القراٰن الحمید وحافظ الفرقان المجید
یارب العباد بالنون والصاد بالتوثیق الاعتقاد و توفیق الرشاد۔

امابعد ہیچدان **محمد جہانگیرخان** شکوہ آبادی خدمت مین ارباب ایمان واصحاب ایقان کے عرض کرتا ہے کہ اگرچہ ہر فرقہ پر تفرقہ کے لوگ اپنی اپنی عقلون ناقص کے مطابق اور وہمون ابتر کے موافق تفاسیر لکھ ڈالتے ہین اور اُس مین محض خلاف نصوص قرآنی اپنی من گھڑت روایات وحکایات درج کردیتے ہین لیکن اِس سے اُن کو کچھ مطلب ہی نہین ہے کہ اُس موضوعات سے صریح صحیح معنیٰ کلام پاک کے بگڑتے ہین **تفصیل اس اجمال کی** یہ کہ فی زماننا ایک اُردو تفسیر مسمّیٰ بہ **تنویر البیان** مذہب شیعان کی نامی مطبع **اعجاز محمدی** واقعہ کوچہ حکیمان اکبرآباد مین مستند تفسیر **خلاصۃ المنہج** مطبوعہ **طہران** دارالسلطنت **ایران** سے باہتمام تمام حضرات شیعان فارسی زبان سے اُردو بول چال مین ترجمہ ہوکر زیر نگرانی مجتہد العصر **لکھنؤ** بغرض فوائد عوام امامیہ طبع ہوئی ہے چنانچہ اس تفسیر سراسر تخسیر کی اشاعت واذاعت مین بکثرت پوسٹ کارڈ جناب سید **محمد علی** صاحب مالک مطبع (جو باغوائے بعض شیعہ یا محض بطمع دنیا آپ کو مجازاً امامیہ فرماتے ہین اور اصل مین حقیقت یہ ہے کہ بظاہر پکے سنی ہین باطن کا علم تو اللہ ہی کے واسطے مخصوص ہے) ونیز بے نہایت اشتہار یاقوت رقم جو اہر قلم جناب منشی راحت حسین صاحب معاون مطبع نے شائع وذائع فرمائے ہین جس کی ایک دستاویز حیرت انگیز ہمارے پاس بھی سنداً موجود ہے

لہذا نقل پوسٹکارڈ و اشتہار مطابق و موافق اصل بطور نمونہ ہدیہ ناظرین منصفین ہے۔

نقل پوسٹ کارڈ مشتہرہ مالک مطبع بجنسہ

عالیجناب دام اقبالہ۔ تسلیم۔ مذہب امامیہ کی تفسیر و ترجمہ آج تک قرآن مجید پر نہین چھپا تھا جس سے ہمارے ہم مذہب فوائد دینی و دنیاوی حاصل کرین اس خیال سے نیازمند نے ایک قرآن جسپر ملا فتح اللہ کاشانیؒ کی تفسیر خلاصۃ المنہج کا اُردو ترجمہ موسوم بہ تنویر البیان زیر نگرانی مجتہد العصر والزمان قبلہ و کعبہ مولوی سید محمد حسین عرف سید علن صاحب مجتہد لکھنوی مدظلہ العالی کرایا گیا ہے اور متن مین جناب مولوی سید علی صاحب اعلی اللہ مقامہ کا اُردو لفظی ترجمہ درج ہے بتمامہ چھپکر تیار ہے دوران طبع مین اس کا ہدیہ فی پارہ ۱۱ر تھا اب اس خیال سے کہ جو حضرات اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہین وہ بھی اس گوہر نایاب سے بہرہ یاب ہون پورے قرآن کا ہدیہ صرف لعہ مقرر کیا گیا ہے آپ سے اُمید ہے کہ آپ ضرور اس مایہ ایمان کی خریداری فرمادینگے اور نیز اپنے احباب کو بھی اسکا خریدار بنادینگے۔ پہلا پارہ بطور نمونہ ارسال ہے بعد پسند بقیہ ۲۹ پارے بصیغۂ ویلو ارسال ہونگے بشرط ناپسند ایک آنہ کا ٹکٹ لگاکر پارہ واپس فرمادین اور حضرات شیعہ کے نامون کی فہرست ضرور ارسال فرمادین فقط

المشتھر

سید محمد علی مالک مطبع اعجاز محمدی آگرہ۔ محلہ کوچہ حکیمان

نقل اشتہار مشتہرۂ معاون مطبع بلفظہ

شیعیان حیدر کرار و محبان اہلبیت اطہار علیہم السلام کو مژدہ فرحت افزا کہ نیازمند نے ایک قرآن مجید ہشت پہل جسکے متن مین جناب مولوی سید علی صاحب مجتہد لکھنوی اعلی اللہ مقامہ کا لفظی ترجمہ اور حاشیہ پر مُلّا فتح اللہ کاشانی علیہ الرحمۃ کی تفسیر خلاصۃ المنہج کا ترجمہ ہے بقلم جلی مطبع اعجاز محمدی آگرہ مین چھپوانا شروع کیا ہے۔ دو پارے چھپکر تیار ہین۔ تیسرا زیر طبع ہے۔ بوڑھے عورتون بچون کی تلاوت کے لئے خوب ہے۔ مذہب امامیہ کو اس کی خریداری مین کوشش

کرنی چاہیے کیونکہ ایسا قرآن جسپر مذہب امامیہ کی تفسیر و ترجمہ ہو آج تک نہین چھپا تھا لیکن اب خداوند عالم کے فضل سے چھپ رہا ہے۔ ہدیہ فی پارہ معہ محصول وغیرہ صرف گیارہ ہے (۱۱) خریداروں کو باہواری ایک یا دو پارے روانہ کئے جاتے ہین۔ حضرات مؤمنین اس مایہ دین و ایمان کو ضرور لین فائدہ دین و دنیا کا اُٹھائین۔ درخواست بنام سید محمد علی مالک مطبع اعجاز محمدی آنی چاہیئے۔

المشتہر راحت حسین از مطبع اعجاز محمدی آگرہ محلہ حکیمان ۲۰ ذالحجہ ۱۳۱۳ھ

چونکہ سید صاحب و منشی صاحب کی تفسیر مین عجیب و غریب بالخصوص مخالف نصوص مضامین درج ہین اس لئے اُن غرائبات کو من و عن **تنویر البیان** حضرات شیعیان سے مع حوالہ صفحہ ہر سورہ سے انتخاب کر کے کل تاویلون بے معنی و مطلب کے جواب دئے گئے تا کہ اہل ایمان و ایقان کو بوجہ احسن کما احسن معلوم و مفہوم ہو جاوے کہ البتہ جملہ تفاسیر حضرات شیعیان کی تاویلات طبعی (یعنی من گھڑت) سے پُر اور شرائط علمیہ و عملیہ سے مطلق خالی ہوا کرتی ہین۔ لہٰذا موقع مناسب ہے کہ اوّل **مقدمہ** ہی مین شرائط و ضوابط علمیہ و عملیہ کا مذکور ہو زان بعد **ملا فتح اللہ کاشانی** مفسر شیعی کی تاویلون کا جواب باصواب مسطور ہو۔ و ربنا الرحمٰن المستعان علےٰ ما تصفون ۝

شرطِ اوّل جامعیت قرآن اور اُسکی صحت کے بیان مین

پوشیدہ نرہے کہ قرآن منزل رحمان ہے اگرچہ اس کے اثبات مین بکثرت آیات بیّنات کریمہ و احادیث نبویؐ و اقوال مرتضویؑ وارد ہین مگر بطریق اختصار مشتے نمونہ خروار صرف ایک ایک آثار کا اظہار ہوتا ہے **آئت** ما فرطنا فی الکتاب من شیٍٔ ترجمہ حکم احکم الحاکمین کا یہ کہ۔ چھوڑی نہین ہمنے لکھنے مین کوئی چیز یعنی سب کچھ قرآن مین موجود ہے **حدیث** فیہ نبأ ما قبلکم و خبر ما بعدکم و حکم ما بینکم ترجمہ فرمایا حضرت

مصطفوی صلعم نے کہ۔ اُس مین (یعنی قرآن مین) خبرین ہین پہلون تمہارے کی اور خبرین ہین اُن چیزون کی جو تم سے پیچھے ہونگی اور حکم اُس چیز کا جو تمہارے درمیان ہے یعنی خدائے تعالےٰ نے آدمؑ سے تا خاتمؐ اور خاتمؐ سے تا انقطاع عالم خیر و شر کان مایکون کی تمیز فرما دی ہے قول ما من شیئ الا و علمه فی القرآن و لکن الرجال یعجز عنه ترجمہ ارشاد کیا جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ نے کہ۔ نہین ہے کوئی چیز مگر حال یہ کہ علم اُس کا قرآن مین ہے ولیکن آدمی عاجز ہین اُس سے یعنی ہر ایک بشر پوری معلومات نہین کر سکتا ہے۔ اِن نصوص قطعیہ سے بہر نوع ثابت ہوا کہ اِس تنزیل من حکیم حمید یعنی قرآن مجید مین ہرگز افراط و تفریط کو دخل نہین ہے اور نہ قیامت تک دخل ہو سکتا ہے۔

شرط دوم علوم تفاسیر کے بیان مین

واضح ہو کہ مفسر مبصر کو منجملہ دیگر فرائض کے ایک فرض لازمی یہ ہے کہ کسب علوم ذیل مین کہ وہ بیس علم ہین اس درجہ کمال حاصل کرے کہ ہر ایک فن مین فاضلِ اجلّ کے مراتب علیہ و مناصب رضیہ کو واصل ہو ورنہ اہل علم کے نزدیک اُس کی تفسیر دور از صواب ہوگی وہو ہذا (۱) لغت۔ کہ مفردات کلمات سے مقتبس ہے (۲) صرف۔ ابنیہ سے متعلق ہے (۳) نحو۔ اعراب سے مربوط ہے (۴) معانی۔ خواص تراکیب کلام سے بوجہ افادات معنی کے (۵) بیان واسطے وضوح دلائل و رفع اختلافات کے (۶) بدیع۔ بنا بر تحسین کلام کے (۷) کلام۔ دلائل توحید و جملہ اعتقادات قرآنی سے ماخوذ ہے (۸) حدیث۔ انوار قرآن کو روشن کرتی ہے (۹) اصول۔ استدلال احکام فقہہ کو ظاہر کرتا ہے (۱۰) فقہہ۔ تفصیل حلال و حرام کو بیان کرتی ہے (۱۱) فرائض۔ اس سے اندازہ سہام کا ہوتا ہے (۱۲) تفسیر۔ اسمین امر معروف و نہی عن المنکر کی تشریح ہے (۱۳) تاویل۔ مصروف عن الظاہر سے مُراد ہے (۱۴) حقائق۔ رموز قرآنی سے مفاد ہے (۱۵) دلائل الاعجاز۔ بلاغت سے منوط ہے (۱۶) رد المعارضین

دفع شبہات سے غرض ہے (۱۷) وجوہ النظائر۔ اظہار معنی مختلفہ سے متعلق ہے (۱۸) غرائب القرآن۔ اُن کلمات سے مُراد ہے جو لغتون مین موجود نہین (۱۹) شان نزول۔ اس مین ہر آیت کی تفسیر ہوتی ہے (۲۰) مکان نزول۔ مختلف جگہون سے مراد ہے (۲۱) ناسخ و منسوخ۔ تقدیم و تاخیر نزول سے مطلب ہے (۲۲) تواریخ۔ اسکا علاقہ قصص صحیحہ سے ہے (۲۳) امثال۔ ضرب المثل مثالون سے ماخوذ ہے (۲۴) مواعظ۔ اظہار عذاب و ثواب سے مُراد ہے (۲۵) نظم۔ تناسب سور و آیات سے مفاد ہے (۲۶) تمیز۔ رعایتی قرینے متشابہات کے (۲۷) قرائت۔ کیفیت خوش بیانی کی (۲۸) تعداد۔ شمار سورتون و آیتون و کلمون و حرفون وغیرہم کا (۲۹) رسم الخط۔ نقوش متبعہ سے مطلب ہے (۳۰) خواص القرآن۔ منافع معینہ و تاثیرات مخصوصہ سے مثمر و مستنتج ہے۔

شرط سوم علوم سی گانہ کی کُتب جداگانہ کے بیان مین

اہل علم کو معلوم ہو کہ فنون موصوفہ بالا مین سوا ے فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے کسی فرقہ کو فرقہا ے ہفتاد و دو سے مطلق بہرہ حاصل نہین ہے اور نہ کوئی ملت اس نعمت عظمیٰ سے واصل ہے اس لئے کہ علما ء ہفتاد و دو ملت نے ہر فنون لازمیہ و شیون متحتمیہ مین کتب یا مکتسب کی تدوین کا مطلقاً اہتمام و انتظام نہین کیا اور نہ قیامت تک کر سکتے ہین کیونکہ اس دولت کبرے مین دراصل دسترس نہین رکھتے ہین اگر بعض فرقہ نے اہل سنت کی دیکھی دیکھا کچھ اہتمام بھی کیا وہ محض ناقص و ناتمام رہا درحقیقت قابلیت اور چیز ہے اور ناقابلیت اور چیز **بالجملہ** تصدیق اس مقال اور تفصیل اس اجمال کی تفاسیر مشہورہ مثل کشاف کواشی بیضاوی کبیر نیشاپوری معالم جامع التفاسیر وغیرہا سے ہوتی ہے لیکن علماء اہل سنت نے ہر فن مین جداگانہ کتب بھی لکھی ہین وہ بھی تیس ہین و ہو ہذا (۱) عین المعانی (۲) صرف التنزیل (۳) اعراب القرآن (۴) تشئید المبانی (۵) تبیان

(۶) بدائع المشائی (۷) فقہ اکبر (۸) دُرِ منثور (۹) احکام الراسے (۱۰) احکام آلائے (۱۱) قسمت السہام (۱۲) مرویات ابن عباسؓ (۱۳) دقائق التاویل (۱۴) حقائق التنزیل (۱۵) نہایت الاعجاز (۱۶) نواقض (۱۷) بصائر (۱۸) عجائب البیان (۱۹) لباب النقول (۲۰) عباب النزول (۲۱) تحصیل المرام (۲۲) تاج القصص (۲۳) دائر فی المثل السائر (۲۴) کنز المذکرین (۲۵) نظم الدرر (۲۶) برہان (۲۷) غاطبیہ (۲۸) رسائل ابوبکر بخاری سقری (۲۹) عنوان الدلیل (۳۰) درالنظیم۔ **غرضکہ** فضلاء و علماء محققین اہل سنّت نے جملہ علوم کو کما ینبغی معلوم کر رکھا ہے اور ہر فن مین جدا گانہ کتابین مدون کردی ہین تاکہ عند الضرورت طالب فنون شریفہ و کاسب شیون لطیفہ کو دشواریان پیش نہ آوین کما لایخفیٰ۔

شرط چہارم اقسام حدیث و تعریف حدیث کے بیان مین

حدیث اُس کو کہتے ہین کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا۔ یا خود کیا یا جو فعل حضرت کے سامنے ہوا اور آپ نے اُس سے منع نہ کیا تو جو زبان سے فرمایا اُس کو حدیث قولی کہتے ہین اور جو کیا ہے اُس کو حدیث فعلی کہتے ہین اور جو حضور کے سامنے ہوا اُس کو حدیث تقریری کہتے ہین۔ اور حدیث دو قسم کی ہوتی ہے **متواتر و آحاد**۔ متواتر اُس کو کہتے ہین جس کو ہر زمانے مین اتنے لوگون نے روایت کیا ہو کہ احتمال کذب کا اُن کی طرف عقل کے نزدیک محال ہو۔ اور آحاد اُس کو کہتے ہین جس کی روایت مین اس قدر کثرت نہ ہو۔ اور آحاد تین قسم ہے۔ مشہور۔ عزیز۔ غریب۔ **مشہور** یہ ہے کہ جس کو ہر زمانے مین تین یا زیادہ راویون نے روایت کی ہو۔ **عزیز** وہ ہے جس کو ہر زمانے مین دو راویون نے روایت کی ہو **غریب** وہ ہے جس کی روایت کسی زمانے مین ایک ہی راوی سے مروی ہو۔

واضح ہو کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یقینی حاصل ہوتا ہے اور اُس مین احتمال شک

بالکل زائل ہو جاتا ہے اور آحاد روایت سے علم ظنی حاصل ہوتا ہے پس آحاد کی بعض روایت مقبول ہوتی ہے اور بعض مردود۔ اگر راوی کی راستی اور صداقت معلوم ہوئی تو مقبول ہے ورنہ مردود۔

فائدہ جو آحاد حدیث کہ مقبول ہے اُس کی دو قسمین ہین ایک صحیح اور ایک حسن۔ **صحیح** اُس کو کہتے ہین جس کو دیندار پرہیزگار خوب یاد رکھنے والے لوگون نے ہر زمانے مین برابر روایت کیا ہو اور اُس مین کوئی عیب پوشیدہ نہ ہو اور معتبر لوگون کی مخالفت بھی نہ ہو۔ پس صحیح حدیث کے کئی درجے ہین۔ **پہلا درجہ** یہ ہے کہ اتفاق کیا ہو اُسپر بخاری اور مسلم نے یعنی دونون کی کتابون مین وہ حدیث موجود ہو **دوسرا درجہ** یہ ہے کہ فقط اُس کو بخاری نے روایت کیا ہو **تیسرا درجہ** یہ ہے کہ اُس کو فقط مسلم نے روایت کیا ہو **چوتھا درجہ** وہ ہے کہ جو بخاری و مسلم کی شرط اور اُن کے طریقے پر ہو **پانچوان درجہ** وہ ہے جو صرف بخاری کے طور پر ہو **چھٹا درجہ** وہی جو صرف مسلم کے طور پر ہو۔ **ساتوان درجہ** وہی جو سوائے بخاری اور مسلم کے اور حدیث کے امامون نے اُسکو صحیح جانا ہو

فائدہ بعضون کے نزدیک شرط بخاری و مسلم کی یہ ہے کہ حدیث کے راوی خوب ضبط کرنے والے اور پرہیزگار ہون اور غفلت و مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہون۔ اور بعضون کے نزدیک شرط مسلم کی یہ ہے کہ جو حدیث ایسی ہو کہ دو تابعی ثقہ نے دو صحابیون سے روایت کیا ہو اور اسی طرح اُن دو تابعی سے دو تبع تابعی نے روایت کیا ہو اسی طرح سب طبقون مین دو دو شخص ثقہ روایت کرتے چلے آئے ہون چنانچہ اس کی تشریح کتب احادیث مین مذکور ہے۔ **حسن** اُس حدیث کو کہتے ہین جو صحیح کی طرح ہو لیکن اُسکے راویون کا درجہ حفظ و یاد وغیرہ مین صحیح کے راویون سے کم ہو اور عمل کرنے مین دونون برابر ہین اور دونون حجت ہین۔ لیکن رتبے مین صحیح حدیث زیادہ ہے حسن سے۔

ضعیف حدیث اُس کو کہتے ہین جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اُس کے راوی مین

کوئی وجہ ضعف کی ہو مثلاً نقصان حفظ یا فسق یا جہالت یا بدعت پائی جاتی ہو یا اُس کا کوئی راوی درمیان سے ساقط ہو یا اُس کے راوی پر لوگ طعن کرتے ہون۔ اگر اوّل سے کوئی راوی ساقط ہے تو اُس کا نام **معلق** ہے۔ اگر انتہا سے ساقط ہو مثلاً صحابی کا نام مذکور نہ ہو اور تابعی حدیث بیان کرے تو اُس کو **مرسل** کہتے ہین۔ اگر دو راوی برابر ساقط ہون تو اُس کو **معضل** کہتے ہین نہین تو **منقطع** اور کبھی منقطع کو مرسل بولتے ہین اور کبھی مرسل کو منقطع بولتے ہین اور طعن کے معنی یہ ہین کہ اُس کا راوی جھوٹا ہو تو اُس حدیث کو **موضوع** کہتے ہین یا اُسپر تہمت جھوٹ کی لگی ہو تو اُس کو **متروک** کہتے ہین یا غلطی بہت کرتا ہو۔ یا غافل ہو۔ یا اُس کو وہم بہت ہو۔ یا سچے لوگون کے مخالف اُسکی روایت ہو۔ یا فاسق و بدعتی ہو تو اُس کو منکر کہتے ہین۔

فائدہ صحابی اُس کو کہتے ہین جس نے حالتِ ایمان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہو یا آنکھ سے دیکھا ہو پھر ایمان پر اُس نے انتقال کیا ہو۔ اور تابعی اُس کو کہتے ہین جس نے صحابی کو دیکھا ہو۔ اور تبع تابعی اُس کو کہتے ہین جس نے تابعی کو دیکھا ہو۔

فائدہ یہ ضعف اور توثیق سب راویون مین محدثین بیان کرتے ہین لیکن صحابیؓ تو سب ہی ثقہ ہین کوئی ضعیف نہین اور نہ اُن پر کسی طرح کا طعن ہے اور جو کرے وہ مورد لعن ہے

فائدہ ایک قسم حدیث کی **مُدَلَّس** ہے یعنی وہ حدیث جسمین راوی نے اپنے شیخ کو چھپایا ہو اور اُس کا نام نہ لیا ہو کسی مصلحت سے۔ اور ایک قسم **مضطرب** ہے جس مین راویون نے اختلاف کیا ہو سند یا متن مین اور ایک قسم **مُدرج** ہے جسمین راوی نے کچھ اپنا کلام بھی حدیث مین شامل کردیا ہو اور ایک قسم **مُعَنعَن** ہے یعنی جو برابر ایک نے دوسرے سے بلفظ عن فلان وعن فلان روایت کیا ہو۔

فائدہ اور **شاذ** اُس کو کہتے ہین جو حدیث مخالف روایت معتمد لوگون کی ہو اور **معلول** اُس حدیث کو کہتے ہین جسمین کسی طرح کی علت پوشیدہ ہو جو صحت حدیث مین قدح کرتی ہو

پائی جاوے اور تابع اُس کو کہتے ہین کہ ایک راوی نے ایک حدیث دوسرے راوی کے موافق روایت کی ہو اور اسی کو شاہد بھی کہتے ہین اور **مرفوع** جو کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فعل آنحضرتؐ کا ہو اور **موقوف** وہ حدیث ہے جو صحابی کا قول یا فعل ہو اور **وقف** کہتے ہین صحابی کا قول یا فعل ذکر کرنے کو اور رفع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل ذکر کرنے کو۔

فائدہ اگرچہ ان کے سوا اور بھی قسمین احادیث کی ہین لیکن اس موقع پر بوجہ اختصار کے اسیقدر مذکور ہوئین واضح ہو کہ حدیث کی مشہور کتب چھ ہین اُنھین کو **صحاح ستہ** کہتے ہین۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ۔ سنن ابو داود۔ نسائی۔ **علاوہ برین** اور بھی کتب احادیث کی ہین مثلاً معالم ثلثہ طبرانی۔ سنن دارقطنی۔ مستدرک حاکم۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ مصنف عبد الرزاق۔ مسند دارمی چنانچہ ان جملہ کتب کا شرح حال بالتفصیل بستان المحدثین مین مرقوم ہے **فی الجملہ** جو شخص کہ عالم کامل فن حدیث کا ہو اور مذاہب اربعہ کے ماخذ اور اصول مین بخوبی واقف ہو کلام اللہ کی آیات منسوخہ وغیر منسوخہ اور معانی و مطالب مین اون کے پوری دسترس رکھتا ہو اور معرفت ضعف حدیث اور صحت مین بہرہ تمام حاصل ہو اور کیفیت رواۃ سے خوب ہی آگاہ ہو اور احادیث اُس کو مستحضر ہون سوائے ان کے دیگر علوم جو تفسیر سے متعلق ہون مطلع ہو اس صورت مین البتہ تفسیر لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے پس ایسے جامع کے حق مین خدائے تعالےٰ فرماتا ہے العلماء ورثۃ الانبیاء اور حضرت رسول خدا صلعم کا یون ارشاد ہے علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل **چونکہ** اس صفت کی معرفت سوائے اہل سنت کے کسی ملت کو حاصل نہین پس وہ ملت ہی کیا اور اُسکے علماء کی تفسیر کی وقعت ہی کیا محض ہوی النفس کا اتباع ہے اور امر حق کا انقطاع کیونکہ جملہ ملت کے فرقون کی تفاسیر مین افراط و تفریط ہے **مثلاً** حضرات خوارج کی تفاسیر مین بہ نسبت حضرت شیخین رضی اللہ عنہما بدرجہا افراط ہے اور بہ نسبت حضرت ختنین و حضرت

معاویہ و حضرت عمرو عاص وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بدرجہا تفریط ہے مثلاً
حضرات شیعہ کی جملہ تفاسیر مین بہ نسبت جناب امیر کرم اللہ وجہہ و نیز دیگر آئمہ و چار چہ صحابہؓ کے افراط
ہے سوائے آنحضراتؓ کے باقی کلہم اجمعین انصارؓ و مہاجرینؓ کی نسبت تفریط ہے۔
فالحمد للہ فرقہ متوسطہ ناجیہ اہل سنت والجماعت ہر دو علت وغلت سے مبرا و منزا ہے
بموجب ارشاد مرتضویؓ مذکرہ فی نہج البلاغت چنانچہ وہ فرمان واجب الاذعان
حضور پُر نور کا یہ ہے کہ میری وجہ سے دو گروہ ہلاک ہونگے ایک وہ کہ زیادتی کرے میری
محبت مین اُس حد تک کہ محبت میری اُس کو ناحق کی طرف کھینچے دوسرا وہ کہ کمی کرے میری
محبت مین اُس حد تک کہ کمی محبت میری کی اُس کو ناحق کی طرف کھینچے اور بہتر آدمیون کا
وہ شخص ہے جو متوسط ہو یعنی افراط و تفریط سے بچتا ہو پس قول جناب امامت مآبؓ
مین ہر سہ گروہ کے عقائد مذکور ہین چونکہ حضرات خوارج کی تفریط و حضرات شیعان پاک کی
افراط مستغنی از بیان ہے اور اہلسنت والجماعت کا توسط مانند آفتاب نصف النہار عیان ہے
فی الجملہ ہیچمدان کو افراط و تفریط تنویر البیان کا اعلان کرنا منظور ہے لہذا حسب ذیل
اظہار اسمائے رجال حضرات شیعان پاک کا مذکور ہے۔

شرط پنجم تحقیق مذہب کے بیان مین

امر واقعی یہ ہے کہ مذہب حضرات شیعہ کا منجملہ دلائل شرعیہ کے کسی دلیل عقلی و نقلی سے
ثابت نہین ہوتا ہے پس جو مذہب کہ بنا بر دلیل شرعی ثابت نہ ہو وہ مذہب بلا شک و شبہ
از روئے عقل و نقل کے باطل و عاطل ہے ہمارے دعوی کی شاہد یہ دلیل ہے کہ حضرات
شیعہ اصل اصول دین یعنی قرآن مبین ہی پر ایمان و ایقان نہین رکھتے ہین کہتے ہین کہ
کلام الٰہی کو صحابہؓ نے تحریف کیا ہے اور یہ بھی اعتقاد و اعتماد رکھتے ہین کہ جو کچھ روایات
متواتر ہین وہ حضرت عثمانؓ سے متواتر ہین نہ حضرت رسول خدا صلعم سے اور جو روایات

صحابہؓ کی کہ حضرت رسول مقبول صلعم سے متواتر مروی ہین وہ سب حضرات شیعہ کے نزدیک معتبر نہین ہین اس وجہ سے کہ معتقد ہین کہ معاذ اللہ تمام اصحابؓ کرام سوائے چار پانچ کے مرتد ہوگئے بعد وفات حضرت رسول کائنات صلعم کے پس حضرات شیعہ با اینہمہ عقائد کس حجت سے اپنے مذہب کو حضرت رسول خدا صلعم سے نسبت کر سکتے ہین اور یہ دعوی بھی حضرات شیعہ کا محض غلط سلط ہے کہ ہمنے اپنے مذہب کو آئمہؑ سے اخذ کیا ہے چنانچہ یہ دعوی بھی اُن کا باطل ہے بوجوہ چند۔ **اول** حضرات شیعہ امامت کو ثابت فرمالین زان بعد دعوی مذہب امامیہ کا کرین اور یون کہدینا کہ امامت فرع اصل نبوت کی ہے تو یہ زبانی بات قابل اثبات کے نہین ہے چونکہ حسب عقیدہ حضرات شیعہ ہی کے نبوت بجز متواتر صحابہؓ کرام کے ثابت نہ ہوئی تو امامت کس حجت سے ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ اثبات نبوت پر تو قول جماعت کثیرہ کا کہ وہ صحابہؓ و تابعین و تبع تابعین ہین معتبر ہے بخلاف اثبات امامت کے کہ ہر ایک صاحب اپنے اپنے زمانہ مین فرد ہوئے ہین برعکس اجماع امت کیونکر امام متواتر ہو سکتے ہین اور قول آنحضرتؐ کا کہ ہر قرن مین نفس واحد ہوئے ہین کس دلیل سے تواتر امامت کا شاہد ہو سکتا ہے جب بنصوص صحیحہ اصل امامت ہی ثابت نہ ہوئی تو اثبات عصمت فی البدیہی محالات بل اشکالات سے ٹھیرا قطع نظر اقوال جناب امیرؑ راس الامامت کے **نہج البلاغت** مین لابد للناس من امام برٍ او فاجرٍ یعنی آدمیون کو چارہ نہین ہے بغیر امام کے خواہ نیک ہو خواہ بد فانی لست اٰمناً من ان اخطی یعنی مین بتحقیق خطا کر گزرنے سے امن مین نہین ہون اور قول امام سیدؑ الساجدین کا صحیفہ کاملہ مین یہ کہ قد ملک الشیطان عنانی فی سوء الظن الخ یعنی مجھ پر شیطان اور نفس کا غلبہ رہتا ہے۔ فی الجملہ اس قسم کے اقرار یقیناً منافی عصمت ہین چونکہ عند الشیعہ عصمت فرع امامت ہے پس اصل امامت مین نقص ظاہر ہوا تو درصورت نقص کمال امامت مین زوال آیا اور اگر تواتر اصحاب آئمہؑ پر ناز ہے تو اُن بزرگون کی نازیبا کارروائیون اور آئمہؑ

کی بیزاریوں سے کتب حضرات شیعان پاک ہی مالامال ہین مثل صحیفہ کاملہ و نہج البلاغت و بحار الانوار وغیرہ ذالک **دوم** اگر امامت حق ہوتی اور غیراز دوازدہ آئمہؑ کسی کو نہ پہنچتی تو یقینی و بدیہی یہ امر تھا کہ جناب امامت مآب کرم اللہ وجہہ اپنے فرزند ارجمند محمدؒ بن الحنیفہ کو ضرور ہی آگاہی دیتے اور اصول دین کو جسپر بناء اسلام کی موقوف ہے مہمل نہ چھوڑتے اور محمدؒ بن الحنیفہ بھی اصول دین سے غافل نہ ہوتے کتب کلامیہ حضرات امامیہ مین مرقوم ہے کہ محمدؒ بن الحنیفہ نے اپنی نسبت بمقابلہ حضرت سید الساجدین امام زین العابدینؓ مجرد دعوی امامت کیا اور درباب امامت اس قدر تنازعہ و مناقشہ ہوا کہ نوبت محاکمہ کی حجر الاسود تک پہنچی چنانچہ مجالس المومنین مین یہ قضیہ نامرضیہ مذکور ہے اور اسی طرح پر علی بن الحسینؓ اپنے فرزند دلبند زید شہید کو اصول امامت سے کہ فروع نبوت ہے ضرور ہی مطلع کردیتے تو وہ بھی حضرت امام محمد باقرؑ کی امامت سے انکار نہ کرتے چنانچہ اس نزاع کو کلینی نے کافی مین باین عنوان ثبت کیا ہے۔

روایت ہے ابان سے کہ ہشام احول نے کہا کہ مجھ کو زیدؓ بن علی نے فرمایا کہ اے احول تو میرے ہمراہ ہوکر جہاد کر مین نے کہا کہ مین جہاد نہ کرونگا حضرت نے فرمایا کہ تو جان اپنی کو مجھ سے عزیز رکھتا ہے مین نے کہا جان تو ایک ہی ہے حق تعالے کی حجت زمین پر موجود ہے یعنی امام محمد باقرؒ پس ہونا نہ ہونا میرا آپ کے ہمراہ برابر ہے حضرت زیدؒ نے فرمایا کہ میرا باپ مجھ سے اس قدر محبت کرتا تھا کہ میرے منہ مین گرم لقمہ کو سرد کرکے دیتا تھا کب اُس کو گوارا ہوتا کہ مجھ کو دیدہ و دانستہ آتش دوزخ مین ڈالتا۔ یعنی اگر امام محمد باقرؑ برحق ہوتے تو مجھ کو میرے باپ اُن کی امامت سے یقیناً آگاہ کردیتے اس بات سے بھی اثبات امامت نہین ہوتا۔

سوم حضرات شیعہ کے نزدیک دربارہ امامت نصوص قطعی و جلی ضروریات دین سے ہین اس لئے کہ امامت مثل نبوت کے ایک رکن دین کا جانتے ہین پس اگر امامت کو بطریق آحاد ثابت فرمائین گے ثابت نہ ہوگی اور اگر بطریق تواتر دعوی کرینگے تو پھر اس قدر اختلافات و منافات درباب امامت فی مابین اصحاب آئمہؓ کیون واقع ہین حالانکہ ہر ایک صحابی آئمہؑ کو

یہی دعوے ہے کہ ہم نے علم آئمہؑ سے اخذ کیا ہے اگر یہ بزرگ آئمہؑ سے اخذ علم کرتے تو باہم دربارہ امامت مختلف القول نہ ہوتے چنانچہ اصحاب امام جعفر صادقؓ کے کہ وہ عمر بن سعید مدائنی وغیرہ ہین فرماتے ہین کہ بعد امام جعفرؓ کے اُن کے صاحبزادے عبد اللہ نام امام ہین۔ اور علی بن ابی حمزہ سالم و علی بن رباح کہتے ہین کہ بعد جعفر صادق کے امام موسیٰؑ کاظم ہین اور امامت کا بھی انہین پر خاتمہ ہو گیا اور ایک جماعت کا قول ہے کہ بعد موسیٰؑ کے اُنکا پسر علی نام امام ہے۔ اور اسی طرح اصحاب موسیٰؑ مین اختلاف ہوا ہے۔ احمد بن ابی بشر۔ و سراج بن ابی جعفر۔ و حسین بن مہران۔ و محمد بن ابی نصر سکونی۔ و عثمان بن عیسیٰ۔ و ابو عمرو عامری۔ و صفوان بن یحییٰ۔ و ابو محمد بجلی فرماتے ہین کہ امامت موسیٰ پر ختم ہو گئی اور دیگر اصحاب فرماتے ہین کہ اُن کے صاحبزادے علی نام امام ہوئے اسی طرح پر بہت کچھ تخالف و تخاصم دربارہ امامت آئمہؑ کتب مبسوط حضرات شیعہ مین درج ہین وہ بھی بطریق آحاد چہ جائیکہ متواتر چونکہ دلیل احاد مبنی بر سستی اعتقاد ہے لہذا دعوے تواتر عقلاً و نقلاً محالات و اشکالات سے ثابت ہوا و قس علی ہذا کما لا یخفی **چہارم** اصل دعوی امامت آئمہؑ مین ہی تعارض واقع ہے مثلاً محمد باقر و زید شہید ہر دو صاحبزادے علی ابن الحسینؓ کے ہین اور بہت بڑے متقی اور متصف بصفات جمیلہ تھے پس حضرات شیعہ ہر دو صاحب سے دعوی امامت کا ثابت فرماتے ہین چنانچہ زیدیہ کہتے ہین کہ حضرت زید شہید امام برحق تھے اور اثنا عشریہ اور باقریہ کہتے ہین کہ باقر امام مطلق تھے پس ایک صاحب کی تصدیق کرنا اور دوسرے صاحب کی تکذیب کرنا ترجیح بلا مرجح مین تعارض واقع ہوا اور بھی بعض اصحاب آئمہؑ منکر امامت بعض امام کے ہوئے ہین چنانچہ حسن بن علی بن وصال کہ خاص صحابی امام رضاؓ و جواد کا تھا اور وہ ان دونون امامون کی تکذیب کرتا تھا اور جو کوئی ہر دو صاحب کی امامت کو واجب الطاعت جانتا تھا اُس سے منازعہ و مناقشہ کرتا تھا اور اسماعۃ بن مہران حضرمی کہ اصحاب امام صادقؓ و امام کاظمؓ سے تھا اور عثمان بن عیسیٰ کہ اصحاب امام کاظمؓ و امام رضاؓ سے تھا

ہود اصحاب آئمہؑ موصوف کی امامت کی تکذیب کرتے تھے اور آنحضرات کی امامت کے قطعی منکر تھے پس درصورت تعارض اقوال آئمہؑ و تفارق اقوال اصحاب آئمہؑ کے کیونکر امامت ثابت ہوگی **پنجم** حضرات شیعہ تہ دل سے معتقد ہین کہ آئمہؑ دشمنون کے خوف سے اظہار ایمان نہین کرتے تھے بلکہ جو کچھ کہ فرماتے تھے وہ از روئے تقیہ کے فرماتے تھے اور یہان تک اپنے قول کو چھپاتے تھے کہ خلوت مین بھی خائف رہتے تھے اور اگر بمجبوری کبھی کسی شیعہ سے خفیہ طور پر کچھ کہتے تو از حد ہی ڈرتے چنانچہ کلینی نے امام جعفر صادقؓ سے یہ روایت کی للحیطان اذان یعنی دیوار بھی کان رکھتی ہے پس قول و فعل ایسے بزرگون کا ساقط عن الاعتبار ہے فی الجملہ جبکہ قول خلوت کا دروغ ہے تو لازم آیا کہ قول جلوت بھی بے فروغ ہو بہر حال قول ظاہر و باطن مین تعارض واقع ہے مثلاً کسی گواہ نے قاضی کے روبرو گواہی دی پھر رجوع کی اور قاضی سے کہا کہ مین نے دروغ گواہی دی ہے مگر اب جو کچھ کہونگا وہ حرف بحرف راست ہوگا پس قاضی اُس کے قول پر حکم نہ کریگا بلکہ اُسپر ضمان لازم کریگا **روایت** ہے کہ برادران حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک مرتبہ دروغ بولا زان بعد اُن کی راستی پر بھی یقین نہ ہوا۔ پس بنابر عقیدہ حضرات شیعہ کے آئمہؑ کا کذاب ہونا ثابت ہوا لہذا کذب آئمہؑ ہی خانہ برانداز امامت ہوا۔

ششم اکثر مفسرین و محدثین حضرات شیعہ آئمہؑ سے ایسے نازیبا و ناروا روایات و حکایات نقل فرماتے ہین جو در اصل مخالف قرآن و احادیث متواتر حبیبؐ الرحمٰن بلکہ محض شرک و کفر ہین مثلاً **روایت** ہے امیر المؤمنینؑ سے انہ قال فی خطبۃ انا آخذ العہد عن الارواح فی الازل انا المنادی الست بربکم وانا منشی الانام ترجمہ جناب امیر المؤمنینؑ نے اپنے خطبہ مین فرمایا کہ مین نے ازل مین روحون سے عہد لیا اور مین نے ہی منادی کی آیا نہین ہون مین رب تمھارا حال یہ کہ مین نے ہی پیدا کیا خلق کو ایسا ہی کچھ روایت کیا ابی نصیر نے امام جعفر صادقؓ سے پس یہ دعوی

مبنی بر الوہیت ہے معاذ اللہ اور اسی طرح پر اس فرقہ کے مفسرین آیات بینات مین عجیب و غریب تاویلات فرماتے ہین مثلاً یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك سے مراد حضرت علیؓ لیتے ہین اور انھم ملاقوا ربھم وانھم الیہ راجعون سے بھی یہی مراد ہے اور بھی آئمہؑ سے روایت کرتے ہین کہ ان اللہ بعث الرسل والنبیئین علے ولایۃ علی سے جناب امیرؑ کی خلافت مُراد ہے اور فرماتے ہین کہ آیہ لئن اشرکت لیحبطن عملك کی اس طرح سے ہے لئن اشرکت یا محمد فی الخلافۃ معہ علی غیرہ لیحبطن عملك ماحصل اس موضوعات طبیعی کا یہ کہ اے محمدؐ اگر جناب امیرؑ کی خلافت مین کوئی شریک ہوا تو تیرے عمل جزو کل حبط ہو جائینگے اور بھی جناب امیرؑ سے روایت کرتے ہین کہ انا المتقدم علی غیرہ یعنی مین جملہ انبیاءؑ بلکہ سید الانبیاؐ پر بھی مقدم ہون اور بھی روایت کرتے ہین کہ محب علی لایدخل النار یعنی علی کا دوست ہرگز دوزخ ہی مین نہ جائیگا۔ بہرحال یہ جملہ تاویلات وتسویلات مخالف آیات واحادیث متواترات بلکہ سراسر کفریات ہین اس معنی کرکے بھی امامت ثابت نہ ہوئی کیونکہ فی نفسہ امام عبد ہے اور عبد معبود نہین ہوسکتا ہے حضرات شیعہ کے ایسے ہی معتقدات پر حضرات خوارج کے بکثرت اعتراضات وارد ہین جن کا جواب یوم الحساب تک نہین دے سکتے ہین اس قسم کے مضامین علل الشرائع وکلینی وخلاصۃ المنہج وبحار الانوار وتنزیہۃ الانبیاء والائمہ وغیرہم مین مذکور ہین باید دید وشاید شنید **ہفتم** حضرات شیعہ کی جملہ روایات ہرگز متواتر ثابت نہین ہوسکتی ہین اس لئے کہ اقرار فرماتے ہین کہ آئمہؑ کے جمیع اقوال وافعال مبنی بر تقیہ تھے اور کبھی کسی وقت مین کلام راست ودرست علی رؤس الاشہاد ارشاد نہین فرماتے تھے اور اگر احیاناً اپنے یارون سے کچھ ارشاد خفیتہً کرتے بھی تھے اُس کے اخفا مین بدرجہا مبالغہ فرماتے تھے پس درصورت اخفا تواتر کہان رہا اس لئے کہ تواتر کے واسطے بکثرت شہرت واشتہار واظہار کی ضرورت ہے چونکہ یہ امر بدیہی ہے کہ جو امر خفیہ ہوتا ہے

وہ ہرگز حد تواتر کو نہین پہنچتا ہے لہذا شرعاً و عرفاً ظاہر و باہر ہے کہ جس مذہب کی بناء دین اخفا پر مبنی ہے وہ مذہب معلوم۔ بخلاف مذہب حقہ اہل سنت کے کہ اُس کی بناء اسلام شہرت ہی پر مبنی ہے چنانچہ تواتر قرآن و نیز بعض احادیث سے بخوبی ثابت ہے جس کو اہل سنت علی الاعلان بیان کرتے ہین اور اُس کی شہرت مین بدرجہ اتم کوشش کرتے ہین اور اسی حسن اعتقاد پر اپنے دین و مذہب کی بنیاد قائم رکھتے ہین اور اِسی عقیدت پر بتصدیق القلب و اقرار باللسان ثابت قدم رہتے ہین اب حضرات شیعہ اپنی روایات آحاد وہ بھی قسم ثانی آحاد کو غور فرماوین کہ کس دلیل سے حد تواتر کو پہنچ سکتی ہین سوائے اس کے حضرات شیعہ تو قرآن کو محرف و نیز احادیث کو بسبب تقیہ نامعتبر جانتے ہین فی الجملہ امامت ثابت نہ ہوئی ہاشتم حضرات شیعہ کا سلسلہ اسناد بھی قابل اعتماد نہین ہے اِس لئے کہ اُن بزرگون کا اعتقاد ہے کہ محب علیؓ اگرچہ کیسے ہی سخت گناہ کبیرہ کیون نہ کرے حتیٰ کہ اپنے والدین کو بھی قتل کیا ہو اور امر معروف و نہی عن المنکر مین صریح مخالفت و نافرمانی خدا و رسولؐ کی کی ہو وہ قطعی ناجی ہے اور اِس بے اصل دعوی پر آئہ فیومئذٍ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جانٌ کو حجت لاتے ہین انشاء اللہ تعالےٰ اِس کا جواب تو اپنے موقع پر ہوگا بالفعل اس قدر کہنا ضرور ہوا کہ حضرات شیعہ اس قسم کی روایات اپنے مذہب کی تائیدات کے واسطے اختراع فرماتے ہین جو نہ ازروئے نقل کے راست ہوتی ہین اور نہ ازروئے عقل کے درست ہوتی ہین مثلاً اِس عقیدہ عنیدہ سے آئہ کریمہ یغفر لمن یشآء و یعذب من یشآء کی قاطبۃً تکذیب ہوتی ہے پس اس موضوعات صریحہ سے سلسلہ اسناد باقی نہ رہا بلکہ ہدایت بھی فعل عبث ہوئی جب ہدایت بھی عبث ہوئی تو امامت بھی ثابت نہ ہوئی کما لا یخفیٰ نہم حضرات شیعہ جو سلسلہ اسناد رجال کا اپنی کتب مین تحریر فرماتے ہین اور باوصف قسم ثانی احاد ہونے کی اُن کو تواتر سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ فلان قول آئمہؑ سے منقول ہے جب بنا بر عقائد حضرات شیعہ ہی کے اُس کا موازنہ کیا جاتا ہے تو وہ تواتر نسیج عنکبوت سمجھا جاتا ہے اور اُسکا تار و پود مرصرا حاد مردود سے باہم جدا

ہوجاتا ہے کیونکہ جہان کہین مجتہدان حضرات شیعان نے ذکر خیر آئمہؑ کا ارقام فرمایا ہے وہین اُن کے اصحاب کو بھی بیوفا پُر دغا وکذاب وغیرہ ٹھیرایا ہے چنانچہ صحیفہ کاملہ ونہج البلاغت مین ہے کہ اصحاب جناب امیرالمؤمنین کا وہ حال تھا کہ صبح بعیت کرتے تھے اور شام کو توڑ دیتے تھے اور اخفا طور پر لغات سے التفات رکھتے تھے اور سستی وکاہلی کو اپنا شعار جانتے تھے پس ایسے بزرگون کی روایات کب متواترات سے ثابت ہوسکتی ہین - اسی طرح پر جلاء العیون مین ہے کہ اصحاب حضرت امام حسنؑ نے آنجنابؑ کو اِس قدر مجروح کیا کہ مدت تک مدائن مین معالجہ ہوتا رہا فی الجملہ ایسے بزرگون کی روایات کیون نہ ساقط عن الاعتبار ہون اور اسی طرح سے اصحاب امام جعفر صادقؑ کی مجتہدین قدمائے حضرات شیعہ نے تکذیب کی ہے چنانچہ ازانجملہ اصحاب کذاب مین سے ہشام بن حکم وہشام بن سالم وطاقی صیرفی وزرارۃ بن اعین وبکیر بن اعین ومحمد بن مسلم ومالک جہنی ودارم بن حکم وریان بن الصلت ہین ان بزرگون سے امام صادقؑ اس وجہ بیزار ہوے کہ اپنے حضور مین حاضر ہونے سے قطعی منع فرما دیا اس لئے کہ یہ بزرگ امامؑ صاحب کے قول کی فوراً تاویل کر ڈالتے تھے اور عوام کو اپنی طبعزاد تاویل سے اقسام شبہات مین ڈالتے تھے چنانچہ باعث تفرقہ اصحاب امامؑ ہمام کا یہ ہے کیونکہ ابن سکان نے تکذیب کی ہے زید بن علی بن الحسین اور ہشام احول کی حالانکہ وہ دربارہ امامت راوی ہے اپنے باپ سے اور بعض مجتہدین ثقات حضرات شیعہ نے بعض اصحاب امامؑ ہمام کی تکذیب کی ہے چنانچہ ہشام بن سالم جوالیقی وہشام بن حکم وصاحب الطاق مدعی روات ہین - علی بن الحسین ومحمد باقر وجعفر صادق سے اور یہ سب متفق البیان ہین کہ ہم نے اپنا مذہب امام باقر وامام جعفر صادقؑ سے اخذ کیا ہے با این ہمہ ہر ایک صاحب ایک دوسرے کی تکذیب فرماتے ہین چنانچہ ہشام بن حکم نے ایک کتاب جوالیقی وصاحب الطاق کی تردید وتذلیل مین تصنیف کی کما ذکرہ النجاشی پس ایسے اصحاب جو باہمی مخاصمت ومخالفت رکھین کیونکر معتبر ہوسکتے ہین اسی طرح پر اکثر راویان اخبار وحاکیان آثار حضرات شیعان پاک وضاع حدیث

ہین جن کی روایات کا ذبہ کو خود ہی حضرات شیعہ اپنی معتبر کتب مین نقل فرماتے ہین۔ **ازانجملہ** جعفر بن محمد بن شاپور فزاری ابی عبداللہ کذاب و وضاع ہے چنانچہ فرمایا نجاشی نے کان ابی عبد اللہ ضعیفاً فی الحدیث یعنی ابی عبداللہ حدیث کرنے مین ضعیف ہے اور فرمایا احمد بن الحسین نے کان ابی عبد اللہ یصیع الحدیث وضعاً و یروی عن المجاھیل وسمعت من قال کان فاسد المذھب یعنی ابی عبداللہ گڑھتا ہے حدیث کو جیسا کہ حق گڑھنے کا ہے اور روایت کرتا ہے جہلا سے اور سنا مین نے اُس شخص کو کہا کہ تھا بد مذہب **طرفہ** یہ کہ شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی وغیرہ اکابر حضرات شیعہ اُس کی روایات کو مستند و معتبر کہتے ہین **ازانجملہ** حسن بن عیاش بن الجریش الرازی ابن علی وضاع حدیث ہے فرمایا نجاشی نے کان الحسن بن عیاش بن الجریش الرازی ابن علی ضعیف جداً وضاع له کتاب فی انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وھو کتاب ردی الحدیث مضطرب الالفاظ یعنی حسن بن عیاش الخ بہت ہی بڑا ضعیف ہے حدیث گڑھنے مین اور اُس نے ایک کتاب بنائی دربارہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کے اور اُس کتاب مین حدیث مضطرب الالفاظ روایت کی ہین **لطف** یہ کہ اُسی حسن مذکور سے کلینی نے کافی مین کہ منجملہ صحاح حضرات شیعان پاک سے ہے اکثر احادیث روایت کی ہین اور وہ معتبر سمجھی جاتی ہین **ازانجملہ** علی بن حسان ہے کہ وہ وضاع احادیث ہے فرمایا نجاشی نے ضعیف جداً ذکرہ بعض اصحابنا فی الغلاۃ فاسد الاعتقاد وله کتاب تفسیر الباطن تخلیطه کله یعنی علی بن حسان بہت ہی بڑا حدیث گڑھنے والا ہے ذکر کیا اُسکا بعض اصحاب ہمارے نے کتاب غلاۃ فاسد الاعتقاد مین اور اُس نے ایک کتاب بنائی ہے جس کا نام تفسیر الباطن ہے تمام خلط ملط کیا ہے اُس مین **عجب** یہ کہ کافی کلینی مین اُس کی روایات موجود ہین اور اُس کی راستی پر حضرات شیعہ کو گونہ ناز ہے۔ **ازانجملہ** محمد بن عیسیٰ ہے فرمایا نصیر بن صباح نے ھو کذاب یعنی وہ بہت ہی بڑا جھوٹا ہے **طرہ** یہ کہ محمد بن عیسیٰ سے ابو عمرو الکشی نے بکثرت روایات

نقل کی ہین **ازانجملہ** عبدالرحمان بن کثیر الہاشمی ہے فرمایا نجاشی نے زعم اصحابنا
انہ یصنع الحدیث یعنی ہمارے اصحاب کا گمان ہے کہ بالتحقیق وہ حدیثین گرڑھا کرتا تھا
حالانکہ حضرات شیعان پاک کے ثقات مثل علی بن الحسین وابن فضال وکلینی ومحمد بن
حسن طوسی وابن بابویہ وغیرہم اُسی وضاع سے بکثرت احادیث روایت کرتے ہین بلکہ بنا زمذہب
حضرات شیعہ کی اُسی وضاع کے حسن عقیدت پر مبنی ہے **ازانجملہ** بیان نہدی کہ مجتہد زمانہ
مشہور تھا زندیق تھا اور وضاع حدیث اور مغیرہ بن سعید کہ ایک بوڑھا شیعہ کوفہ مین رہتا
تھا ساحر وکذاب تھا ان دونون کی تکذیب مین امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے یفتریان
علینا اهل البیت ویرویان عن الاکاذیب یعنی دونون افترا کرتے ہین ہم اہلبیت پر
اور روائتین کرتے ہین ہماری طرف سے نہایت ہی جھوٹی **باانیہمہ** اکثر محدثین حضرات
شیعہ نے اُن دونون سے روایات کی ہین **ازانجملہ** بعض ایسے صاحب بھی مذہب حضرات
شیعہ مین راوی احادیث ہین جو معرفت خدائے واحد کے منکر وجسم وجان کے مقر ہین مثل
ہشام بن حکم وہشام بن سالم وصاحب الطاق کے چنانچہ ان بزرگون سے امام علیؑ رضا نے
بیزاری ظاہر کی ہے فرمایا امامؑ ہمام نے لیس القول ما قال الھشیمان والطاق یعنی اعتبار
کے لائق نہین ہے قول دونون ہشام اور صاحب الطاق کا **غرائب** یہ کہ جملہ محدثین حضرات
متشعین اُن سے احادیث روایت کرتے ہین اور اُن کو راویان اعدل تصور فرماتے ہین
ازانجملہ اکثر راویان احادیث جن کی اسناد پر اعتماد کلی ہے ضعیف بلکہ اضعف ہین مانند
ابراھیم بن صالح الانماطی ابو اسحاق والحسن بن سہل النوافلی والحسن بن راشد الطفاوی
واسمٰعیل بن عمر بن ابان الکلینی واسمٰعیل بن یسار الہاشمی والحسین بن احمد المنقری وجماعۃ
بن سعید الخثعمی یہ جملہ صاحب ضعاف وفاسد الاوصاف ہین **حیرت** یہ کہ کلینی وعثمان بن
عیسی وابوجعفر طوسی شیخ الطائفہ وغیرہ نے اُن سے روایات کی ہین حالانکہ وے جملہ صاحب
حسب اقرار علماء حضرات شیعہ ضعیف بل اضعف ہین اسی طرح پر عمر بن سمر طوسی وغیرہ سے

ایک جماعت نے روایات کی ہین حالانکہ یہ صاحب بھی ضعیف ہین باین صفت علمار حضرات شیعہ کو ان کی روایات پر ازبس حسن عقیدت ہے۔ اسی طرح پر سہل بن زیاد سے ابو جعفر طوسی نے بکثرت روایات کی ہین اور محمد بن سنان سے بھی طوسی نے روایات کی ہین اور اُن کی خبر پر بدرجہا اعتبار کیا ہے حالانکہ یہ ہر دو صاحب بھی باقرار علمار حضرات شیعہ ضعیف ہین اسی طرح پر ابراہیم بن عمر الیمانی و داؤد بن کثیر الرقی علاوہ ضعیف ہونے کے فاسد العقیدت بھی ہین علامہ طوسی نے اُن سے تہذیب و استبصار وغیرہ مین بکثرت روایات کی ہین اور اُن کی خبر پر پورا اعتماد و اعتقاد کیا ہے اسی طرح پر صالح بن حماد و امیہ بن ابی خدیجہ و معاویہ بن میسرہ و عابد الاحمسی و خالد بن البخیح و محمد بن قیس و ابی احمد و محمد بن عیسیٰ و داؤد بن حصین و علی بن حمزہ و وقیہ بن مصقلہ وحسین بن یزید بوقی و اسمٰعیل بن ابی زیاد سکونی و وہب بن وہب وحسین بن علیدہ و نیز دیگر جماعت کثیرہ کو نجاشی و عضایری و شیخ علی وابن ابی داؤد وغیرہ علمار حضرات شیعان پاک نے اُن کو نہایت ہی جرح و قدح کے ساتھ ضعیف و اضعف لکھا ہے باین ہمہ محدثین حضرات شیعہ نے راویان اضعف سے بھی صحاح مین بکثرت احادیث نقل کی ہین اور فقہار حضرات شیعہ اُن کے اخبار ضعیف کو حجت قوی سمجھتے ہین اور اسی طرح پر حال ایک بہت بڑی جماعت کا ہے کہ وہ مجہول الحال ہے مانند حسن بن ابان کہ باتفاق علمار حضرات شیعہ وہ نہایت ہی مجہول الحال ہے اُسکی خبر کو شیخ ابن المطہر نے منتہی مین نص قطعی قرار دیا ہے اسی طرح پر قاسم بن سلیمان و عمر بن حنظلہ مجہول العدالت ہین اور عمر بن ابان مجہول الحال ہے اسی طرح پر عباس بن عمر و فضل بن السکن و علی بن عقبہ بن قیس بن سمعان و ہاشم بن عمار حسینی و بشر بن یسار یساری و موسیٰ بن جعفر و فضل بن سکرۃ و زید الیمامی و سعید بن زید الیمامی و عبد الرحمان بن ابی ہاشم و بکار بن ابی بکر و فلیح بن زید و محمد بن سہیل و عبد اللہ بن یزید و غالب بن عثمان و ابی حبیب اسدی و ابی سعید المکاری و رکاز بن فرقد و حسن التغلسی و قاسم بن الحراز و صالح السندی

وعلی بن دویل وحسن بن علی بن ابراہیم و ابراہیم بن محمد وحسن بن علی وابن اسحاق النحوی
وعثمان بن عبدالملک وعثمان بن عبداللہ وعیسیٰ بن عمر مولی الانصاری وربیع بن محمد السلمی
وعلی بن سعد السعدی ومحمد بن یوسف بن ابراہیم ومحمود بن میمون وجعفر بن سوید بن جعفر
بن کلاب یہ جملہ صاحب اسناد بھی مجہول الحال ہین حالانکہ بہت بڑی جماعت شیوخ حضرات
شیعہ نے اُنہین سے روایات کی ہین مثل علی ابن ابراہیم ونیز اُن کے پدر ابراہیم و محمد
بن یعقوب کلینی وابن بابویہ وابوجعفر طوسی اور اُن کے شیخ ابوعبداللہ ان جناب کو مفید بھی کہتے
ہین ان جملہ مشایخ نے انہین ضعیف الحال کے مقال پر عمل واجب رکھا ہے اور اپنی کتب
مین اُن کی روایات ضعیف کو درج کیا ہے حالانکہ مرتضیٰ وابوجعفر طوسی وجمال الدین یوسف
بن المطہر الحلّی ونیز بعض راویان نے اُنہون سے عدول کیا ہے اور فرمایا ہے کہ آئمہؑ اُن سے
بیزار تھے اور اُن کے حق مین دعاء بد فرماتے تھے اور اُن کی نسبت آئمہ نے اخزاھم اللہ
تعالےٰ فرمایا ہے اور بعض راوی وہ لوگ ہین جنہون نے آئمہؑ سے روایات کی ہین مثل زرارۃ
بن اعین کے علماء ثقات حضرات شیعہ نے اُن کی تکذیب کی ہے اور اُن کو رجال کذّاب
فرمایا ہے جیسے عبداللہ بن مسکان کہ راوی روایات چند کا ابوعبداللہ جعفر صادقؑ سے ہے
اور اُن روایات کو محمد بن یعقوب نے کافی مین اور ابن بابویہ قمی نے کتاب الفقہ مین اور
ابوجعفر طوسی نے تہذیب مین اور ان کے سوا اکثر کتب مین اُس کی روایات امام جعفر صادقؑ
سے نقل کی ہین حالانکہ نجاشی نے فرمایا کہ کسی طرح سے ثابت نہین ہے کہ امام صادقؑ سے
اُس کاذب سے کچھ بھی روایت کی ہو باوجود اس کے ابن مسکان ثقات سے تصور کیا جاتا
ہے اسی طرح سے محمد بن عیسیٰ نے محمد بن محبوب سے روایات کی ہین لیکن ابوعمر کشی نے
فرمایا کہ نصیر بن صباح کہتا ہے کہ محمد بن عیسیٰ ایک خورد سال بچہ ہے اس کی عمر ایسی نہین
کہ محمد بن محبوب سے روایت کرے اسی طرح پر بعض راوی وہ ہین کہ اُن پر علماء ثقہ
حضرات شیعہ جیسے محمد بن عیسیٰ ابن عبید ابن یقطین محمد بن بابویہ قمی نے ابن ولید سے

روایت کی ہے کہ حدیث محمد بن عیسیٰ کی قابل اعتماد کے نہین ہے اور محمد بن یحییٰ بن عمران اشعری قمی اور نجاشی وغیرہ علماء قوم نے اُن پر طعن کی ہے اور کہا ہے یروی عن الضعفاء ولا یبالی عمن اخذ یعنی روایت کی جاتی ہے ضعیفون سے اور نہین اعتبار کے لائق اُس چیز سے کہ لیا اسی طرح پر بعض راوی مدلس ہین کہ نسبت کرتے ہین حدیث کو اپنے شیخ المشایخ کی طرف اور نام اپنے شیخ کا حذف کرتے ہین مثل ابی عمرو عبداللہ بن مغیرۃ ونظیری وغیرہ حالانکہ کلینی نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے مدلس قطعی ممنوع ہی اور اسی طرح پر بعض راوی وہ لوگ ہین جو بعض آئمہ کی تکذیب کرتے ہین اور اُن کے دعوی امامت کی تصدیق نہین کرتے ہین جیسے حسن بن سماعہ ابی محمد کندی صیرفی ونیز دیگر راویان بزرگ ومعتبر سے جن کو خود ہی حضرات شیعہ فاسد المذہب جانتے ہین۔

جارودیہ مانند احمد بن محمد السعد الہمدانی وفطحیہ مانند حسن بن علی بن فضال وعبداللہ بن بکیر بن اعین شیبانی وعمرو بن سعید ابی الحسن المداینی وواقفیہ مانند حسن بن ابی سعید وہاشم بن حبان المکاری وابی عبداللہ وحسین بن مہران بن محمد بن ابی نصر السکونی واحمد بن محمد بن علی بن سالم البطانی وابی الحسن علی ابن الحسین بن محمد البطانی الحرمی المعروف بالطاطری وصفوان بن یحییٰ وابی محمد البجلی وعثمان بن عیسیٰ وابی حمزۃ العامری الرواسی مولای بنی رواس وغیرہ یہ جملہ رواۃ حضرات شیعہ ہی کی حسن عقیدت کی روسے فاسد المذہب ہین با این ہمہ اقرار بکثرت روایات انہین بزرگون سے صحاح حضرات شیعہ مین مرقوم ہین اور اُن حضرات کی حدیثون کو مستند ومعتمد بلکہ واجب الطاعت جانتے ہین اگرچہ حضرات اثناعشریہ آئمہ اثناعشرہ پر ایمان لانا واجب بلکہ فرض جانتے ہین حالانکہ وہ گروہ رواۃ جن کا اوپر مذکور ہوا بعض آئمہ کی تصدیق کرتے ہین اور اکثر کی تکذیب کرتے ہین مگر شیوخ صحاح اُن کی روایات کو معتبر جانتے ہین اسی طرح پر ایسے راوی ہین جو فساق بالفعل جوارح ہین چنانچہ ابو جعفر طوسی نے عدۃ مین لکھا ہے کہ فسق بافعال جوارح

مانع قبول روایت نہیں یعنی فاسقون کی بھی روایات مقبول نہین اسی طرح پر بعض ایسے بھی
راوی ہین جن کو آئمہ علیہم السلام نے اپنی حضوری سے منع فرمایا اور اُن کو اپنے دربار دُربار سے
نکلوا دیا اور حکم کیا کہ یہ قوم ہمارے حضور مین کبھی نہ داخل ہو چنانچہ یہ بزرگ بھی عند المشایخ
الشیعہ راوی ہین اسی طرح پر بعض ایسے صاحب بھی راوی ہین کہ جن کا مومن ہونا بھی
ثابت نہ ہوا ہو جیسے ذکریا بن ابراہیم نصرانی کہ بظاہر آپ کو نصرانی کہتا تھا حالانکہ طوسی
وغیرہ علماء حضرات شیعہ نے اُسی نصرانی سے روایات کی ہین اور ازراہ حسن عقیدت
فرمایا ہے کہ ذکریا اگرچہ بظاہر نصرانی تھا لیکن شیعان پاک کے نزدیک اسلام پوشیدہ
رکھتا تھا اسی طرح پر بعض صاحب ایسے بھی راوی ہین کہ خود ہی اپنی روایت کو راویان
مروی عنہ سے توثیق و تطبیق نہین فرماتے جیسے عبد الاعلیٰ و مثل اُس کے دیگر رواۃ ہے
اسی طرح پر ایسے راوی بھی ہین کہ اُن کی روایات مین نہ مدح پائی جاتی ہے نہ قدح جیسے
منذر بن خیر چنانچہ اس قسم کے راوی بہت ہین اور وہ ایک دوسرے کو ضعیف فرماتے
ہین اگرچہ بعض راوی اُن کی حدیث پر حکم صحت کا دیتے ہین اس سے بڑھکر اور بھی ایک
عجیب وغریب قال و مقال ہے کہ حضرات شیعہ اکثر کُتب کو اپنے شیوخ کی جانب منسوب
فرماتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارے مشایخ نے جو کچھ احادیث اِن کتابون مین درج کی ہین
وہ جملہ امام باقرؑ و امام جعفرؑ سے مروی ہین چونکہ امامین سخت تقیہ رکھتے تھے لہذا حیات مین
ظاہر نہ کرسکے بعد ممات کے وہ کتب ہمارے مشایخ کے ہاتھ پڑین چنانچہ کلینی نے اپنے اصحاب
سے کہ وہ محمد بن خالد وغیرہ ہین روایات کی ہین اور اکثر اخبار اُنھون کے بلفظ عن مروی
ہین وہ جملہ اسی قبیل سے ہین اسی طرح پر بعض ایسے راوی ہین کہ خود ہی اپنے کذب کے
مقر ہین فرماتے ہین کہ یہ حدیث ہم سے امام نے بیان کی اور منع کیا کہ اِس حدیث کو کسی پر
ظاہر نہ کرنا سبحان اللہ یہ راوی بھی عند المجتہدین متشیعین معتبرین و معتمدین سے ہین چنانچہ
ابی نصیر کہ بہت بڑے ثقہ سمجھے جاتے ہین کلینی نے فرمایا کہ ابو نصیر نے کہا کہ مین کبھی حدیث

صادقؑ سے سنتا ہون اور اُس کو صادقؑ کے باپ کی طرف منسوب کرتا ہون اور کبھی اُس کے باپ سے سنتا ہون پھر اُس روایت کو اُس کے پسر سے منسوب کرتا ہون چنانچہ ابن بابویہ نے ابی نصیر سے ہی یہ روایت کی ہے کہا ابی نصیر نے کہ پوچھا مین نے ابی عبداللہؑ سے کہ آیا مسلمان روز قیامت کے خدا کو دیکھین گے فرمایا ہان قیامت کو بھی دیکھین گے اور پہلے قیامت سے بھی دیکھا ہے۔ کہا مین نے کب دیکھا ہے فرمایا کہ روز الست بربکم کے یہ فرما کر کچھ دیر تک خاموش ہو رہے پھر فرمایا کہ مومنین دنیا مین بھی خدا کو دیکھتے ہین پہلے دن قیامت سے مگر تو نہین دیکھ سکتا ہے اُس وقت پر ابی نصیر نے کہا کہ پھر عرض کی مین نے کہ فدا ہون مین آپ پر اِس حدیث کا لوگون سے ذکر کرون فرمایا کہ اِس حدیث کا مذکور کسی کے روبرو نہ کرنا۔ تاہم ابی نصیر باز نہ رہا اور اِس حدیث کا مذکور کرہی دیا یہان تک کہ درمیان حضرات شیعہ کے مشہور ہو گئی۔ اسی طرح پر کلینی نے روایت کی ہے کہ ابی نصیر نے کہا کہ مجھ کو ابو الحسن نے ایک مصحف دیا اور فرمایا کہ اس کو پڑھنا مت۔ جب مین نے اُسکو کھولا اور پڑھا تو نظر میری سورہ لم یکن پر پڑی دیکھتا کیا ہون کہ اُس مین ستر نام قریش کے مذکور ہین مع اُن کے باپون کے نام کے یعنی ولدیت بھی مرقوم تھی۔ اسی طرح بعض ایسے بھی راوی ہین جو آئمہؑ سے روایت کرتے ہین اور در اصل امامت کے منکر ہین چنانچہ اُن بزرگون کی روایات بھی صحیح سمجھی جاتی ہین منجملہ ایسے مجتہدان ثقات راویان کے ایک صاحب اجتہاد ملقب بعلم الہدے ہین یہ جناب کثرت کذب سے مطلق باک نہین فرماتے ہین اور آنجناب کی روایت پر عمل کرنے کو صالحات سے جانتے ہین ان بزرگ نے چند کتب جن مین بکثرت روایات کاذبہ درج ہین تصنیف فرمائی ہین چنانچہ آنجناب کے یارون نے ہی اُس کا اظہار کر دیا ہے اور یہ بھی ایک جماعت نے فرما دیا ہے کہ وہ مرسل پر عمل کرتا ہے چنانچہ مراسیل ابو عمر کو صحیح و درست جانتا ہے حالانکہ کلینی نے ابی عبداللہؑ سے روایت کی ہے کہ جو کوئی ارسال کرے کاذب ہے اسی طرح پر ابو جعفر طوسی نے عمل کیا ہے فاسق و مضطرب کی خبر پر

ان جملہ بدیہی واقعات سے زیادہ تر تعجب خیز یہ سانحہ ہے کہ مجتہدین معتمدین حضرات شیعہ
مین سے چار بزرگ مجتہدین نے متواتر دعویٰ کیا ہے کہ ہم سفیر صاحب الزمان مہدی کے
ہین اور ہم صاحب الامر کے حضور مین بذاتہ پیغام وسلام پہنچاتے ہین اوّل ابوعمرو عثمان
بن سعید الثمان دوم اُس کا بیٹا ابو جعفر محمد بن عثمان جو ۳۰۵ھ مین فوت ہوا سوم
ابوالقاسم بن ابوالحسن بن روح چہارم علی بن محمد کہ اُس کو خاتم السفراء کہتے ہین
یہ شخص چوہتر برس زندہ رہا۔ ان چارون سفیرون کی نسبت حضرات شیعہ کا عقیدہ
غیبت صغریٰ کا ہے ان کے سوا اور بھی مجتہدین متشیعین کو دعوی سفارت ہے فرماتے
ہین کہ ہم نے بچشم خود صاحب الزمان کو دیکھا ہے اور جو کچھ صاحب الامر روایات بیان
کرتے ہین اُن کو ہم نے اپنے کانون سے سنا ہے چنانچہ ابی ہاشم داؤد ابن ابی القاسم
جعفری و محمد بن علی بن ہلال و احمد بن اسحاق و ابراہیم بن مہریار و محمد بن ابراہیم وغیرہ
نے اُنھین مدعیان ظاہر البطلان سے بکثرت حدیثین محمد مہدی مظنونہ حضرات شیعہ کی اپنی
مصنفات مین درج کی ہین اِسی طرح پر اکثر مجتہدین یقین فرماتے ہین کہ ہم نے رقعات بواسطہ
سفیران کے حضور صاحب الامر کے ارسال کئے اور ہم کو امام صاحب الزمان نے چنین و
چنان جواب دئے اگرچہ اِس بوالعجبات کے رقعات معتبر کتب حضرات شیعہ مین کثیر الوقوع
ہین مگر مشتے نمونہ خروارے ہدیہ ناظرین ہین رقعہ ۱ علی بن الحسن بن موسیٰ بن بابویہ
القمی نے بخط صاحب الزمان اپنے سوال کے جواب مین تحریر کیا اور فرمایا کہ معرفت ابوالقاسم
بن ابی الحسن بن روح سفیر سوم کے یہ جواب باصواب میرے سوال کا حاصل ہوا حالانکہ
مین نے اُس کو علی بن جعفر بن اسود کے ہاتھ بھیجا تھا رقعہ ۲ محمد بن عبداللہ بن جعفر
بن حسین بن جامع بن مالک حمیری و نیز ابوجعفر قمی و نجاشی نے فرمایا ہے کہ ابوجعفر قمی نے
ایک رقعہ دربارہ چند مسائل شرعیہ کے لکھا تھا اور امام صاحب الامر سے اُس کا جواب
دریافت کیا تھا چنانچہ احمد بن حسین کی زبانی معلوم ہوا کہ در اصل جو جواب کہ صاحب الزمان

نے لکھے وہ خاص انھین کے قلم اعجاز رقم کے کرتب ہین اس رقعہ کو مع سوال و جواب ہر معاملہ کے محمد بن حسین طوسی نے کتاب غیبت و کتاب قرب الاسناد مین بڑی آب و تاب سے درج کیا ہے یہ ہر دو کتاب حضرات شیعہ کی مثل کتب صحاح کے ہین رقعات ۳ ابی العباس بن جعفر بن عبداللہ بن جعفر حمیری شیخ قمیان و رئیس حضرات شیعان نے ایک ضخیم و جسیم کتاب تصنیف کی اور اُس مین رقعات موہومہ مظنونہ صاحب الامر کو جمع کیا ہے چنانچہ اُس کتاب موضوعہ و مصنوعہ کا نام قرب الاسناد الی صاحب الامر رکھا یہ اعجوبہ مرغوبہ حضرات شیعہ کے نزدیک صحاح سے بدرجہا بہتر ہے رقعات ۴ احمد و حسین اُس کے بھائی نے بھی گمان کیا ہے کہ ہم جو کچھ سوالات کرتے ہین اُس کے جوابات صاحب الامر اپنے ہاتھ سے لکھتے ہین چنانچہ ان رقعات کا مذکور نجاشی وغیرہ نے اپنی تصنیفات مین کیا ہے رقعات ۵ علی بن سلیمان بن حسین بن الجھیم بن بکیر بن اعین بن ابو الحسن الرازی اِس بزرگ نے بھی دعوی کیا ہے کہ میرے اور امام صاحب الزمان کے خط و کتابت رہتی تھی اور اپنے طور پر صاحب الامر کی طرف سے خطوط لکھکر لوگون کو دکھلایا کرتا تھا اور حضرات شیعہ اُن مفتریات بدیہہ کی نسبت نہ دل سے صداقت فرماتے تھے چنانچہ نجاشی نے فرمایا کہ علی صاحب الامر کا خاص مصاحب تھا اور اُس کو بہ نسبت دوسرون کے صاحب الزمان سے زیادہ تر خصوصیت تھی رقعات ۶۔ اکثر قدماء حضرات شیعان پاک سلف رقعات اپنے معتقدین پر ظاہر کئے ہین کہ یہ خطوط خاص صاحب الزمان کے دست مبارک سے لکھے گئے ہین چنانچہ اس صریح افترا کا محمد بن علی بن حسین بن عیسیٰ بن بابویہ قمی نے اس طرح پر اعلان کیا ہے کہ خود مین نے چند مسائل جو غایت درجہ مشکل تھے امام صاحب الامر سے دریافت کئے امام حجۃ صاحب الزمان نے اُن کے چنین و چنان جواب دئے فی الجملہ یہ حضرات اور بھی لطائف الحیل کرتے تھے کہ ایک درخت کے سوراخ مین جو شہر قم سے باہر تھا اپنا مسئلہ مسئولہ رکھ دیا کرتے تھے اور ایک دن اور ایک رات کے بعد اپنے کاغذ کو

نکال لاتے تھے اور اُسپر جواب نہایت خوشخط بخط دیگر خودہی لکھکر لوگون کو دکھلاتے تھے
حضرات شیعہ اُس کو کالوحی من السماء جانتے تھے اور اُس پر صدق دل سے یقین لاتے تھے
بلکہ بناء دین کی اسی پر قائم کرتے تھے **رقعات** کے اسی طرح پر اور بھی بکثرت اختراعات
واہلاعات ہین جو اکابر حضرات شیعہ نے موضوع و مخدوع فرمائے ہین وہ یہ ہین کہ اکثر خطوط
مجتہدین نے ظاہر کئے ہین اور اُن کو آئمہؑ کی طرف نسبت کیا ہے اور اُن خیالات کو اپنی احادیث
پر ترجیح دی ہے چنانچہ ابن بابویہ نے دربارہ ایک مسئلہ کے ایک توقیع بخط ابی محمد حسن بن
علی لوگون کو دکھلایا اسپر طرہ یہ کہ برخلاف اُس توقیع کے کتاب کلینی مین حدیث مروی
تھی چنانچہ امام جعفر صادقؑ سے ابن بابویہ نے کہا کہ اس حدیث پر مین ہرگز فتوی ندونگا
بلکہ مین فتوی دونگا اُسپر جو میرے پاس ہے وہ ایک توقیع ہی جو خاص الخاص ابی محمد بن الحسن کے دست
مبارک سے لکھی ہوئی میرے ہاتھ پڑی ہے مین اُس کے برعکس عمل نہین کرسکتا ہون
لیکن تعجب یہ ہے کہ حضرات شیعہ نے کیون ابن حسن کے خط کی شناخت نہ کی برتقدیر
شناخت الخط یشتبہ الخط کے مضمون کو کیون نہ سمجھے۔ **غرضکہ** حال راویان حضرات
شیعہ کا اور بناء مذہب امامیہ کی ایسے ہی موضوعات ومخترعات سے مالامال ہے اور کُتب
احادیث و فقہ ان حضرات کی ایسے ہی عجائبات وغرائبات سے مملو ہین۔

اور صحیح ترین کُتب حضرات شیعہ کی صحاح اربعہ ہین یعنی چار کتابین **اوّل** کافی مصنفہ محمد بن
یعقوب الکلینی **دوم** تہذیب **سوم** استبصار۔ یہ ہردو کتاب مصنفہ محمد بن حسن ابی جعفر
طوسی کی ہین **چہارم** من لایحضرہ الفقیہ۔ مصنفہ محمد بن علی بن بابویہ قمی (اس کتاب مین مسائل
لاطائل فقہ حضرات شیعہ کے مذکور ہین) حضرات شیعہ ان چارون کتابون پر عمل کرنے کو
واجب جانتے ہین اور یقین رکھتے ہین کہ ان چارون کتابون مین جو روایات ہین وہ آئمہؑ سے
مروی ہین اُن کو اُن کے یارون نے بہم پہنچا کر جمع کیا ہے اور اس کے بھی قائل ہین کہ صحاح
اربعہ مین سے کافی کو ترجیح ہے اور ایک جماعت من لایحضرہ الفقیہ کو افضل کہتی ہے جیسے

یہ حال ہے کتب صحاح حضرات شیعہ کا جیساکہ مختصراً ہدیہ ناظرین ہوا کہ ہشام بن حکم و ہشام بن سالم وصاحب طاق تجسیم کے قائل تھے اور زرارہ بن اعین وبکیر بن اعین و سلیمان بن جعفر ومحمد بن مسلم وبنی فضال وابن مہران ونیز دیگر جماعت فاسد المذہب وبعض وضاع وکذاب مثل جعفر فزاری وابن عیاش ومحمد بن عیسیٰ وغیرہ وبعض ضعیف و ومجاہیل اور یہ بیشمار وبسیار ہین مثل ابن عمارۃ وابن مسکون وزید یامی وغیرہ وبعض مستور الحال مثل تغلبی وقاسم خزائی وابن فرقد وغیرہ اور بعض فساق بعمل جوارح تھے پس ایسی کتابون کو جس کے راوی اِس قسم کے ہون اور حضرات شیعہ ہی کے عقائد کی رو سے اُن کے مکائد ظاہر وباہر ہون کیونکر اُن کو صحاح کہا جاسکتا ہے باوجودیکہ ہر چہار کتب مذکورہ مین روایات متناقضہ واقع ہین اور وہ بھی آحاد قسم ثانیہ - تاہم حضرات شیعہ اُن کو صحاح کہتے ہین اور اُن پر عمل کرنے کو واجب کہتے ہین حالانکہ طوسی نے خود ہی فرمایا ہے کہ اگرچہ حدیث احاد صحیح بھی ہو اُس پر عمل کرنا ہرگز واجب نہین بلکہ مرتکب اِس فعل شنیعہ کا یعنی احاد حدیث کا عامل خاطی وعاصی ہے مگر عجب کل عجب یہ ہے کہ خود ہی ابو جعفر طوسی نے شیخ الطائفہ ابن مسکان سے روایات کی ہین کہ وہ راوی امام جعفر صادقؑ سے ہے حالانکہ ایک جماعت کہتی ہے کہ ابن مسکان کاذب ہے ہرگز اُس نے امام ہمام سے روایات نہین کی ہین بلکہ اُس نے افترا کیا ہے ونیز روایات کین انہین حضرات نے ابن بابویہ صاحب رقعات مزورہ سے ونیز مرتضیٰ نے اور اُنہون نے محمد بن نعمان سے اور یہ بزرگ کذاب مشہور تھے اور اپنے مذہب کی ترقی کے واسطے روایات عجیبہ وحکایات غریبہ اختراع وابداع فرماتے تھے اسی طرح پر ابن بابویہ نے اکثر روایات کلینی سے اخذ کین اُن کو اپنے زعم مین صحیح تصور کیا مثل تحریف قرآن واسقاط آیات کے اور ایسا ہی حال علامہ شیخ حلی کا تھا کہ ان جناب نے بھی حکم وضع قرآن کا لگادیا -

فائدہ - جاننا چاہیئے کہ جتنے فرقے حضرات شیعہ کے ہین وے بغیر تصدیق وتحقیق

رجال کے اپنے مجتہدون سے جو کچھ سنتے تھے اُسپر عمل کرتے تھے اور مجتہد العصر جو چاہتے تھے سائل کے ہر مسئلہ کے جواب مین فرما دیتے تھے کیونکہ ہر ایک فرقہ حضرات شیعہ مین بسبب نہ ہونے کتب رجال کے نہایت تفرقہ پڑ رہا تھا اور سائل کو چند مجتہدین سے کسی ایک مسئلہ مین دریافت کی ضرورت پڑتی تھی تو اس درجہ باہم مفتیون کے اختلاف و اعتساف وارد ہوتا تھا کہ سائل کو سخت دشواریان پیش آتی تھین کیونکہ مفتیانِ وقت کا اسپر عمل تھا کہ مات المفتی فات الفتوی لہذا حضرات شیعہ نے واسطے حفظ مذہب کے کتب رجال کی طرف توجہ بلیغ فرمائی چنانچہ سب سے پہلے کشی نے سنہ ۴۰۲ھ مین ایک کتاب رجال نہایت مختصر تصنیف کی اور اُس مین جرح و تعدیل احوال رجال کی حسب منشا خوہی داد دی جب اس کتاب سے بھی حضرات شیعہ کی ضرورت رفع و دفع نہ ہوئی بعد اس کے ابن عضائری نے ایک کتاب احوال رجال ضعفا مین تصنیف کی لیکن نجاشی وطوسی وجمال الدین بن احمد بن طاؤس وابن مطہر وتقی الدین بن داؤد نے اُسپر بھی جرح و تعدیل کی غرضکہ اسپر بھی مدح و قدح پر نزاع رہی اور حق و باطل کی تمیز نہ ہوئی بدستور نزاع لفظی نہین بلکہ اعتقادی باقی رہی اس لئے کہ ہر ایک مصنف اپنی بات کو دوسرے پر ترجیح دیتا تھا اسی واسطے صاحب الدرایۃ نے ان بزرگون کی تقلید سے منع فرمایا کہ امامیہ کو انکے قول پر اعتبار کرنا نہ چاہئے اسی طرح پر علماء حضرات شیعہ نے اکثر اسماء رجال مین صنعتِ تصحیف کو کام فرمایا ہے چنانچہ ابی نصیر کہ نون کے ساتھ تھا اُسکو بائے موحدہ کے ساتھ بدل کیا۔ اور لفظ مراجم کہ رائے مہملہ کے ساتھ تھا اُسکو زائے منقوطہ وحائے مہملہ کے ساتھ بدل دیا اور جس موقع پر دو راوی ایک نام اور ایک ولدیت کے متفق دیکھے جیسے محمد بن قیس چار رجال کے ساتھ مشترک ہے دو صاحبون کو ثقہ فرماتے ہین اور دو صاحبون کو غیر ثقہ چنانچہ محمد بن قیس اسدی ومحمد بن قیس بجلی اوّل کو ممدوح اور دوم کو مذموم جانتے ہین۔ اور تیسرے محمد بن قیس کو کہ وہ غلام بنی نضیر کا ہے اور چوتھے محمد بن قیس ابن ابی احمد کو ایک کو ضعیف دوسرے کو کذاب کہتے ہین حالانکہ ابن بابویہ

نے اکثر ہر چہار رجال سے روایات کی ہین لیکن ہر چہار رجال مین کچھ بھی فرق نہین کیا
یہی نہین ثابت ہوتا ہے کہ اس روایت کا کونسا راوی ہے فی الجملہ ثقہ اور غیر ثقہ وضعیف
وکذاب کی سرمو تمیز نہین ہے پس احادیث اس فرقہ پُر تفرقہ کی من حیث الرجال حضرات
شیعہ ہی کے اعتقاد کے مطابق قابل اعتماد نہین ہین کیونکہ راوی کی عدالت شرط ہے
جب متقدمین تشنعین بحث رجال سے معذور ومجبور ہوئے۔ متاخرین نے اس راہ
دشوار گذار مین قدم بڑھایا جب اُن کی تحقیق نے تصدیق کا فائدہ نہ دیا اور خیر وشر
کی تمیز میسر نہ ہوئی۔ آخر کار جملہ فرقہ حضرات شیعہ کے اصول کا مدار اسی پر مقرر ہوا کہ
جو کچھ ہمارے قدما لکھ گئے ہین وہی ہمارا مذہب ہے اور فرماتے ہین کہ ہمارے متقدمین
اسی دین پر تھے اور یہ محض ہوی النفس ہے کہ بغیر تحقیق کے مفتریات کی تصدیق
کی جاوے اور صراط مستقیم کو کہ عروۃ الوثقیٰ ہے ترک کیا جاوے دراصل بانی مبانی
اس مذہب مذبذب کا عبداللہ بن سبا ہی تو ہے اس ہادی مذہب شیعی کا مذکور شرح
کتب حضرات شیعہ ہی مین مسطور ہے مثل نہج البلاغت وتاریخ طبری ومنہج المقال
فی تحقیق الرجال کے اس موجد بزرگ نے اوّل پیرایہ اسلام مین آکر حب اہلبیتؑ پر کہ مرغوب
ومطلوب اہل ایمان ہے آدمیون کو ترغیب دلائی جب لوگون نے اس بات کو اپنے
حسن معتقدات مین داخل کیا اور بہ دل سے حب اہلبیتؑ کے قائل ہوئے اُس وقت
ہادی شیعان پاک نے افراط حب علیؓ کی نسبت دعوت کی یہان تک کہ آنجنابؓ کو
خلعت اُلوہیت کا پہنا ہی دیا چنانچہ غلات حضرات شیعہ کا یہی مذہب ہے بلکہ حضرات
امامیہ کا بھی کہ آنجنابؓ کو رب کہتے ہین اور یہ بزرگ معنی رسالت کو لفظ امامت یا ولایت
پر قیاس کرتے ہین اور اصحابؓ رسالتمآب کی شان ذی شان مین بہ تہمت عداوت
ونفاست بہت کچھ تفریط رکھتے ہین اس بزرگ موجد مذہب جدید کے بعد اصحاب
سید الساجدین یعنی امام زین العابدینؓ واصحاب امام محمد باقرؓ واصحاب امام جعفر صادقؓ نے

که موسسِ ملّت جدیده ابن سبا کے ہین اِس مذہب کی ترقی مین بدرجۂ اتم سعی بلیغ فرمائی مثل ہشام بن سالم وہشام بن حکم احول ونیز احول ثانی ملقب بشیطان الطاق وزید بن جہیم الہلالی وزرارة بن اعین وحکم بن عیینہ۔ وعروة تمیمی نے آئمہ ثلثہ موصوفین سے روایات کین اور اس جماعت نے فرط محبت اہل بیت کے بارے مین بہت کچھ تصنیفات فرمائین اور اُن تصنیفات مین اپنی خیالی باتین درج کردین اور اُن باتون کو امامون کی طرف منسوب کیا چونکہ یہ حضرات آئمہؑ کے حضور مین آمد ورفت رکھتے تھے حتّٰی کہ آخر زمانہ ابی محمد حسن العسکری تک اس لئے ضعیف الایمان معتقد دام افترا مفتریان ہوجاتے تھے اور اِن اکابران حضرات شیعان کا وہ حال تھا کہ آئمہؑ کا کچھ ارشاد ہوتا اور یہ بزرگ برعکس آئمہؑ کے اقسام مفتریات پر اُس کی بنیاد قائم کرتے مثل مطاعن صحابہؓ وازواجؓ ومذمت سنّیان ومدحت شیعان۔ جب ایسے عقائد پرمکائد حضّار خاص سے ظاہر ہوئے تو آئمہؑ نے اُن سے بیزاری کی چنانچہ کلینی نے کافی مین آئمہؑ کی طرف سے اُن اکابران پر تبرّا کیا ہے۔ **روایت** کی کلینی نے ابراہیم بن محمد الخزار ومحمد بن الحسین سے تحقیق اُن دونون نے کہا کہ داخل ہوئے ہم دونون علی ابی الحسن الرضا کے حضور مین اور ہم دونون نے عرض کیا کہ تحقیق ہشام بن سالم اور صاحب الطاق والمیثمی کہتے ہین کہ بالتحقیق اللہ تعالٰی پولا ہے اندر تک اور باقی ٹھوس ہے پس امامؑ نے جس دم نام خدا سنا سجدہ مین گرگئے اور فرمایا اے اللہ پاک ہے تو جیسا کہ رغبت دلاتے ہین اُن کو نفس اُن کے یہ کہ تشبیہ دیتے ہین تجھ کو سوائے تیرے اے اللہ نہین صفت کیا گیا تو مگر اُس چیز سے جس سے صفت کی تو نے اپنی ذات پاک پر اور نہین تشبیہ تجھ کو تیری خلق کے ساتھ تو ہمہ تن خیر ہے نکر تو مجھ کو قوم ظالمین کے ساتھ۔

روایت کی اُسی نے حسن بن عبد الرحمٰن الحمانی سے کہا۔ کہا مین نے واسطے ابی الحسن موسیٰ بن جعفر الکاظم کے کہ تحقیق ہشام بن الحکم گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالٰی

جسم رکھتا ہے فرمایا گردن بارے اُس کو اللہ برتر۔ جہان تو تحقیق جسم محدود ہوا کرتا ہے پناہ مانگتا ہون مین اور بیزار ہوتا ہون مین اللہ کے واسطے ایسی باتون سے۔ **روایت** کی اُسی نے محمد الفرج الرجحی سے۔ کہا رقعہ لکھا مین نے طرف ابی الحسن کے اور اُس مین سوال کیا مین نے اُس چیز سے کہ کہا ہشام بن الحکم نے جسم خدا کے بارے مین اور ہشام بن سالم نے صورت خدا کے بارے مین پس کہا چھوڑ دے تو اُن کو۔ دونون حیرتون مین پڑ رہے ہین اور پناہ مانگ تو ساتھ اللہ کے شیطان سے نہین ہے ٹھیک بات جو کچھ کہ کہا ہر دو ہشام نے۔ **روایت** کی اُسی نے کہ زید بن علی ابن الحسین ؑ نے ہشام احول سے کہا کہ اے احول تو نہین شرماتا ہے خدا سے کہ روایت کرتا ہے تو میرے باپ سے اُن چیزون کو جن سے میرے پدر بزرگوار بیزار تھے جب یہ بات زید ؓ نے کہی احول نے کہا کہ زید ؓ ہرگز امام نہین ہے بلکہ امام لاکلام اُس کا بھائی محمد ہے پھر زید ؓ نے کہا کہ اے احول تجھ کو میرے باپ نے ایسے مسئلے کہان سے سکھائے جو مجھ کو نہ بتائے میرا باپ تو مجھ سے اس قدر محبت رکھتا تھا کہ لقمہ سرد کرکے میرے مُنہ مین دیتا تھا کب اُس کو گوارا ہوتا کہ مجھ کو دوزخ مین جانے دیتا۔ بہرحال اس قسم کے اقوال کہ آئمہ ؑ اپنے اصحاب ہی سے بدرجہا بیزار تھے مستند کُتب حضرات شیعہ ہی مین کثیر الوقوع ہین۔ **نقل** ہے کہ جب زید بن علی بن الحسین ؑ نے اپنی نسبت دعوی خلافت کیا ایک جماعت کثیر حضرات شیعان کوفہ کی آنجناب کے حضور مین حاضر ہوئی لیکن اس قوم کا سوءِ عقیدہ یہ تھا کہ حضرت شیخین ؓ پر تبرا کیا کرتی تھی جس وقت امیر عراقین یوسف بن عمرو ثقفی سے نوبت محاربہ و مقاتلہ کی پہنچی شیعان کوفہ سے پندرہ ہزار آدمیون نے زید ؓ سے کہا کہ اگر تم حضرت شیخین ؓ پر تبرا کرو اور اُن سے اپنی بیزاری ظاہر کرو تو ہم تمھاری پوری پوری مدد کرین ورنہ تم سے ہم سب بیزار ہین زید ؓ نے کہا کہ مجھ سے ایسا ہرگز نہ ہوگا کہ بزرگان دین مبین کی نسبت ترک ادب کلمات کہون

بلکہ مین اُن کا تہ دل سے دوست ہون اس لئے کہ میرنے پدر ان بزرگون سے دوستی دلی رکھتے تھے اور اُن کا ذکر خیر کے ساتھ کرتے تھے سراً و جہراً جون ہی یہ جواب باصواب شیعان کوفہ نے زیدؒ سے سنا نہایت ناراض ہوکر کہا اذا نرفضک یعنی اسی وقت ہم تجھ کو چھوڑتے ہین زیدؒ نے فرمایا اذھبوا فانتم الرافضۃ یعنی چلے جاؤ تم میرے پاس سے پس تم روافض ہو۔ شیعان کوفہ نے اُسی دم زیدؒ کا ساتھ چھوڑ دیا ہرچند کہ حضرت زیدؒ کو ازبس آدمیون کی ضرورت تھی مگر اہل رفض کے چلے جانے پر کچھ بھی خیال نہ فرمایا چنانچہ اُسی دن سے حضرات شیعہ کا لقب روافض مقرر ہوا بعد ازان زمانہ موسیٰ بن جعفر مین اسحاق بن ابراہیم شاعر ملقب بہ دیک الجن ظاہر ہوا نہ صانع کا قائل تھا نہ رسالت کی طرف مائل تھا بلکہ منکر اسلام بھی تھا لیکن مذہب رفض کی غایت الغایت تائید کرتا تھا حضرات شیعہ اس شاعر کو عمدہ ترین فقہا مین سے تصور کرتے ہین چنانچہ ذکر کیا اس فقیہ بزرگ کا محمد بن نعمان ملقب بمفید شیخ ابی جعفر طوسی و نیز شریف مرتضیٰ نے اپنی تصانیف مین بعد ازان جس زمانہ سے کہ حضرات شیعہ نے ایام غیبت مہدی مقرر کیا ہے اُس زمانہ مین ایک جماعت ابلہ فریب پیدا ہوئی اور اُس گروہ مین سے ہر ایک نے اپنی نسبت دعویٰ سفارت کیا اور فرضی مہدی کی طرف سے مصنوعی و موضوعی رقعات ظاہر کئے جیسا کہ مذکور ہوا بعد ازان ایک گروہ زنادقہ نے کُتب تصنیف کین اور اُن کو مرویات امام باقرؒ و امام جعفرؒ کی طرف منسوب کیا اور یہ بھی قوم سے کہتے کہ ان کتابون کو اصحاب مخلصین امامین نے تالیف کیا ہے لیکن بسبب تقیہ کے اصحاب حیات امامین مین ظاہر نہ کرسکے لہذا بعد ممات اشاعت و اذاعت مین کوشش کی بعض نے بذاتہ اصحاب مخلص بنکر اصول و فروع حضرات شیعان پاک کے واسطے کُتب لکھ ڈالین اور حضرات شیعہ مین ظاہر کیا کہ یہ سب کتب امام جعفر صادقؒ کی ہین پس حضرات شیعہ کے مجتہدین نے بغیر تحقیق و تصدیق کے

امام جعفر صادقؑ سے روایات کرنا شروع کین منجملہ اسلاف حضرات شیعہ کے جس نے
مذہب رفض کو ترقی دی ذکریا بن ابراہیم نصرانی تھا کہ زمرۂ شیعہ مین آپ کو محب اہل بیت
کہتا تھا اور فرقۂ نصاریٰ مین آپ کو نصرانی بتاتا تھا اسی بزرگ قوم نے مطاعن اصحابؓ
سید المرسلینؐ و مطاعن امہات المؤمنینؓ تصنیف کئے **بعدازان** ایک خاتم المحدثین
حضرات متشعین مین جلوہ گر ہوئے ان جناب کو مرتضےٰ کہتے ہین انہین حضرت کا لقب
علم الہدےٰ ہے ایک دفتر جسیم و ضخیم اس فخر قوم نے تصنیف کرکے بجانب نصرانی مذکور
منسوب کیا ان شریف قوم کے شیخ المشائخ صاحب رقعہ مزورہ تھے وہ ان سے بھی بڑھ کر
موفور الزور تھے۔ اور **توضیح المقال فی علم الرجال** مین ملا علی طہرانی اپنے راویون
اور حدیثون کی نسبت یہ فرماتے ہین کہ مراد حدیث سے وہ ہے کہ جس کی سند کا سلسلہ
رسولؐ خدا یا کسی امام تک منتہی ہو۔ پھر فرماتے ہین کہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے
روایت ہے کہ ہم مین سے ہر ایک امام کے اوپر جھوٹ لگانے والے لوگ ہونگے۔
اور یہ بھی آپ نے فرمایا کہ ہم اہل بیت سچے ہین مگر جھوٹ بولنے والون اور جھوٹ
لگانے والون سے جو ہم پر جھوٹ لگاتے ہین خالی نہین ہین اور ہماری سچائی اُس کے
جھوٹ سے ساقط ہو جاتی ہے۔ اور مغیرہ بن سعید نے میرے پدر بزرگوار کے اصحاب
کی کتابون مین ایسی جھوٹی حدیثین ملا دی ہین جن کو کبھی میرے باپ نے بیان نہین
کیا تھا۔ پس خدا سے ڈرو اور جو قول ہمارا خدا کے کلام اور نبیؐ کی سنت کے خلاف
پاؤ اُسے مت مانو۔ اور یونس سے **روایت** ہے کہ مین نے عراق مین امام باقرؑ
اور امام جعفر صادقؑ کے اصحاب کو پایا اور اُن سے حدیثین سنین اور اُن کی کتابون
کو لیا۔ اور بعد اُس کے حضرت امام موسیٰ رضاؑ کے روبرو پیش کیا آپ نے بہت سی
حدیثون سے انکار فرمایا اور کہا کہ ابوالخطاب نے امام جعفر صادقؑ پر بہت جھوٹ لگایا ہے
خدا اُس پر لعنت کرے (حق یہ ہے کہ اب تک رفقاء ابوالخطاب بکثرت اپنی لغو حدیثون

سے مسلمانون کو طرح طرح کے دھوکے دیتے ہین اور امام جعفر صادقؑ کے اصحاب کی
کتابون مین ملا دیتے ہین) پس جو کچھ خلاف قرآن کے ہو اُسے ہماری طرف سے
نہ سمجھو اور نہ اُسے قبول کرو۔ اور جو چیز مخالف قرآن و سنت کے ہو اُسے دیوار پر مارو
بعد اس کے صاحب **توضیح** اپنے مذہب کا یون فیصلہ فرماتے ہین کہ موضوع حدیثون کا
ہماری کتابون مین موجود ہونا تو پایا گیا ہے اور یہ بات کہ ان کتابون سے موضوع حدیثین
نکال دی گئی ہین ثابت نہین ہوئی ہے اور اس کا دعویٰ بھی کرنا نامسموع ہے پس
بغیر تمیز کرنے موضوع حدیث کے صحیح احادیث سے سب پر عمل صرف قبیح ہی نہین ہے
بلکہ ممنوع ہے۔ اور راویون کے حالات دریافت کرنا اور علم رجال سے واقف ہونا اسلئے
ضرور ہے کہ اکثر بلکہ تمام حدیثون مین احتمال وضع موجود ہے گو یہ احتمال بعض حدیثون
مین قرائن خارجیہ کے سبب سے بہت کم ہے لیکن اِس احتمال کے دور کرنے کے لئے
ضرور ہے کہ تمام حدیثون مین رفع شک کے لئے اس علم کی طرف رجوع کی جاوے۔
ہم کہتے ہین کہ ہر چند اکابر حضرات شیعہ نے کتب رجال کی طرف اہل سنت کی دیکھا
دیکھی رجوع بھی کی مگر عشر عشیر گوہر بے بہا صحت و اطمینان کو اس دم تک ہاتھ مین
نہ لا سکے اور نہ قیامت تک لا سکتے ہین پس باقرار صاحب **توضیح** مدار کار اس مذہب کا
احادیث بے اعتبار محض مخالف قرآن کردگار پر ثابت ہوا۔ **صوارم** مین مولوی
دلدار علی صاحب فرماتے ہین کہ اِسی وجہ سے جناب شیخ الطائفہ نے راویان فاسد
العقیدہ کے اخبار پر عمل کیا ہے اور خبر واحد کو گو بواسطہ ثقات مروی ہو اعتقادات مین
حجت اور کافی نہین سمجھا۔ پھر فرماتے ہین کہ اگر فرقہ حقہ امامیہ سو آدمیون کو مثل ہشام وغیرہ
کے ابوالخطاب کی طرح فاسد العقیدہ شمار کرین تب بھی اُن کے عقائد مین جو بر ا ہین
باہرہ پر قائم ہے خلل نہین آسکتا۔ پھر فرماتے ہین کہ اگر ہشام اور محمد بن مسلم جیسے ہزار
آدمی بالفرض ملحدین اور فاسقین ہون تب بھی اُن کے اعتقادات مین خلل نہین پڑ سکتا

ہم کہتے ہین کہ بسبب عملیات موضوعات کے ہی تو مفسدات پیدا ہو گئے نہ قرآن کی عزت رہی اور نہ احادیث کی وقعت صرف فاسد العقیدہ راویون کے اخبار پر اعتبار ہے۔
حسام مین مولوی صاحب یون فرماتے ہین کہ وارد ہونا ایسی احادیث کا جو ظاہر مین مختلف ہین مخصوص کسی ایک فرقۂ اہل اسلام سے کہ جن کے پاس کتب احادیث و اخبار ہون نہین ہین اس لئے کہ علماء اسلام نے احادیث مختلف کا طریق جمع اور وجوہ ترجیح دو حدیثون متعارض کو دوسری حدیث پر کتب اصول وغیرہ مین مدون و بیان کر دیا ہے پس اگر ابن بابویہ کا مجرد روایات مختلف کا بیان کرنا محل طعن و تشنیع ہو تو تمام محدثین اہل اسلام محل طعن و تشنیع کے ہونا چاہئین۔ ہم کہتے ہین کہ بقول مولوی صاحب صرف ابن بابویہ ہی فن اختلاف مین فرد و طاق نہ تھے بلکہ باقرار علماء حضرت شیعہ آئمہ بھی فن مذکور سے بے بہرہ نہ تھے چنانچہ کتاب علل الشرائع کی دوسری جلد باب العلت مین ابی عبد اللہ سے منقول ہے سئل عن اختلاف اصحابنا فقلت ذلک لو اجتمعوا علی امر واحد لاخذ برقابکم یعنی سوال کئے گئے اختلاف اصحاب ہمارے کی بابت (یعنی حضرت امام جعفر صادق) فرمایا کہ ہم نے اختلاف ڈالا ہے شیعون مین اگر جمع ہو جاتے ایک کام پر تو البتہ گرفتار ہو جاتے۔ پھر اسی کتاب مین مسطور ہے کہ حضرت امام جعفر صادق نے تین سائلون کو ایک ہی مسئلہ مین تین طرح پر جواب دئے اور وہ تینون جواب مختلف یکے با دیگرے تھے۔ بحار الانوار کے باب کتمان دین عن غیر اہلہ مین منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق نے ایک ایک مسئلہ مین ستر ستر تک جواب دئے ہین۔ چنانچہ اسی کتاب مین امام صاحب موصوف سے روایت ہے عن ابی عبد اللہ قال انی لاتکلم علی سبعین وجها لی فی کلها المخرج یعنی فرمایا حضرت امام جعفر صادق نے کہ مین ایک بات مین ستر پہلو رکھتا ہون جس کروٹ چاہون پلٹ جاؤن۔ اور صاحب مدنیہ نے لکھا ہے کہ استبصار اور تہذیب الاحکام

مین پانچ ہزار سے زیادہ احادیث مختلفہ مرقوم ہین اور یہ اختلاف آئمہؑ کی طرف سے ہے
نہ راویون کی طرف سے۔ طرفہ یہ ہے کہ کشف الغمہ اور علل الشرائع کے باب
العلت مین تاکید اکید حضرات شیعہ کے واسطے ہے کہ اگر مرجی و قدری و خارجی کسی
حدیث کو آئمہؑ طاہرین کے ساتھ نسبت کرین تو تم اُس کی تکذیب مت کرو کیونکہ نہین
جانتے تم کوئی چیز شاید کہ ہو حق پس تکذیب ہو گی حق تعالےٰ عرش کی تعجب تو یہ ہے
کہ باوجود ایسی اُصولی خرابیون کے جو آئمہؑ کے اختلاف سے مذہب حضرات شیعہ مین
کثیر الوقوع پیدا ہوئی ہین اختلاف بعض فروعی مسائل اہل سنت پر طعن و تشنیع کرتے ہین۔
اور رسائل شیخ مرتضےٰ مطبوعہ ایران مین متعلق اختلاف اور وضع احادیث کے لکھا ہے
کہ یہ کہنا شیخ کا کہ آئمہؑ کے اصحاب نے اصول و فروع بطریق یقین کے اُن سے حاصل
کئے ہین یہ ایک دعویٰ ہے کہ جس کا ثبوت ظاہر نہین ہوتا کیونکہ کم سے کم یہ امر شاہد ہے
کہ آئمہؑ کے اصحاب اصول و فروع مین بکثرت اختلاف رکھتے تھے اور اسی وجہ سے اکثر
اصحاب آئمہؑ نے جب اُن سے اُن کے اصحاب کے اختلاف کی شکایت کی تو آئمہؑ نے
کبھی اُن کو یہ جواب دیا کہ ہم نے خود ہی یہ اختلاف اُن مین ڈالا ہے تاکہ ہم اپنی جان
بچائین جیساکہ حریز اور زرارہ اور ابوایوب جزار کی روایت مین آیا ہے اور کبھی یہ
جواب دیا کہ یہ اختلاف دروغ گویون کی وجہ سے ہے جیساکہ فیض بن مختار کی روایت
مین ہے کہ مین نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ خدا مجھے آپ پر فدا کرے اس
اختلاف کا جو آپ کے شیعون مین پڑا ہے کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کونسا اختلاف
فیض نے کہا کہ مین نے آپ سے عرض کیا کہ کوفہ کے محدثین کے حلقہ مین بیٹھتا ہون
تو مجھے اُن کے اختلاف احادیث مین شک و شبہ ہوتا ہے۔ جب مین فضل بن عمر کے
پاس آتا ہون تو وہ مجھے اس امر سے آگاہ کر دیتا ہے جس سے میرا نفس اطمینان پاجاتا
آپ نے فرمایا کہ ہان جیسا تو کہتا ہے بات تو یہی ہے لوگون نے ہم پر جھوٹ بولنے کی

بہت کچھ زیادتی کر رکھی ہے۔ گویا خدا نے جھوٹ کو اُن پر فرض کر دیا ہے کیونکہ اُن سے سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہین چاہتا۔ جب مین کسی سے ایک حدیث بیان کرتا ہون تو وہ ہنوز میرے پاس سے جدا بھی نہین ہونے پاتی کہ وہ اُس کی تاویل اصل تاویل کے علاوہ گڑھ لیتا ہے۔ اور یہ بات اس وجہ سے ہے کہ لوگون کو ہماری حدیث اور ہماری محبت سے اللہ مطلوب نہین ہے بلکہ ہر ایک کی یہی خواہش ہے کہ وہی رئیس ہو کر پکارا جاوے۔ اور اسی کے قریب داؤد بن سرحان کی **روایت** ہے اور **نوادر حکمت** کے رجال مین سے بہت سے لوگون کو قمیین کا استثنا کرنا معروف ہے اور ابن ابی العوجا کا **قصہ** یہ ہے کہ اُس نے اپنے قتل ہونے کے وقت کہا کہ مین نے تمہاری کتابون مین چار ہزار حدیثین ملا دی ہین جو رجال مین مذکور ہین۔ اور ایسے ہی ہے کہ یونس بن عبدالرحمٰن نے ذکر کیا کہ مین نے اصحاب صادقین سے بہت سی حدیثین لی ہین پھر اُن کو ابوالحسن امامؑ رضا کے سامنے پیش کیا تو اُنھون نے بہت سی حدیثون سے انکار کیا۔ سوائے اس کے بہت سے شواہد ہین جو شیخ کے اس ذکر کرنے کے خلاف ہین۔ پھر اسی کتاب مین اقرار دروغ و وضع حدیث کا باین عنوان ہے۔ کہ اسمین شک نہین ہے کہ جو شخص احوال روات مذکورہ کا تتبع کرے تو وہ اکثر اخبار بلکہ کل کو سوائے شاذ و نادر کے آئمہؑ سے صادر ہونا نہ پائیگا۔ اور یہ بات اُس وقت معلوم ہو گی جبکہ اخبار کے ہم تک پہنچنے اور ارباب کتب یعنی مشائخ ثلثہ اور جو اُن سے پہلے ہین اُن کے اہتمام کی کیفیت مین تامل کرے۔ کہ جو کچھ اُنھون نے اپنی کتب مین لکھا ہے اُس کی کیا کچھ تنقیح کی ہے۔ اور صرف کتاب سے دیکھ کر روایت کے لینے پر اکتفا نہیں کیا اور نہ اُس کو اپنی تصانیف مین داخل کیا اس خوف سے کہ اُس کتاب مین بعض کذاب لوگون نے کچھ ملا دیا ہو۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ کی یہ حکایت ہے کہ وہ حسن بن وشا کے پاس آیا اور اُس سے علا بن رزین اور ابان بن عثمان احمر کی کتابین

طلب کین۔ جب حسن نکال کرلائے تو احمد نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ان کا سماع کرون
تب حسن نے جواب دیا کہ خدا تجھ پر رحم کرے تو ان کو لیجا اور لکھ لے اور جو شخص بعد میرے
ہو اُس سے پڑھ لینا۔ احمد نے کہا کہ مین نے اُس سے کہا کہ کیا یہ جھوٹ سے مامون نہین
ہین۔ حسن نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ حدیث کی ایسی طلب ہو گی تو مین بہت سی
حاصل کرلیتا مین نے اس مسجد مین سو شخصون کو دیکھا ہے کہ وہ سب یہ کہتے تھے کہ مجھ سے
محمد بن جعفرؒ نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ اور حمدویہ نے ایوب بن نوح سے روایت
کی ہے کہ اُس کے پاس کئی دفتر آئے جن مین ابن سنان کی حدیثین تھین۔ ایوب نے
کہا کہ اگر تم لوگ چاہو لکھ لو مین نے خود محمدؒ بن سنان سے یہ حدیثین لکھی ہین۔ لیکن
مین اُس کی روایت تجھ سے نہ کرونگا اس لئے کہ اُس نے اپنے مرنے سے پہلے کہا تھا کہ
جس قدر حدیثین مین نے تم سے بیان کی ہین نہ اُن مین سماع ہے اور نہ روایت۔ بلکہ
مین نے اُن کو لکھا ہوا پایا تھا۔ اور ایک شاہد کافی تم کو یہ ہے کہ علی بن حسن بن فضال
اپنے باپ کی کتابون سے نہین روایت کرتا باوجودیکہ اُس نے اپنے باپ کے ساتھ
مقابلہ کیا تھا بلکہ اپنے بھائیون احمد و محمد سے اور وہ باپ سے روایت کرتے ہین علی نے
اس کا یہ عذر بیان کیا کہ جس روز اُنھون نے حدیث کا مقابلہ اپنے باپ کے ساتھ کیا تھا
تو وہ دونون صغیر سن تھے اور اُن کو روایات کی معرفت اچھی طرح پر نہ تھی اس لئے اُنھون
نے دوبارہ اپنے بھائیون سے پڑھا۔ غرضکہ ظاہر یہ ہے کہ محدثین شیعہ کا دارمدار حدیث کا
خود صاحب کتاب سے سننے پر تھا یا اُس پر جس نے صاحب کتاب سے سنا ہو جیسے صدوق
کو اپنے شیخ ابن ولید کے ساتھ اتفاق ہوا۔ اسی لئے ایک جماعت محدثین سے منقول
ہے کہ وہ روایت نہ کرتے تھے ایسے شخص سے جو ضعفا سے روایت اور مرسل پر اعتماد
کرتا ہو اگرچہ فی نفسہ ثقہ ہو۔ جیسے کہ برقی کی نسبت اتفاق ہوا۔ بلکہ ایسے شخص سے
بھی روایت مین احتراز کرتے تھے جو قیاس پر عمل کرتا ہو۔ باوجودیکہ یہ معلوم ہے کہ عمل کو

روایت مین کچھ دخل نہین ہے۔ جیسے اس کافی کی نسبت اتفاق ہوا۔ جہان کہ اُسکے
ترجمہ مین ذکر کیا ہے کہ وہ قیاس کو جائز سمجھتا تھا تو اس سبب اُس کی روایات چھوڑ
دی گیئن۔ اور ایسے شخصون کی روایت مین توقف کرتا تھا جو پہلے مذہب حق پر تھے
اور پھر اُس سے عدول کر گئے اگرچہ اُن کی روایات وکُتب حالت استقامت کی ہوتین
یہان تک کہ اُن کی اجازت امام یا نائب دین جیسے امام عسکری سے لوگون نے کُتب
بنی فضال کا حال پوچھا اور یہ کہا کہ ہمارے گھر اُس کی کتابون سے بھرے پڑے ہین
تو اُنھون نے اُن کو اجازت دی۔ اور شیخ ابو القاسم بن روح سے کُتب ابن غدافر کا حال
دریافت کیا جن کو اُس نے قبل مذہب شیعہ سے مرتد ہونے کے تصنیف کیا تھا۔ شیخ نے
اُن کو اُن پر عمل کرنے کی اجازت دی۔ اسی لئے امام نے ایک جماعت روات کی شان مین
فرمایا ہے کہ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو آثار نبوت مٹ جاتے۔ اور لوگ نہین پسند کرتے ہین
غیر معتبر روایتون کا لکھنا اپنی تالیف کی ہوئی کتابون تواریخ مین جن مین جھوٹ واقع ہونے
سے نہ دینی ضرر ہے نہ دنیوی۔ پس وہ لوگ کیونکر پسند کرینگے ایسے امر کو اپنی اُن کُتب مین
جو مؤلف ہین واسطے رجوع خلائق کے امور دین مین باوجودیکہ امام نے خبر دی ہے کہ لوگون پر
ایک زمانہ ہرج کا آئیگا کہ وہ سوائے کتابون کے اَور چیزون سے مانوس نہ ہونگے۔
اور کلینی نے اپنی کتاب کافی کے دیباچہ مین ذکر کیا ہے کہ یہ میرے بعد کو سب لوگون
کی مرجع ہوگی۔ محدثین نے اُن کو متنبہ کیا اور محدثین کو آئمہ نے فرمایا کہ کذاب لوگ
اصحاب آئمہ کی کُتب مین جھوٹی احادیث ملا دینگے۔ جیسا کہ اکثر روایتون سے ظاہر
ہوتا ہے۔ جن مین سے ایک یہ ہے کہ یونس بن عبد الرحمن نے سیدنا ابو الحسن رضاؑ
کے سامنے اصحاب امام باقرؑ و امام جعفرؑ کی کتابون کو پیش کیا تو آپ نے اُن مین سے
بہت سی احادیث کا انکار کیا اور کہا کہ یہ احادیث ابی عبد اللہ کی نہین ہین۔ اور فرمایا
کہ ابو الخطاب نے ابو عبد اللہ پر جھوٹ لگایا ہے۔ اور اسی طرح پر آج تک اصحاب ابو الخطاب

کے اصحاب ابی عبد اللہ کی کتابون مین اپنی گڑھی ہوئی حدیثین ملا دیتے ہین۔ اور اُن
روایات مین سے ایک یہ ہے کہ ہشام بن حکم سے مروی ہے کہ اُس نے سنا کہ ابو عبد اللہ
کہتے تھے کہ مغیرہ بن سعد لعنہ اللہ جان بوجھ کر میرے باپ پر جھوٹ لگاتا ہے اور اُن کے
اصحاب کی کتابین لیتا ہے۔ اور اُس کے اصحاب میرے باپ کے اصحاب کے ساتھ
لگے رہتے تھے کہ میرے باپ کے اصحاب سے کتابین لیتے اور مغیرہ لعنہ اللہ کو دیدیتے
اور وہ اُن مین کفر اور زندقہ ملا دیتا اور اُن کو ابو عبد اللہ کی طرف منسوب کرتا۔ اور
ایک روایت فیض بن مختار کی ہے جو پہلے ذیل کلام شیخ مین گذر چکی۔ سوا اس کے
اور بہت سی روایتین ہین ہم نے جو کچھ ذکر کیا اُس سے ظاہر ہوگیا۔ اخبار کثیرہ کا حال جو
مجملاً معلوم ہوا تو کذّابین اور وضّاع احادیث سے خالی نہ تھا۔ اور یہ امر قبل زمانہ اصحاب
آئمہ کے تدوین حدیث اور رجال کے تھا اور جھوٹے اخبار کا ہونا معلوم ہونے سے کل احادیث
کا قطعی الصدور یا ظنی الصدور ہونے کا جو دعوی ہے وہ باطل ہوتا ہے اور ہم جس کے
درپے ہین وہ نہین باطل ہوتا۔ یعنی اکثر یا کثیر احادیث کے صادر ہونے کا دعوی علم
اجمالی ہے بلکہ یہ دعوی بدیہی ہے۔ علاوہ اختلاف و دروغ و وضع احادیث کے تقیہ
کے عقیدہ نے جزو کل احادیث حضرات شیعہ کو ایسا مہمل و باطل کر دیا ہے جو نہ
ازروئے عقل کے درست ہوتی ہین اور نہ ازروئے نقل کے راست آتی ہین اور نہ شرعاً
وعرفاً و نہ عقلاً و نقلاً کوئی اصول اُس پر قائم ہوسکتا ہے گویا تار ٹوٹا ریل بند ہوئی۔
چنانچہ شیخ مرتضےٰ اپنے رسائل مین جس کا یہ عنوان ہے **خاتمہ فی التعادل والترجیح**
فرماتے ہین کہ ابن ابی جمہور نے عوالی اللالی مین علامہ حلی سے روایت کی ہے کہ زرارہ
کہتا ہے کہ مین نے امام باقرؑ سے پوچھا کہ فدایت شوم آپ کی طرف سے دو خبرین اور
حدیثین متعارض اور مختلف بیان کی جاتی ہین ہم کس کو صحیح سمجھین اور کس پر عمل کرین
امام نے فرمایا کہ اے زرارہ اُس پر عمل کر جو تیرے اصحاب مین مشہور ہو اور شاذ و نادر

کو چھوڑ دے۔ پھر مین نے پوچھا کہ یا سیدی اگر دونون مشہور و ماثور ہون تو آپ نے فرمایا کہ اُس حدیث کو ماننا جو تیرے نزدیک ان دونون حدیثون کے راویون مین سے عادل اور ثقہ تر نے بیان کیا ہو تب مین نے کہا کہ اگر دونون راوی عدالت و ثقاہت مین برابر ہون تو مین کیا کرون آپ نے فرمایا کہ یہ دیکھو کہ اُن مین سے کونسی حدیث سنیون کے موافق ہے جو موافق ہے اُسے چھوڑ دے اور جو اُن کے مخالف ہے اُس کو صحیح سمجھ کیونکہ حق اُن کی مخالفت مین ہے۔ پھر مین نے پوچھا کہ اگر دونون حدیثین سنیون کے موافق یا دونون مخالف اُن کے ہون تو کیا کرون فرمایا کہ جس مین احتیاط ہو اُس پر عمل کر۔ پھر مین نے پوچھا کہ اگر احتیاط مین دونون برابر ہون تو کیا کرون فرمایا اس مین تجھ کو اختیار ہے جسے چاہے لے جسے چاہے چھوڑ دے۔ پھر اسی کتاب مین شیخ نے ابی عمرو کنانی سے یہ حدیث لکھی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابو عمرو اگر مین تجھ سے کچھ کہون یا فتویٰ دون اور پھر بعد اُس کے تو میرے پاس آئے اور اُسی بات کو پوچھے اور مین برخلاف اُس کے جو پہلے بیان کیا تھا اور مخالف اُس کے جس کا فتویٰ پہلے دیا تھا تجھ سے کہوں تو تو کس پر عمل کریگا اور کسے صحیح سمجھیگا۔ تب ابو عمرو نے کہا کہ آپ کی اخیر بات کو اور اخیر فتویٰ کو صحیح سمجھونگا۔ امام نے فرمایا کہ ہان یہی ٹھیک ہے اے ابا عمرو اللہ انکار کرتا ہے سوائے اس کے کہ وہ چھپکر عبادت کیا جائے قسم خدا کی اگر تم ایسا کرو تو یہی تمہارے اور میرے حق مین بہتر ہے۔ خدا انکار کرتا ہے ہمارے لئے اپنے دین مین الا تقیہ کو۔ ضربت حیدریہ مین سید محمد صاحب مجتہد لکھتے ہین کہ جو روایتین قدح اور طعن مین ہشامین و مومن الطاق و ابوالخطاب و مغیرہ و عثمان بن عیسیٰ کے کافی مین مذکور ہین باوجودیکہ اُس کے راوی امامیہ ہین اور کلینی نے اُن سے روایتین کی ہین چونکہ وہ روایتین اُن لوگون کے معائب مین ہین جن کو حضرات شیعہ بزرگان ملت اور رفقاء خاص امام سے سمجھتے ہین اس لئے ایسی روایتون

کو بغیر جرح وقدح کرنے راویون کے متروک بلکہ موضوع قرار دیتے ہین۔ قوی دلیل اس بات کی یہ ہے کہ یہ روایتین یا موضوع ہین کہ حاسدون اور دشمنون نے ہشامین وغیرہ کی نسبت اُس قرب ومنزلت کے کہ اُنہین آئمہ کی جناب میں تھا بنالیا ہے۔ یا یہ کہ آئمہ نے اپنی حفاظت کے لئے اُن پر یہ عیب لگا دئے ہین جیسا کہ حضرت خضرؑ نے کشتی کو عیب دار کردیا تھا۔ پھر اسی کتاب مین ہے کہ متکلمین ومجتہدین امامیہ اصول دین مین دلائل قطعیہ پر اعتماد کرتے ہین اور بس۔ ظن وتقلید اُس مین جائز اور روا نہین رکھتے اور اصول دین مین اخبار احاد پر اعتماد نہین کرتے۔ اور اس باب مین سب قسم کی حدیثین صحیح ہون یا حسن۔ قوی ہون یا ضعیف برابر ہین۔ اور فروع دین مین اُن کا اعتبار ضروریات دین ومذہب کی باتون مین یقین پر ہے اور بس۔ نہ اخبار احاد پر۔ اور اُس کے سوا ظن پر مگر نہ مطلق ظن پر بلکہ جو چار دلیلون مین سے کسی ایک دلیل سے وہ ظن حاصل ہوا ہو یعنی کتاب یا سنت یا اجماع یا عقل سے۔ اور درصورت تعارض کے صحیح کو ضعیف پر ترجیح ہے اور تعارض نہ ہونے کی حالت مین اگر خبر ضعیف عمل اصحاب مذہب کے موافق ہو تو اُس پر بھی اعتماد کرلیتے ہین اور یقینی ہونا ہر ایک خبر کا اخبار کُتب اربعہ سے ثابت نہین ہوتا ہے الخ۔ اب سنئے کتاب وسنت واجماع وعقل کا بیان مجملاً طور پر۔ **کتاب** یعنی وہ قرآن مجید ہے حضرات شیعہ کے زعم مین قابل استدلال نہین ہے اس واسطے کہ اعتماد واعتقاد اُس کی قرآنیت وفرقانیت پر کامل حاصل نہین ہے البتہ یہ اعتبار اُن کو جب حاصل ہوتا کہ امامون معصوم کے ذریعہ سے ہاتھ لگتا یا اصحاب آئمہ کے واسطہ سے جن کا وصف ظاہر ہے ملتا اور وہ قرآن جو ان کے نزدیک صحیح ہے جس کو کہتے ہین کہ جناب امیرؑ نے اُس کو جمع کیا تھا وہ ان کے پاس موجود نہین ہے بلکہ مفقود ہے۔ پس اس قرآن پاک کی نسبت ان کا یہ اعتقاد ہے کہ معاذ اللہ آئمہ نے اس کو معتبر نہین سمجھا بلکہ ابتر جانا ہے اور نہ اس کو قابل استدلال و

دستاویز کے مانا ہے چنانچہ **کلینی** وغیرہ کتب حضرات شیعہ سے مشتے نمونہ بیان کیا گیا
اور تفسیر مین انشاء اللہ تعالے پہلا باب فضیلت قرآن ہی مین مذکور ہوگا **خلاصہ** یہ کہ چند
وجہون سے سوء عقیدت بہ نسبت قرآن پاک کے ثابت ہے **اوّل** یہ کہ جماعت کثیر امامیہ نے
اپنے امامون سے روایتین کی ہین کہ وہ قرآن جو نازل ہوا تھا اُسمین کلمون کو اپنے موقعون
سے ادل بدل کر دیا اور بکثرت آئتین بلکہ سورتین قرآن سے نکال ڈالی گئین اور ترتیب بھی
اُلٹ پلٹ کر دی گئی اور اب جو کچھ کہ موجود ہے وہ قرآن عثمانی ہے کہ عثمانؓ نے سات نسخے
اپنے قرآن کے لکھوا کے اطراف عالم مین بھیجکر مشہور کرا دئیے اگر کوئی قرآن منزل کو پڑھتا
تھا تو اُس پر مار دھاڑ ہوتی تھی یہان تک کہ چار ناچار اسی ناقص قرآن پر جہان مین اجماع
کرایا گیا اِس سبب سے یہ قرآن قابل استدلال کے نہین ہے اور نظم و کلمات اور خاص و
عام اسکے محل اعتماد کے لائق نہین ہین - کیونکہ جائز ہے کہ یہ احکام جو اِس قرآن مین موجود
ہین کل یا اکثر احکام منسوخ ہون خصوصاً اُن آئتون اور سورتون سے جو ساقط کر دی گئی
ہین یا یہ کہ مخصوص ہون وہ احکام اُنہین آئتون و سورتون مسقطہ سے **دوم** یہ کہ نقل
کرنے والے قرآن مروجہ کے بلا تشبیہ ایسے ہین جیسے نقل کرنے والے توریت و انجیل وغیرہ کے
کہ معاذ اللہ بعض ان سے اہل نفاق تھے مثل عظماء صحابہؓ بالخصوص اصحابؓ ثلثہ اور اکثر
ان سے چکنی چپڑی باتین کرنے والے دنیا طلب دین فروش مثل عوام صحابہؓ عیاذاً باللہ جنہون نے
مال و مناصب کے لالچ سے پیروی اپنے رئیسون کی کی اور سب کے سب اسلام سے پھر گئے
اور سوائے چار یا چھ کے کوئی سنت پیغمبر صلعم پر قائم نہ رہا بلکہ شریعت نبوی صلعم کو درہم برہم
کر دیا اور آنحضرتؐ کے خاندان سے عداوت اور دشمنی اختیار کی اور آپ کی کتاب کو جو منزل
من اللہ تھی تحریف کر ڈالا اور آئمہ کے خطاب کو تغیر کر دیا **مثلاً** بجاے من المرافق کے
الی المرافق بنا دیا اور بجاے ائمۃ ھی ازکی من ائمتکم کے امۃ ھی اربی من
امۃ لکھ دیا - علی ہذا القیاس جیسا کہ دعاء **صنمی قریش** مین کہ اُس کو قنوت جناب امیرؑ

اور متواتر جانتے ہین مذکور ہے۔ پس جیساکہ توریت و انجیل وغیرہ پر اعتماد نہین ہے ویسا ہی
قوم معلوم کے سوء عقیدت مین قرآن بھی قابل عمل و اعتبار کے نہین ہے اور نہ اسکے ساتھ
تمسک قطعی کا اعتقاد ہے کہتے ہین کہ جیسے کہ احکام توریت و انجیل وغیرہ کے قرآن مجید سے
منسوخ ہین ایسے ہی اِس قرآن سے بہت سی چیزین احکامی لنسخ ہوئی ہین مگر احکام ناسخ
و منسوخ سوائے آئمہ کے کوئی نہین جانتا سوم یہ کہ ثبوت نزول قرآن اور اُس کے معجزہ ہونیکا
بلکہ ثبوت نبوت پیغمبر صلعم کا منحصر و موقوف ہے اِس امر پر کہ پہلے نقل کرنے والون قرآن پاک
کی صداقت و دیانت ثابت ہو چونکہ نقل کرنے والے قرآن و نبوت پیغمبر صلعم کے ایسی جماعت
ہے کہ معاذ اللہ جنہون نے اپنی غرض فاسد سے اُس نص کو جو روبرو ایک لاکھ چوبیس ہزار کے
پیغمبر نے فرمائی تھی چھپا ڈالا اور کسی نے وقت حاجت حق ظاہر نہ کیا یہان تک کہ حقوق
خاندان نبوت تلف و غصب کر ڈالے۔ اور اصل اصول دین بزرگ کی کہ ہم پہلوئے نبوت
بلکہ فرض تراز نبوت یعنی رکن رکین امامت کے زبردستی چھین لے بلکہ وارث تخت و نگین
نیابت رسالت کا یہ حال کیا ابیات۔

بدست عمرؓ بود یک ریسمان — دگر در کف خالدؓ پہلوان
فگندند در گردن شیرؓ نر — کشیدند اورا بر بوبکرؓ

پس کیونکر ایسے ظالمون کی نقل بے اصل پر اعتماد و اعتقاد ہو سکتا ہے۔ **الغرض**
ایسے صریح فاسد بلکہ محض کاسد سوء عقیدت مدعیان امامت سے ثابت ہوتا ہے کہ صاحب
لولاک کا اعظم و اعلیٰ معجزہ قرآن پاک ہے جس کے مقابلہ و مناظرہ مین بڑے بڑے
فصحا و بلغا عاجز تھے ان کے نزدیک واقع مین کچھ بھی نہ تھا یہ حال اِن جناب کے عقائد کا
بہ نسبت کتاب کے ہے اب سُنئے خبر کا اثر سنت یعنی خبر۔ پس خبر کے لئے صحیح ناقل کا
ہونا لازمی ہے۔ سو خبر کے ناقل شیعہ ہین یا غیر شیعہ۔ پس غیر شیعہ تو اس واسطے معتبر
نہین ہین کہ معاذ اللہ صدر اوّل ان کے تو ایسے ہین کہ جن کی سندین منقطوع یا موضوع

ہین اس لئے کہ وہ مرتد و منافق و محرف کتاب خدا و دشمن خاندانِ رسالتؐ کے ہوئے
ہین - باقی رہے حضرات شیعہ اُن کی یہ کیفیت ہے کہ اصل امامت و تعداد و تعین آئمہ
مین خود ہی مختلف ہین اور ایسے اختلاف فاش واقع ہین کہ ان کے اقوال کا ثبوت کسی
قول سے سوائے خبر کے نہین ہوسکتا کس واسطے کہ یہ کتاب اللہ ان باتون سے ایسے طور
پر کہ مخالف کو الزام دے سکین ساکت ہے اب رہا ثبوت خبر اور اُس کی حجت پر اثر ہونیکا
یہ امر پھر موقوف اُسی قول پر ہوگا جس کا ثبوت خبر سے متعلق ہے بسبب سکوت کتاب اللہ
کے اس صورت مین دور صریح لازم آئیگا یعنی قول کا ثبوت خبر سے اور خبر کا ثبوت قول سے
اور یہ محض باطل ہے - اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حجت ہونا خبر کا اسی سبب سے تو ہے
کہ وہ قول کسی معصوم کا ہے یا بواسطہ کسی معصوم کے دوسرے معصوم سے پہنچا ہو اور
عصمت شخص معین کی بھی خبر ہی سے ثابت ہوئی ہو نہ کتاب اللہ سے بسبب سکوت
کتاب اللہ اور عجز عقل کے - پس یہ حجت بھی صریح جہالت ہے - باقی رہا معجزہ اوّل صدور
اُس کا شخص معین سے نہین اور بر تقدیر صدور شخص معین وہ موقوف محض خبر پر ہے
کس واسطے کہ ہر کسی کو اتفاق معجزہ دیکھنے کا نہین پڑتا - واضح ہو کہ اصول اقسام خبر کے
حضرات شیعہ کے نزدیک چار ہین - صحیح - حسن - موثق - ضعیف - صحیح وہ ہے کہ روایت
اُس کی متصل ہو معصوم کے ساتھ بوسیلہ عدل کسی امام کے - پس موافق اس تعریف کے
جو خود ہی اکابر شیعہ نے کی ہے مرسل اور منقطع صحیح کی قسم مین داخل نہین ہین اسواسطے
کہ اُن مین اتصال نہین ہے اور حال یہ کہ اپنے اطلاقات مین مرسل و منقطع کو صحیح کہتے
ہین - جیسے کہتے ہین (روی) ابن عمیر فی الصحیح کذا وفی صحیحۃ ابن عمیر کذا - اور
راوی عادل کا بھی اطلاق صحیح مین اعتبار نہین کرتے ہین باوجودیکہ عدل اس تعریف مین
ماخوذ ہے - پس روایت مجہول الحال کو بھی صحیح کہتے ہین جیسے حسین بن حسن بن ابان کہ
وہ مجہول الحال ہے اس پر نص کی ہے علامہ حلی نے منتہی مین اور تقی الدین بن داؤد نے

خلاصہ مین- لکھتے ہین کہ طریق الفقیہ الی معاویۃ ابن میسرۃ والی عابد الاحمسی والی خالد ابن نجیح والی عبد الاعلی صحیحۃ یعنی راہ فقیہ کی طرف معاویہ بن میسرہ اور طرف عابد احمسی اور طرف خالد بن نجیح اور طرف عبد الاعلی کے صحیح ہے- اور حال ان چارون کا یہ ہے کہ پہلے جو تین آدمی ہین اُن سے کسی نے کسی کو توثیق و جرح کے ساتھ یاد نہین کیا اور چوتھے کی بھی خود ہی توثیق نہین کی ہے بلکہ امامی ہونا راوی کا بھی اطلاق صحیح مین ان کے نزدیک معتبر نہین ہے- بس جزو کل قیود اوصاف سے غفلت و سستی کی ہے- تفصیل اسکی یہ ہے کہ حسن بن سماعہ کی روایت کو صحیح کہتے ہین اور حال یہ کہ وہ واقفیہ تھا کہ وقف مین اُس کو ازبس تعصب تھا اور جو امام وقت دعوی امامت کرتا تھا یہ اُس کو جھوٹا کہتا تھا اور نیز صحیح بتاتے ہین روایت ابان بن عثمان کو کہ افطحی تھا منکر امام وقت اور مقر امامت غیر کا- اور صحیح ٹھیراتے ہین روایت علی بن فضال اور عبد اللہ بن بکیر کو حال آنکہ ہر دو فاسد المذہب تھے- اور تعجب یہ کہ حضرات شیعہ کے علما اپنے رجال کے حال مین اُنکے مفسدات کا اقرار بھی کرتے ہین- پھر اُنہین کی روایات پر توثیق و تصحیح بھی اپنے مذہب کی کرتے ہین- بالاتفاق ابن مطہر حلّی نے خلاصۃ الاقوال مین لکھا ہے علی ابن فضال کان فقیہاً بالکوفۃ ووجہہم وثقتہم وعارفہم بالحدیث یعنی تھا علی بن فضال ایک دانشمند کوفہ مین سامنے اُن کے اور معتمد اور شناسندہ اُن کی حدیث کا- اور نجاشی نے کہا ہے لم اعتزلہٗ علی زلتہٖ یعنی نہین علٰحدہ ہوا مین اُس سے اُس کی لغزش پر- پس اخبار اِس گروہ کے موافق ان کے قاعدے کے موثق ہونیکے لائق ہین نہ صحیح ہونے کے- کس واسطے کہ صحیح مین امامی ہونا راوی کا شرط ہے- محض عدالت کفایت نہین کرتی ہے- اور اُس شخص کی حدیث پر بھی حکم صحت کا کرتے ہین جس کے حق مین معصوم نے بد دعا اور لعنت کی ہو جیسے اخزاہ اللہ اور قاتلہ اللہ اور لعنہ اللہ یعنی رسوا کرے اُس کو اللہ اور گردن مارے اُس کو اللہ اور لعنت کرے اُس پر اللہ-

اور بھی مثل ان کلمات کے ارشاد فرمائے ہون۔ اور اُن کے عقیدے کی نسبت فاسد ہونیکا حکم کیا ہو اور نہایت درجہ کی بیزاری ظاہر کی ہو۔ اور تصحیح کرتے ہین اُس شخص کی روایت کو جس نے اپنے جھوٹ باندھنے کا امام وقت پر اقرار کیا ہو اور امام وقت نے بھی اُس کی روایتون کو جھوٹا بتایا ہو۔ اور صحیح کہتے ہین روایات مجسمہ اور مشبہ مصرحہ کی جو اپنے اعتقاد مین جسمیت و مکان اور جہت خداے تعالےٰ کے واسطے ثابت کرتے ہین اور اُس کی ذات پاک کو برخلاف آیہ لیس کمثلہ شیئ کے صورت و شکل والا جانتے ہین اور اُس کی صفات کا انکار کرتے ہین۔ کہتے ہین کہ ازل مین یہ صفتین خدا مین نہ تھین اب ہو گئی ہین۔

حق یہ ہے کہ اِس قسم کے جملہ عقائد پر مکائد موجب کفر کے ہین۔ ظاہر ہے کہ جب روایت کافر کی قابل سماعت نہین ہوتی ہے تو اُس کی صحت کب لائق اعتبار ہو گی۔ اور حدیث صحیح کو اس بات پر جاری کرتے ہین جو ان کے موضوعی و مصنوعی رقعات مذکورہ بالا مین پائی جاتی ہے چنانچہ ان رقعون کو ابن بابویہ وغیرہ نے ظاہر کیا ہے۔ اور روایت کرتے ہین اُن خطون کی نسبت جن کو خطوط آئمہ سے جانتے ہین اور اس قسم کی روایتون کو اپنی صحیح الاسناد حدیثون پر ترجیح دیتے ہین اور اسی پر اس قوم کا عمل ہے بلکہ ابن بابویہ نے اسپر نص قطعی کی ہے۔ اور اطلاق صحیح کا کرتے ہین اُس شخص کی روائتون پر جس نے امام کا بھید ظاہر کیا اور اُن کی امانت مین خیانت کی ہو مثل ابو بصیر خائن کے۔ اور اطلاق کرتے ہین خبر کاذب الاسناد پر کہ راوی نے وہ خبر سُنی تو ایک شخص سے ہے اور نسبت اُسکی اُس کے باپ یا دادے سے کرتا ہے۔ اور اطلاق کرتے ہین ایسے شخص کی خبر پر کہ بالاجماع مجہول الحال ہے جیسے حسن بن ابان کہ ابن مطہر نے منتہی اور مختلف مین اور شیخ مقتول نے دروس مین اُس کی خبر کو صحیح بتایا ہے۔ اور بھی اُس شخص کی خبر کو کہ جس کو ضعیف کہتے ہین مثل محمد ابن سنان کے۔ مگر اُس کے اخبار کو با اعتبار جانتے ہین۔ اور تہ دل سے معتقد ہین اُس شخص کے جس نے یہ دعویٰ کیا کہ مین ایلچی ہون امام صاحب الامر کا اور اُس کے

شیعان پاک کا حالانکہ پُرظاہر ہے کہ نہ کوئی کاذب کا گواہ ہے اور نہ کوئی دلیل ایلچی گری کی اُس کے پاس ہے بلکہ جو کوئی دعوے کرے کہ مین نے صاحب الامر کو بچشم خود دیکھا ہے اور امامی عادل ہو گو دعوی ایلچی گری کا کرے یا نہ کرے اُس کی خبر کو صحیح جانتے ہین اور اُس کذاب ثانی کو اپنا مقتدا مانتے ہین جیسے ابن مہریار اور داؤد جعفری - یہ حال ہے ان کے صحاح اور رجال کا جو تمام اقسام مین اقوی و اعلیٰ ہے - حسن - اس دوسری قسم کی تعریف کُتب حضرات شیعہ مین اس طرح پر ہے کہ ھو ما اتصل روایته الی معصوم بامامی ممدوح من غیر نص علی عدالته یعنی حسن وہ چیز ہے جس کی روایت کسی معصوم سے ملی ہوئی ہو بواسطہ کسی امامی کے جو موصوف بصراحت پرہیزگاری کا نہو پس اس سے صاف طور پر لازم آتا ہے کہ مرسل و منقطع حسن نہ ہون اور اطلاق حسن کا مرسل و منقطع پر اکابر شیعہ کے نزدیک بخوبی ظاہر و باہر ہے - چنانچہ ان کے فقہا نے تصریح کی ہے کہ روایت زرارہ کی مفسد حج کے معاملہ مین جبکہ اُس کو قضا کرے حسن ہے باوجود اس کے کہ وہ منقطع ہے اور اس قسم کی روائتین ان کی کُتب مین بے شمار ہین - اور اطلاق حسن کا کرتے ہین اُن لوگون کی روایتون پر جن کا مذکور مدح کے ساتھ نہ ہوا ابن مطہر نے کہا ہے طریق الفقیه الی منذر ابن جبر حسن یعنی طریقہ فقیہ کا فقط منذر بن جبر تک ہی حسن ہے حالانکہ منذر بن جبر کی کسی مجتہد العصر نے قوم معلوم سے مدح نہین کی - اور مثل اس کے کہ طریق الفقیه الی ادریس بن زید یعنی راہ سند فقیہ کی ادریس بن زید تک ہے - طرفہ یہ کہ ادریس واقفیہ تھا امامیہ نہ تھا اس کی روایات کو بھی حسن کہتے ہین جیسے طریق الفقیه الی سماعة بن مہران مع انه واقفی یعنی طریقہ اسناد فقیہ کا سماعہ بن مہران تک ہے باوجودیکہ سماعہ واقفیہ سے تھا اس کی بھی روایات مقبول ہین موثق اس کو قوی بھی کہتے ہین اس کی توصیف یہ ہے دخل فی طریقه من نص الاصحاب علی توثیقه مع فساد عقیدته مع ما فی الطریق عن الضعف

یعنی موثق وہ چیز ہے کہ واقع ہوا ہے اُس کی سند مین وہ شخص جس کی تصریح کی ہو علما نے
کہ یہ معتمد ہے باوجود اس کے کہ اُس کے اعتقاد مین فساد ہو مگر ضعف سے اُس کی سند
سلامت ہو۔ پس اطلاق موثق کا ضعیف پر کرتے ہین جیسے ایک خبر کو جس کو سکونی نے
ابی عبداللہ اور امیر المومنین ؑ سے روایت کیا ہے اُس کو موثق کہتے ہین حالانکہ وہ ضعیف ہے
باجماع اس فرقہ کے۔ و نیز روایت نوح بن دراج اور ناجیہ بن عمارہ صعیداوی اور احمد بن
عبداللہ بن جعفر حمیری پر اطلاق قوی کا کرتے ہین اگرچہ یہ سب بزرگ امامیہ تو ہین لیکن علما
شیعہ کے نزدیک نہ ممدوح ہین نہ مذموم۔ **ضعیف** اس قسم کا وصف یہ ہے کہ ما اشتمل
طریقہ علی مجروح بالفسق ونحوہ او مجهول الحال یعنی ضعیف وہ ہے کہ شامل ہو سند
اُس کی کسی ایسے شخص سے جو بدکاری کے ساتھ متہم ہو اور اسی طرح پر اور مثل بدکاری کے
بھی جو کچھ اُس مین ہو یا مجہول الحال ہو **طرفہ** یہ کہ حضرات شیعہ کے نزدیک عمل صحیح ہی پر
جائز ہے بلکہ واجب ہے بلا اختلاف مجتہدین شیعہ اگرچہ بعض موقعون پر روایت تو اپنے
گمان مین صحیح کرتے ہین لیکن اُس پر عمل نہین کرتے کہتے ہین کہ یہ شاذ ہے۔ باوجودیکہ
وہ موید ہے اُن اخبار کی کہ وہ صحیح ہین جیسے **روایت** کی سعد بن ابی خلف نے ابی
الحسن امام کاظم ؑ سے اور کہا سالتہ عن بنات الابنۃ وجدۃ فقال للجدۃ السدس
والباقی لبنات الابنۃ یعنی پوچھا مین نے امام صاحب موصوف سے کہ لڑکی کی لڑکیون
کے حصے اور دادی کے حصہ سے فرمایا کہ دادی کا چھٹا حصہ ہے مابقی نواسیون کا ہے
یہ خبر ان کے نزدیک نہایت صحیح ہے۔ اور ایک جماعت کثیر نے فرقہ امامیہ سے بطرق مختلف
روایتین کی ہین کہ وہ بھی موید اس کی ہین چنانچہ ایک اُن مین سے یہ ہے جس کو
روایت کیا علی بن حسین بن رقاط نے اور منسوب کیا اُس کو طرف ابی عبداللہ کے
قال لجدۃ لہا السدس مع ابنتہا ومع ابنۃ ابنتہا یعنی فرمایا کہ اُس کی دادی کا
چھٹا حصہ ہے باوجود اُس کی لڑکی اور باوجود اُس کی لڑکی کی لڑکی کے۔ اور اُنہین مین سے

وہ روایت ہے جو زرارہ نے ابی جعفر سے کی ہے کہا کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطی الجدۃ السدس ولم یفرض لہا اللہ شیئاً وھذا خبر موثق یعنی بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا دادی کو چھٹا حصہ اور نہین مقرر کیا ہے خدا نے اُس کے واسطے کچھ۔ اور یہ حدیث عند الشیعہ معتمد ہے۔ اور اسی قسم سے روایت کی اسحاق بن عمار نے ابی عبداللہ سے کہ مان باپ اور نانی کے معاملہ مین قال للام السدس وللجدۃ السدس وما بقی وھو الثلثان للاب یعنی کہا مان کا چھٹا حصہ اور دادی کا چھٹا حصہ اور جو کچھ بچا کہ وہ دو ثلث ہین باپ کے ہین۔ اب مقام غور ہے کہ پہلی روایت صحیح ہے اور موید اُس کی اور بھی ان کی کتب مین موجود ہین اور اوپر لکھا گیا ہے کہ بے اختلاف صحیح پر عمل واجب ہے معہذا اس کے وجوب عمل مین بجنسہ اختلاف واقع ہے کیونکہ بعض مطلقاً عمل اُسپر واجب جانتے ہین مثل صحیح کے چنانچہ شیخ الطائفہ نے اپنا یہی مذہب اختیار کیا ہے۔ اور بعض منع کرتے ہین عمل مطلق سے اور یہ لوگ بہ کثرت ہین۔ اور بعض یہ تفصیل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر مضمون اُس خبر کا مشہور ہو درمیان اصحاب کے تب عمل اُس پر واجب ہے اور نہین تو نہین اور اسی حکم مین موثق اور ضعیف کو داخل کرتے ہین چنانچہ فخر الدین بن جمال الدین بن مطہر حلی کا یہی مذہب ہے اور معتبر مین اس کو تنصیص کیا ہے۔ اور شیخ مقتول محمد بن مکی نے بھی کہ اُستاد اول کا شاگرد ہے ذکری مین یہی تصریح کی ہے۔ اور اکثر ان کے علماء نے موثق پر عمل جائز نہین رکھا ہے باوصف اس کے روایات ابن بکیر اور ابن فضال کو صحیح اور واجب العمل جانتے ہین جیسا کہ گذرا کہ فخر الدین مذکور اور ان کے شاگرد مشہور عمل اُس پر واجب جانتے ہین بشرطیکہ معتضد بشہرت ہوئی ہو اور تدوین اور روایت اُس کی لفظ واحد یا الفاظ متقاربہ کے ساتھ رائج اور کثیر ہو اور اُس کے مضمون پہ فتویٰ بھی علماء کے درمیان رواج پا گیا ہو (اسی صورت مین وے حدیثین جو اہل سنت کے مذہب کے مطابق ہین

ان کی اکثر کتب مین مندرج نہین البتہ مفتیٰ بہ و واجب العمل ہونا چاہیئین) اور متاخرین شیعہ عمل ضعیف پر بھی جائز رکھتے ہین اگر وہ حدیث معتضد بشہرت ہوئی ہو اور شیخ الطائفہ روایت فساق پر عمل کو بھی قابل عمل جانتے ہین یہ بزرگ اعتضاد و شہرت کی بھی شرط نہین لگاتے۔ اور کلینی بعض لوگون کی روایت کو جن کو امامون کے اصحاب سے گنتے ہین گو وہ منکر امامت کسی امام معصوم کے ہون قابل عمل جانتے ہین حالانکہ ایسا شخص بنابر اصول شیعگی کے کافر ہے خصوصاً جب اُس کو امام نے دعوت کی ہو اور اُس نے انکار کیا ہو واضح ہو کہ اکثر علماء شیعہ اگلے زمانے مین اپنے اصحاب کی مرویات پر عمل کرتے تھے بلا تحقیق و تفتیش کے بلکہ تمیز اسناد رجال کی قابلیت کسی قابل کو بھی نہ تھی اور نہ کوئی کتاب ان کے مذہب مین ایسی تھی کہ جس سے ذکر احوال رجال اور جرح و تعدیل وغیرہ ضروریات مذہبی سے اطمینان ہو چنانچہ یہ خرابیان اور تباہیان قوم معلوم مین سالہا سال رہین آخر کار کشی خواب غفلت سے بیدار ہوئے اُنھون نے پہلے پہل یہ کام کیا کہ تقریباً سنہ چارسو چار مین ایک کتاب اسماء رجال اور راویون کے احوال مین مختصر سی تصنیف کی چونکہ اِس کتاب سے حضرات شیعہ کو حیرت و تشویش ہوتی تھی اس لئے کہ مصنف نے اخبار متنازعہ و آثار متفرقہ کو تو جرح و تعدیل مین وارد کیا مگر ترجیح ایک کی دوسرے پر میسر نہ ہوئی اِس سبب سے حال ان کے رجال کا مشتبہ رہا۔ بعد ان کے غضائری نے رواۃ ضعفا کے حالات مین کلام کیا ان کی کتاب بھی حیرت افزا رہی۔ ز ان بعد نجاشی اور ابو جعفر طوسی اور جمال الدین بن طاؤس اور ابن مطہر اور تقی الدین بن داؤد نے دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے لیکن یہ طائفہ بھی توجیہ متنازعہ مدح و قدح مین ناکام و بے بہرہ تام رہا دونون طرفون مین سے کسی ایک کو دوسرے پر دلیل قوی سے ترجیح دینا میسر نہوا اسی واسطے صاحب درایہ نے انصافاً فرمایا کہ شیعان پاک جرح و تعدیل مین ہرگز کسی ایک کی طائفہ مذکورہ سے تقلید نہ کرین کیونکہ یہ طائفہ حق سے دور ہے یعنی اکثر موقعون پر

اس طائفہ نے ایسی خلاف تعدیل کی ہین جو حقیقت مین قابل تعدیل کے نہ تھین غرضکہ حضرات شیعہ کی کتب رجال کے دیکھنے سے خصوصاً خلاصۃ الاقوال کے پڑھنے سے جوکہ بڑے بڑے دفترون علم رجال کا خلاصہ ہے صاف طور پر ظاہر و باہر ہوتا ہے کہ ابھی تک حضرات شیعہ کو اپنے رجال کے احوال سے خود ہی اطمینان نہین بلکہ ایسے یقینی شبہات کے سبب سے قسم قسم کی خرابیان اس فرقہ پر تفرقہ مین واقع ہین یہ شبہات قیامت تک بھی اصلاح پذیر نہین ہین یہ کیفیت سنت و نیز اقسام سنت کی مجملاً طور پر ہے۔ اب سنئے اجماع کی حقیقت اجماع اس مین بھی معصوم کے داخل ہونے کی قید سخت وحجت بحت لگی ہوئی ہے۔ اور پھر اُس اجماع کو غائبین پر نقل کرنے کو بھی خبر درکار ہے۔ اور عصمت شخص معین کی بھی اُس کی خبر یا اُس خبر سے جو دوسرے معصوم سے پہنچی ہے ثابت کرنا بھی دور صریح ہے۔ اور نیز حجت ہونا خبر کا موقوف نبوت نبی اور امامت امام پر ہے اور ہرگاہ کہ اصل ہی ثابت نہ ہو تو پھر فرع کیونکر ثابت ہو۔ حاصل کلام یہ کہ حضرات شیعہ کے نزدیک تواتر خود ہی دائرہ اعتبار سے گرا ہوا ہے کس واسطے کہ کتمان واقع کا عدد تواتر سے ظہور مین آیا اور اظہار غیر واقع کا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ کتمان واقع کا۔ باقی رہے اخبار احاد وہ خود ہی بالاجماع اِس قسم کے مطالب مین معتبر نہین ہین پس استدلال بہ خبر ممکن نہین۔ اب رہا اجماع سو اس کا باطل ہونا بخوبی ثابت ہے اسواسطے کہ اجماع تو بعد ثبوت نبوت اور وثوق شریعت کے ہے جب نبوت و شریعت ہی ثابت نہین ہوسکتی ہے تو پھر اجماع کس طرح سے ثابت ہوگا۔ اور یہ بھی ہے کہ حجت ہونا اجماع کا ان کے نزدیک بالاصالت ثابت نہین بلکہ اِس سبب سے ہے کہ قول معصوم کا بھی اُس کے ضمن مین ہوتا ہے۔ اُس کا حال یہ ہے کہ ابھی تک معصوم کے ہونے اور اُس کے تعین ہونے مین کہ کون شخص ہے اور نقل قول کی بحث وتفتیش ہی چلی جاتی ہے۔ اور وہ اجماع جو صدر اوّل وثانی کا ہے یعنی قبل پیدا ہونے اختلاف کے

اُمت مین سو وہ خود ہی معتبر نہین اسواسطے کہ اُس وقت مین اجماع کیا تمام مہاجرین
وانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خلافت حضرت ابوبکر صدیق اور ان بعد حضرت
عمر فاروق پر۔ اور حرام ٹھیرانے متعہ۔ اور تحریف کتاب اللہ۔ اور منع میراث پیغمبر صلعم۔ اور
امام کو حق سے کھو دینے اور غصب تعلقات خاندان رسالت پر۔ بعد اس کے جب اختلاف
پیدا ہوا اور فرقے فرقے مختلف ہو گئے بلکہ قسم قسم کے تفرقے پڑ گئے خصوصاً چوتھی مرتبہ کی
آبادی وغیرہ مسائل جن مین صریح اختلاف ہے وغیرہ داخل ہونا معصوم کا اجماع مین
اور موافقت اُس کے قول کی تمام اُمت کے قول سے ثابت نہین ہوتی ہی مگر اخبار سے
اور اخبار حضرات شیعہ کا جیسا کچھ حال ہے وہ اقوال وافعال رجال سے ظاہر و باہر ہے
کہ اُن مین کیسے جھگڑے اور بکھیڑے اور سستی اور پستی ہے۔ اور بھی نقل اجماع کے
ہر مسئلہ مختلفہ مین خاص ایک ایسا امر ہے کہ شدنی ہی نہین۔ اور علماء شیعہ بلکہ اثنا عشریہ
کو بالخصوص اس نقل مین باہم تکاذب و تجاحد ہے۔ بعضے شیعہ نقل اجماع اپنے فرقے
کی کرتے ہین مگر دوسرے اُس کی تکذیب کرتے ہین اور انکار رکھتے ہین۔ اور جب اجماع
ایک فرقے کا امامیہ سے کہ ایک فرقہ شیعہ سے ہین اور ایک فرقۂ امت سے خود ہی
انکی اپنی نقل سے ثابت نہ ہو تو اجماع جمیع امت کا ثابت کرنا کس طرح متصور ہو۔ اسکی
ایک مثال یہ ہے۔ صاحب سبیل السلام الی معالم الاسلام کہ عمدہ و اعلی علماء
اثنا عشریہ سے ہین وہ تقریب شرح حدیث مین فرماتے ہین کہ کلام الشیخ ابی الفتح الکراجکی
فی کنز الفوائد یدل علی اجماع الامامیۃ علی البداء وانہ من خصائصھم
وانکرہ سائر الفرق وکلام العلامۃ الحلی فی النھایۃ والتھذیب وکشف
الحق یدل علی الاصرار فی الانکار یعنی کلام شیخ ابو الفتح کراجکی کا کنز الفوائد مین
دلالت کرتا ہے اجماع امامیہ پر اوپر مسئلہ بداء کے اور البتہ تحقیق وہی بداء خصائص
اُن کے سے ہے اور انکار کیا اُس کا سب فرقون نے اور کلام علامہ حلی کا نہایہ اور

تہذیب اور کشف الحق مین دلالت کرتا ہے اصرار انکار مین۔ علی ہذا معتبر کُتب امامیہ سے اجماع ثابت نہین۔ اب سنئے عقل کی کیفیت عقل کا حال یہ ہے کہ تمسک اُس پر یا امورات شرعیہ مین ہے یا غیر شرعیہ مین لیکن امورات شرعیہ ہرگز ہرگز اس فرقے پُر تفرقے کے نزدیک قابل تمسک کے نہین ہین کیونکہ جڑ بنیاد سے ہی منکر قیاس کے ہین بلکہ اِس رکن حقیقت اساس کو حجت ہی نہین جانتے بلکہ اہل سنت پر کہ معتقد و مقلد قیاس ایمانی مقیاس کے ہین طنز کرتے ہین۔ اور امورات غیر شرعیہ موقوف ہین اِس بات پر کہ خالی ہون آمیزش وہم اور اُلفت اور عادت اور احتراز ہو خطا سے ترتیب صورت و اشکال مین۔ لیکن یہ بات بدون ارشاد رشاد امام ہمام کے حاصل نہین ہوسکتی ہے کسواسطے کہ ہر فرقہ انسانی کا خاصہ ہے کہ اپنی عقل سے بہت سی چیزون کو ثابت کرلیتا ہے اور بہت سی چیزون کا منکر ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے اصول و فروع مین ایک دوسرے کی مخالفت کرتے ہین اور اپنی عقل سے کسی امر کو ترجیح نہین دے سکتے۔ اگر ترجیح دین تو وہی تخالف و تزاحم ترجیح مین بھی ثابت ہوگا۔ پس لابد ہے کہ سوائے عقل کے کوئی حاکم اور مرجح بھی ہو کہ وہ اپنی علمی قابلیت سے کہ دولون جانب سے ایک کو صواب ٹھیرائے اور دوسری کو خطا اور اِس قسم کا مرجح سوائے نبی اور امام کے ہر کوئی نہین ہوسکتا۔ اور اس کے سوا ہرگاہ ثبوت نبوت و امامت کا کہ موقوف علیہ عقل کا ہے چیز توقف مین ہے تمسک عقل پر بھی قابل اعتماد کے نہین ہے اور اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ اِس موقع پر کلام دلائل شرعیہ مین ہے اور امور شرع کے صرف عقل سے کوئی ثابت نہین کرسکتا ہے کیونکہ عقل مفصل شناخت اُن اُمور شرعیہ سے محض عاجز ہے بالاجماع البتہ جو عقل کہ شریعت سے مدد یافتہ ہو اور اصل اُس حکم کی اُس نے شارع سے لی ہو تو بضرورت دوسری چیز کو اُس پر قیاس کرسکتے ہین۔ لیکن حضرات شیعہ کے نزدیک قاطبتہً جب قیاس ہی باطل ہے تو مطلقاً امور شرعیہ مین عقل کو کیا دخل ہوسکتا ہے

بالخصوص جبکہ قواعد و کلیات شرع مین بھی ابھی تک تہوات و اضطراب ہورہا ہو تو عقل چہ گفتی ست کہ پیش مردان بیاید کا مضمون راست آویگا اور اُس سے کیا کام شریعت کا انجام پاسکتا ہے بقول لیکہ ثبت العرش اولاً ثم النقش یعنی ثابت کرلے عرش کو پہلے پھر نقش و نگار بنا۔ **تتمہ** امر واقعی یہ ہے کہ حضرات شیعہ نبوت حضرت خاتم المرسلینؐ کو جس سے کہ یہ اصول شریعت و قواعد طریقت نکلے ہین اور اُن جملہ صحابہؓ باصفا مصداق کنتم خیر امۃ الآیۃ۔ وکذلک جعلنا کم امۃ وسطاً الآیۃ۔ والسابقون الاوّلون من المہاجرین والانصار کو جو بنص قرآنی تکمیل دین مبین کے بانی و مبانی ہین اور بکثرت آیات بینات بلا تاویلات وتسویلات اس امر ہین پر شاہد عادل ہین مثل الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ○ مگر حضرات شیعہ کے اکابر اُن اصول و قواعد کو صرف آئمہؑ سے ہی روایت کرتے ہین۔ اور یہ بھی قطعی و یقینی معلوم ہے کہ خاص آئمہؑ سے روایت نہین کرتے ہین مگر اورون کے واسطہ اور درمیان کے ساتھ اور اُن درمیانیون کا حال ونیز چلن وچال طشت از بام ہے کیونکہ قوم معلوم نے خود بھی اُن کو کذاب ٹھیرایا ہے اور اقسام الزام کے ساتھ اُن کو ملزم و متہم بنایا ہے چونکہ انہین درمیانیون نے جیسے کہ حضرت خاتم الانبیاؐ کی نبوت کے بارے مین روایت کی ہے ویسے ہی جسم اور صورت اور پولا اور ٹھوس ہونے خداے پاک کی نسبت بھی روایتین کی ہین بلکہ حق تعالےٰ پر نہایت درجہ کے جھوٹ صریح جوڑے ہین۔ سوا اُسکے انہین درمیانیون کی روایتین شرائط امامت وتعین آئمہ مین باہمدگر مختلف و متعارض ہین اُس حد تک کہ مطابقت و موافقت اُن کی قیامت تک بھی تو ممکن نہین ہے۔ اور تعداد اصحابؓ کی قوم منکر کے نزدیک چار یا چھ سے زیادہ نہین ہے باقی جملہ اصحابؓ رسالتؐ مآب کی نسبت ارتداد کا اعتقاد برعکس نص قرآنی فرض کرلیا گیا ہے جیساکہ اس روایت سے ظاہر ہے **روایت** روی سلیم بن قیس الہلالی فی کتاب وفات النبی

صلی اللہ علیہ وسلم عن ابن عباس عن امیر المؤمنین وغیر واحد عن الصادق
ان الصحابۃ ارتد والبعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اربعۃ انفس و فی
روایۃ عن صادق الاستۃ یعنی روایت کی سلیم بن قیس ہلالی نے کتاب وفات
النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین ابن عباسؓ سے اور اُنہون نے امیر المؤمنین سے اور سوا
ایک کے صادقؑ سے کہ بیشک صحابہؓ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب کے سب مرتد ہوگئے
تھے سوا چار آدمیون کے۔ اور ایک روایت مین ہے صادقؑ سے کہ سوا چہ شخصون کے
اسی عناد پر فساد کے سبب سے اصحابؓ باصفا بے ریا کی روایات صحیحہ متواترہ پر بھی
قوم معلوم کو اعتبار نہین ہے۔ پس ایسی سوء عقیدت کی وجہ سے گویا تمام کارخانہ ہی
اسلام کا درہم و برہم ہوا جاتا ہے۔ اعوذ باللہ من ھفواتہم۔ یہان تک مجملاً طور پر
حضرات شیعہ کے رجال کا احوال اس وجہ سے بیان کیا گیا کہ اکثر روایات محض مخالف
آیات ملا فتح اللہ کاشانی نے خلاصۃ المنہج مین بہ نیت حفظ مذہب شیعگی کے کی ہین
وہ جزو کل اُنہین حضرات شیعہ کے بزرگون کی مفتریات سے ہین جن کے اوضاع و اختراع
کا ہو بہو خاکہ بل نقشہ احوال رجال مین کھینچا گیا ہے بہرحال مصرع۔

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

القصہ یہ ہے مختصر نسب نامہ حضرات شیعہ کے رجال کا چونکہ جملہ کُتب تفاسیر و احادیث
و فقہ مخالف اخبار متواترہ و معاکس آثار متکاثرہ شرعاً و عرفاً ہین لہذا ایک بھی قابل
اعتبار نہین ہے کیونکہ محض وساوس نفسانیہ و ہواجس ظنیہ پر اس منزل خیالیہ
کی اساس ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ جناب امیر المؤمنین و نیز دیگر آئمہؑ مہدیین کی جملہ
روایات باتفاق جمہور و اصحاب آئمہؑ بلا انکار حد تواتر کو پہنچین ہون ہرگز نہین بلکہ حضرات
شیعہ کو خود ہی اس بارے مین اقرار ہے جیسا کہ شرط ہذا مین مذکور ہوا جب حضرات
شیعہ کو اپنے ہی بزرگون کے اقوال مذہب شیعگی مین سخت تردد و دشواریان پیش آئین

ناگزیر تقیہ علیہ السلام کو سپر اسلام ٹھیرایا اگر حضرات شیعہ تقیہ کو سپر حفظ مذہب نہ بناوین
تو آنحضرات کا مذہب محض باطل و عاطل ہو جاوے جیسے تار ٹوٹا ریل بیکار ہوئی اب
حضرات شیعہ اپنے مذہب کی خرابیون پر غور فرماوین اور اپنے بزرگون کے اختلاف پر
کہ صریح خانہ برانداز ملت نا تحقیق شیعگی کے ہین انصاف کی نظر فرمائین اُس وقت حق و
باطل کی تمیز البتہ ممکن ہے ورنہ ابلہ گفت دیوانہ باور کرد کے مضمون کا تو کچھ جواب ہی
نہین ہے الحق تحقیق مذہب کی قدر و منزلت تو اہل تصدیق ہی خوب جانتے ہین اللّٰھم زد

شرط ششم تکمیل دین کے بیان مین

ارباب تحقیق بالیقین جانتے ہین کہ در حقیقت اسلام مین تقیہ کی کوئی اصلیت
نہین ہے مگر حضرات شیعہ کا دعویٰ ہے کہ تقیہ پیغمبرؐ و آئمہؑ و امت پر واجب ہے اور
اس دعوی مجہول کے آثار مین بکثرت اخبار نامقبول لاتے ہین بقول شخصے تنہا پیش قاضی
روی راضی آئی چنانچہ کلینی نے ابی نصیر سے روایت کی کہ فرمایا ابی عبداللہؑ نے
کہ تحقیق تقیہ اللہ کے دین سے ہے۔ کہا مین نے در حقیقت تقیہ اللہ ہی کے دین سے
ہے۔ فرمایا قسم خدا کی اللہ ہی کے دین سے ہے اور البتہ تحقیق کہا یوسف علیہ السلام نے
اے قافلہ والو تم البتہ چور ہو اور قسم خدا کی نہین تھے وہ چور کسی چیز کے اور البتہ تحقیق
فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے تحقیق مین بیمار ہون اور قسم خدا کی نہین تھے وہ بیمار اور
روایت کی ابن بابویہ نے اپنی کتاب امالی مین تحقیق کسی سائل نے سوال کیا
ابی عبداللہؑ سے آیا تھے رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم تقیہ کرتے۔ فرمایا لیکن بعد نزول
آیہ واللہ یعصمک من الناس کے پس نہین تقیہ کرتے تھے آنحضرتؐ۔ اور صاحب
محاسن برقی نے ابی عمر سے روایت کی کہ کہا فرمایا ابو عبداللہ جعفر بن محمد صادقؑ نے
اے اباعمر دس حصہ دین مین سے نہ حصہ تقیہ ہے اور وہ شخص دین سے بہرہ نہین رکھتا

ہے جو تقیہ نہین کرتا ہے غرضکہ بہت کچھ اخبار وآثار ایجاب وفضیلت تقیہ مین بکثرت کتب حضرات شیعہ مین مروی ہین۔ اور تفسیر مین ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کے فرماتے ہین کہ اتقا مشتق ہے تقیہ سے یعنی خدا کے نزدیک وہی بزرگ ہے جو بہت تقیہ کرتا ہے اسی طرح پر کلینی وغیرہ نے ہشام بن سالم سے **روایت** کی کہ ابی عبداللہؓ نے تفسیر یدرؤن بالحسنۃ السیئۃ مین فرمایا کہ مراد حسنہ سے تقیہ ہے اسی طرح پر ایک بہت بڑا باب منہج الیقین جس کو وصایا امام جعفر صادقؓ بھی کہتے ہین دربارہ وجوب تقیہ منعقد ہے اُس باب مین بحوالہ کلینی وحمیدی یہان تک تقیہ کی تاکید ہے کہ اگر کوئی خارجی یا ناصبی جناب امیرؑ کو گالیان دلوانا یا بیزار ہوانا چاہے تو شیعہ پر فرض ہوگا کہ بلا تکلف آنجنابؑ سے بیزاری کا اظہار کرے اور بے دغدغہ دشنام دہی کو اپنا شعار کرے ورنہ عاصی وخاطی ٹھیریگا اور دائرہ شیعگی سے قطعی خارج ہو جاویگا۔ اور اسی قسم کا ایک خطبہ نہج البلاغت مین ہے کہ جناب نے فی نفسہ اجازت دی تبرّا کرنے کی اپنے شیعانِ پاک کو حالت تقیہ مین اپنی نسبت۔ ونعوذ باللہ من شرور انفسہم **جواب** یہ جملہ اخبار موضوعہ وآثار مصنوعہ محض مخالف متواترات ہین کیونکہ بانی مبانی ایسے مفتریات کے وہی حضرات ہین جن کا تھوڑا سا حال اسمار رجال مین مذکور ہوا مثل ابی نصیر وہشام بن سالم وغیرہم۔ امر بدیہی یہ ہے کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تقیہ فرماتے تو وے جملہ مجاہدات ومقاتلات جو بدر کبریٰ وصغریٰ وحنین وخندق وغیرہ مین بالاتفاق واقع ہوئے ہرگز نہ فرماتے ونیز جناب امیر کرم اللہ وجہہ اگر تقیہ کرتے قطعی صفین وجمل ونہروان وغیرہ مین جوہر ذوالفقار آبدار کے نہ دکھلاتے۔ بالفرض تسلیم اگر تقیہ حسب عقیدہ حضرات شیعہ صحیح بھی مان لیا جائے تاہم بنص ابن بابویہ نزول آیۂ کریمہ واللہ یعصمک من الناس سے منسوخ ہوا فہو حجت لنا ولا علینا قطع نظر ابطال تقیہ پہ بکثرت دلائل قاطعہ موجود ہین۔

اوّل جملہ مذاہب مین کذب محض حرام ہے خاصکر بلا ضرورت۔ پس اُس کو واجب یا

سنت یا نہ حصتہ دس حصتہ دین سے تصور کرنا یا کذب کو دین خدا یا الکذب کو اکرم اللہ
جاننا صریح کفر ہے بالاجماع۔ دوم تقیہ مخل ہے اعتماد اخبار متواترات کا پس جو چیز
کہ مخل ہو وثوق اخبار متواترہ کے بالخصوص معاملات انبیاؑ و نیز اوصیا دین ہو سنّاً نہا بر
عقائد حضرات شیعہ انبیاؑ غیر مرسل تصور کئے جاتے ہین جیسا کہ انوار الهدیٰ مین مرقوم ہے
وہ جز و کل باطل ہے اور نہ انبیاؑ و اوصیاء کو خلق خدا پر حجت حاصل ہے۔ دیکھو بہت سے
شاعرون اور ساحرون نے اپنے اپنے اوہام خام کے مطابق وخیال اشکال کے موافق
نظم قرآن و معجزات حبیبؐ الرحمن کا مقابلہ کیا آخرالامر ایک جزو سورت مثل سورۂ قرآن
رحمان اور ایک معجزہ مثل شق القمر حبیب المنّان و عصاء موسیٰ عمران وغیرہم علیہم الصلوٰۃ
والسلام نہ دکھا سکے چونکہ ہمارے ہادیٔ برحق مین ہر دو صفت کامل تھین یعنی بلاغت
نظم قرآنی و معجزات باہرات لاثانی چنانچہ حق تعالیٰ نے ان ہر دو کمالات کاملہ کی وجہ
سے اپنے نبیؐ برحق کو بموجب هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق
لیظهره علی الدّین کله ط وکفیٰ بالله شهیدا ۝ یعنی وہ وہ شخص ہے کہ بھیجا
رسولؐ اپنا ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اُس کو تمام دینون پر
اور کافی ہے اللہ گواہ۔ کفار اشرار عرب و عجم پر غالب کیا اگر ہادیٔ انس و جن تقیہ
فرماتے جو مرادف نفاق کے ہے تو تعمیل یاایها الرسول بلغ ما انزل الیك من
ربك ط کی کس صورت سے عمل مین آتی بلکہ رسالت ہی عبث و ناقص رہتی اس لئے
خدائے پاک نے اپنے رسولؐ مقبول کے شان مین صاف صاف فرما دیا وما علمناه
الشعر وما ینبغی له۔ وما ضل صاحبکم وما غویٰ یعنی ہمارا رسولؐ نہ شاعر ہے
نہ ساحر بلکہ جو کہتا ہے وہ بموجب ما ینطق عن الهویٰ الّا وحی یوحیٰ کے کہتا ہے
پس ایسے دلائل بیّنہ سے تقیہ محض ناروا ٹھیرا۔ سوم حق تعالیٰ نے تعریف و توصیف
انبیاؑ مین فرمایا ہے الذین یبلغون رسالات الله ویخشونه ولا یخشون احدا

الا اللہ یعنی وہ لوگ (انبیاءؑ) پہنچاتے ہین احکام الٰہی کو اور اُسی سے ڈرتے ہین اور
نہین ڈرتے ہین کسی ایک سے مگر اللہ سے۔ اور مدحت و مناقب اولیاء مین یہ ارشاد رشاد
کرتا ہے یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم یعنی جہاد کرتے ہین
خدا کی راہ مین اور نہین خوف کرتے ہین ملامت کرنے والون کا۔ اور مومنین
اہل دین کی شان ذی شان مین یون فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ یعنی ہو تم بہترین امت
نکالے گئے واسطے آدمیون کے حکم کرتے ہو اچھے کامون کا اور روکتے ہو بُری باتون سے
اور ایمان لاتے ہو تم اللہ پر۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ انبیاءؑ و اولیاء و مومنین غیر خدا سے
ڈرتے ہون اور بسبب تقیہ کے تبلیغ شرائع نہ کرتے ہون سبحانک ھذا بہتان
عظیم **چہارم** جب شروع ہی اسلام مین آئہ کریمہ یاایھا المدثر قم فانذر۔
وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئین۔ اور ابتداے اسلام مین جو کچھ بسبب
تنہائی کے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رنج و الم و محنت و غم اُٹھائے وہ
دائرہ بیان سے خارج ہین اگر حفظ الٰہی شامل حال نہ ہوتی تو کفار اشرار آنحضرتؐ کے
قتل مین دریغ نہ کرتے کقولہ تعالےٰ واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او
یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی اور جب
فریب بنانے لگے کافر کہ تجھ کو بٹھاوین یا مار ڈالین یا نکالین اور وہ بھی فریب کرتے تھے
اور اللہ بھی فریب کرتا تھا اور اللہ کا فریب سب سے بہتر ہے۔ اس شہادت سے بخوبی
معلوم ہوگیا کہ سرور عالمؐ نے تبلیغ احکام و انذار خاص و عام مین مطلق کمی نہین کی۔
اور جب اسلام قوی ہوا اور حکم جہاد نازل ہوا جو کچھ مغازیات و مجاہدات عمل مین
لائے اظہر من الشمس و ابین من الامس ہین۔ اگر آنحضرت صلعم تقیہ فرماتے تو کیون
ہر جا تکالیف اُٹھاتے پس نسبت تقیہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

صریح تہمت ہے اور ایسی تہمت کو خاتم المرسلینؐ ہادی دین کی جانب منسوب کرنا البتہ کفر ہے تفصیل اس اجمال کی یہ کہ ابو جہل اور اُس کے متبع اور امثال بدمآل ونیز دیگر کفار اشرار مثل ہرقل قیصر عظیم الروم وپرویز خسرو فارس ونیز دیگر مرز بوم سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تقیہ نہ کیا اور باوجود قلت حمایت مومنین وکثرت جماعت کافرین کے ہرگز خائف نہ ہوئے پھر کیونکر ممکن ہے کہ صرف حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما سے ڈرتے ہون کیونکہ یہ ہردو درویش نہ صاحب مال و ملک تھے اور نہ صاحبِ منال وحبیش۔ پس یہ اتہام محض اوہام اہلِ عقل کے نزدیک قابلِ جواب نہین ہے۔ حق یہ ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ونیز انبیاء سابق مثل حضرت نوح وابراہیم وہود وصالح وشعیب ولوط وموسیٰ وغیرہم علیٰ نبینا وعلیہم السلام نے بھی ہرگز تقیہ نہین کیا چنانچہ قصص آنحضرتؐ کے کرتاً اولیٰ ومرتاً اخریٰ کلام مجید مین مفصل مسطور ہین بالیقین کسی نبیؑ نے باوصف ضعف اسلام وقوت کفار لیام ہرگز تقیہ نہین کیا اور نہ سوائے خدا کے کسی سے ڈرے اور نہ تبلیغ احکام الٰہی مین قصور وکوتاہی کی صدہا سال حضرت نوحؑ نے اقسام آلام اُٹھائے۔ برسہا برس حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے ہاتھ سے رنج پائے اور حضرت ابراہیمؑ نے بادشاہ ہفت اقلیم نمرود سے اور حضرت ہودؑ نے قوم عاد سے درد والم اُٹھائے اور حضرت صالحؑ نے قوم ثمود سے اور حضرت شعیبؑ نے اہل مدین واصحاب ایکہ سے اور حضرت لوطؑ نے اپنی قوم سے رنج وغم پائے بلکہ بعض انبیاءؑ مثل حضرت یحییٰ وحضرت صالح وغیرہ علیہما السلام کے کفار شدید کے ہاتھ سے شہید بھی ہوگئے چنانچہ حق تعالےٰ بنی اسرایئل کی زجر وتوبیخ مین فرماتا ہے فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مؤمنین ۝ یعنی پس ہرگز نہ قتل کرتے تم انبیاء اللہ کو پہلے سے اگر ہوتے تم ایمان والے۔ اسی طرح پر یہود نے حضرت عیسیٰؑ کو سخت آزار دیا اور اپنے گمان مین برسرِ دار کیا حتی کہ آنحضرتؐ چرخ چارمین پر جاگزین ہوئے مگر ان

بزرگون مین سے کسی نبیؑ نے مطلق تقیہ نہین کیا بلکہ مستند کُتب حضرات شیعہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی کبھی تقیہ نہین کیا اگر امامتؑ دستگاہ تقیہ کرتے تو شروع ہی زمانہ خلافت مین آنجنابؑ امیر معاویہؓ کو اُن کے منصب قدیمی سے برطرف نہ کرتے اور امارت شام سے جس پر وہ برسہابرس سے قیام رکھتے تھے باوجود قوت کاملہ وشوکت واصلہ کے موقوف نہ کرتے حالانکہ حضرت امام حسنؑ نے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار معاویہؓ کی امارت کو تغیر نہ کیجیے کیونکہ انا نخاف من کیدہٖ وان کیدہ لعظیم یعنی ہم خوف کرتے ہین اُس کے مکر سے اور تحقیق مکر اُس کا البتہ بڑا ہے۔ اور ابن عباسؓ نے التماس کی کہ اے برادر مہربان بالفعل معاویہؓ کو اُس کے منصب سے جدا نفرمایئے اور دفعتاً جواب نہ دیجیے ایک ماہ بعد مثل موئے خمیر کے قطعی علیحدہ کر دینا کیونکہ مصلحت وقت اسی کی مقتضی ہے باایںہمہ اصرار جناب حیدر کرارؑ نے ایک صاحب کے بھی مشورہ کو قبول نہ فرمایا بلکہ جواب مین ہر دو مشیر خوش تدبیر کے یہ ارشاد رشاد ہوا وما کنت متخذ المضلین عضدا یعنی مین ایسا نہین ہون کہ گمراہون کا مددگار ہون۔ اسی طرح پر حضرت امام حسینؑ نے باوجود قلت انصار وکثرت اعداء اشرار یزیدیون سے مقاتلہ ومجادلہ کیا حتّٰی کہ میدان کربلا مین تشنہ وگرسنہ مع اعزا واحبا شہید ہوگئے اگر یہ بزرگ تقیہ فرماتے تو معرکہ صفین وکربلا مین جدال وقتال کی کیون نوبت پہنچتی۔ غرضکہ بکثرت اخبار وآثار کُتب معتبرہ متواترہ حضرات شیعہ مین آئمہؑ سے ایسے منقول ہین جن سے بوجہ احسن تقیہ کا استیصال ہوتا ہے **اوّل** نہج البلاغت مین جناب امیر المؤمنینؑ سے مروی ہے انہ قال انی واللہ لو لقیتہم واحداً وہم طلاع الارض کلہا ما بالیت ولا استوحشت وانی من ضلالتہم اللتی ہم فیہا والہدی الذی انا علیہ لعلی بصیرۃ من نفسی ویقین من ربی وانی الی لقاء اللہ وحسن الثوابہ لمنتظر راج ترجمہ فرمایا جناب امیر المومنینؑ نے بالتحقیق قسم ہے مجھ کو خدا کی اگر ملاقات کرون

مین اُن لوگون کی تنہا اور حال یہ کہ وہ لوگ تمام روئے زمین پر ظاہر ہون (یا پُر ہون) کچھ پروا نہ کرون مین اُن کی اور کچھ نہ دہشت کھاؤن مین اُن کی اور بین بالتحقیق گمراہی سے اُن کی کہ وہ اُس پر ہین اور ہدایت سے کہ مین اُس پر ہون باخبر ہون اپنی جان سے زیادہ اور یقین رکھتا ہون مین اپنے پروردگار سے اور ہین اللہ سے ملنے والا ہون اور اُس کے صواب کا منتظر ہون اور اُمیدوار ہون۔ پس جو شخص کہ تمام جہان کے جن و انسان کو خاطر مین نہ لاوے اور کثرت اعدا سے نہ گھبراوے بلکہ تن تنہا آمادۂ جنگ بہ تیغ و خدنگ ہو اور جزتوکل بھروسہ خدا تعالیٰ پر رکھتا ہو اور محض اُس کی رحمت کا منتظر اور امیدوار ہو پھر بھلا ایسا شجاع زمانہ کیونکر ممکن ہے کہ معدودے چند حُسّاد سے خائف ہو حتّٰی کہ اطاعت و متابعت حُسّاد مین اپنے دین و ایمان تک کو برباد کردے عقل سلیم تسلیم نہین کرتی۔ **دوم** بنابرعقیدہ حضرات شیعہ کے تقیہ خوفِ جان و دہشت قتل کے واسطے واجب سمجھا گیا ہے۔ لیکن یہ قضیہ منعکسہ عجیب و غریب ہے کہ کلینی نے **روایت** کی ہے کہ آئمہ ؑ نہین مرتے ہین مگر اپنے اختیار سے۔ اس کی مثال مین لکھا ہے کہ جناب امیرالمومنین ؑ اپنے قاتل کو اور اپنی موت کے وقت کو بخوبی پہچانتے تھے۔ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو شخص اپنی موت و حیات پر قادر ہو اور وہ تبلیغ احکام شرعیہ و تحصیل اجر عظیمہ سے ناکام رہے اور امر محمود و اجر مسعود کو ترک کرے حالانکہ خدا تعالیٰ ساعیانِ دین و حامیان شرع متین کی نسبت فرماتا ہے لا یصیبھم ظمأ و لا نصب و لا مخمصۃ فی سبیل اللہ و لا یطؤن موطئا یغیظ الکفار و لا ینالون من عدو نیلا الا کتب لھم بہ عمل صالح ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین و لا ینفقون نفقۃ صغیرۃ و لا کبیرۃ و لا یقطعون وادیا الا کتب لھم لیجزیھم اللہ احسن ما کانوا یعملون **ترجمہ** یعنی نہین پیاس کھینچتے اور نہ محنت اور نہ بھوک اللہ کی راہ مین اور نہ پانوُن پھیرتے ہین پانوُن پھیرنا جس سے خفا ہون کافر اور نہ چھینتے ہین دشمن سے کوئی چیز مگر لکھا جاتا ہے اُن کو نیک عمل تحقیق اللہ نہین کھوتا حق نیکی کرنے والون کا اور

نہ خرچ کرتے ہین کچھ خرچ چھوٹا یا بڑا اور نہ گزرتے ہین کوئی میدان سے مگر لکھتے ہین اُن کے واسطے کہ بدلا دے اُن کو اللہ بہتر کام کا جو وہ کرتے تھے۔ **سوم روایت** کی عیاشیؓ نے زرارہ بن اعین سے اُس نے ابی بکر بن حزم سے۔ کہا کہ وضو کیا ایک شخص نے پس مسح کیا اپنے موزہ پر پس داخل ہوا مسجد مین پس نماز پڑھی پس آئے علیؓ پس مروڑ ڈالی گردن اُس آدمی کی اور فرمایا کہ ہلاکت ہو تجھ پر تو بغیر وضو کے نماز پڑھتا ہے۔ پس عرض کیا کہ مجھ کو عمرؓ بن الخطاب نے ایسا ہی حکم دیا ہے پس پکڑ لیا ہاتھ اُس کا پھر اُس کو عمرؓ کے پاس لیجا کر فرمایا (یعنی غضبناک ہو کر) دیکھ تو یہ شخص کیا کہتا ہے تیری نسبت اور چلا پڑے علیؓ عمرؓ کے اوپر۔ پس کہا یہ حکم مین نے اپنی طرف سے کیا تھا۔ اے حضرات شیعہ انصاف کی آنکھ سے دیکھو کہ اگر اسد اللہ الغالبؓ علیٰ کل غالب پابند تقیہ کے ہوتے اور اُس کو فرض جانتے تو ہرگز حضرت عمرؓ سے خفا نہ ہوتے۔ **چہارم** راوندی شارح نہج البلاغت نے کتاب خرایج الجرایح مین سلمان فارسیؓ سے **روایت** کی ہے کہ جب علیؓ نے سنا کہ عمرؓ نے آپ کے شیعون کو بُرائی کے ساتھ یاد کیا پس کسی راہ مین باغات مدینہ سے علیؓ و عمرؓ کی مڈبھیڑ ہو گئی اُس وقت کہا علیؓ نے عمرؓ سے کہ ہم کو خبر ملی ہے کہ تو ہمارے شیعون کی بُرائی کرتا ہے عمرؓ نے کچھ سخت جواب دیا اُسی دم علیؓ نے اپنی کمان زمین پر پٹکدی وہ کمان ہو ہو اژدہا ء خونخوار بن گئی اور مُنہ پھاڑ کر عمرؓ پر لپکی عمرؓ ڈر گئے اور عرض کیا کہ اے ابو الحسنؓ یہ کیا غضب کرتے ہو کہ مجھ کو طعمۂ اژدہا بنائے دیتے ہو اب میری توبہ ہے آیندہ ایسا قصور نہ کرونگا جب عمرؓ نے عاجزی کی علیؓ نے اژدہا کو ہاتھ مین اُٹھا لیا وہ بدستور کمان ہو گیا پھر خوف کے مارے عمرؓ گھر کو بھاگ گئے۔ سلمانؓ نے کہا کہ جس وقت رات ہوئی علیؓ نے مجھ کو طلب کیا اور فرمایا کہ ابھی عمرؓ کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ جو مال مشرق کی طرف سے آیا ہے کیون اُس کو اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے کیا ارادہ خیانت کا ہے اُس مال و منال کو اہل استحقاق پر تقسیم کر ورنہ تجھ کو ایسا فضیحت کرونگا کہ یاد کریگا۔ جب سلمانؓ نے یہ پیام عمرؓ کو

پہنچایا کہا علیؓ کو یہ بات کیونکر معلوم ہوئی سلمانؓ نے کہا کہ ایسی کونسی بات ہے جو علیؓ سے پوشیدہ ہے۔ عمرؓ نے سلمانؓ سے کہا کہ علیؓ بڑے ساحر ہین چونکہ مین تیرے حال پر شفقت رکھتا ہون تو علیؓ کو چھوڑ کر میرے پاس چلا آ اور میرے پاس رہا کر۔ سلمانؓ نے کہا ایسا نہین ہوسکتا ہے علیؓ تو وارث اسرار نبوت ہین کیا تو کل کی بات کو بھول گیا دیکھا تو نے کمان کیونکر اژدہا بن گئی یہ خیال نہ کرنا کہ علیؓ کے پاس یہی ایک معجزہ ہے بلکہ آنجنابؓ اس سے بڑھ کر قدرت و قوت رکھتے ہین عمرؓ سنکر ترسان و لرزان ہو گئے اور کہا اے سلمانؓ برائے خدا ابھی جا اور جناب مظہر العجائبؓ والغرائب کی خدمت سراپا برکت مین میری طرف سے عرض کر کہ مین نے حضور کے حکم کو سمعاً و طاعتاً قبول کیا۔ پھر مین علیؓ کے پاس آیا علیؓ نے میرے کہنے سے پہلے ہی تمام قصہ بیان کر دیا۔ پس فرمایا علیؓ نے کہ اے سلمانؓ اس اژدہا کا خوف عمرؓ کے دل مین تا دم واپسین باقی رہیگا۔ فی الجملہ اس معتبر روایت حضرات شیعہ سے بخوبی ثابت ہے کہ جناب امیرؓ نے ہرگز تقیہ نہین کیا اگر تقیہ کرتے ایسے خشونت آمیز و خصومت انگیز کلمات کو باوجود شوکت فاروق اعظم کے زبان پر بلکہ گمان مین بھی نہ لاتے کہ کبھی ہمارے شیعون کو بُرا مت کہہ اور مال غنیمت ابھی تقسیم کر ورنہ تجھ کو فضیحت کرونگا اور پھر اُن کلمات کو سنکر دشمن خائف ہو جاوے کیسا خائف کہ تا دمِ مرگ وہ خوف اُس کے دل سے باہر نہ جاوے پس جو شخص کہ ایسا قادر و غالب ہو وہ اپنے مجبور و مغلوب بیری سے کیونکر تقیہ کر سکتا ہے لیکن با اینہمہ شوکت اسد اللہی معتبر مجتہدین متشیعین اپنی کتب مبسوط مستندین برعکس قضیہ نقل فرماتے ہین کہ ابوبکرؓ نے خلافت غصب کی اور عمرؓ نے ام کلثومؓ بجبر چھین لی مگر جناب امیرؓ نے بسبب تقیہ کے دم نہ مارا۔ یہ حکایات ظنی بحث انی و لمی پر مبنی ہین اعوذ باللہ من ھفواتہم بقول شخصے دروغ گورا حافظہ نباشد **پنجم** کلینی نے معاذ بن کثیر سے اور اُس نے ابی عبداللہؑ سے **روایت** کی کہ حق تعالے نے اپنے پیغمبرؐ پر ایک کتاب نازل کی اور فرمایا کہ اے پیغمبرؐ تو اس کتاب سے وصیت کر نجباء کو پیغمبرؐ نے کہا و ما النجباء یا جبرئیلؑ

یعنی کون ہین بھیجا۔ اسے جبرئیلؑ کہا علیؑ اور اُس کی اولادؑ اور اُس کتاب کے اوپر بہت سی سنہری مہرین لگی ہوئی تھین۔ پس پیغمبرؐ نے وہ کتاب امامت مآبؑ کے پاس بھیجدی اور وصیت کی کہ اِس کتاب منزلہ من اللہ کی ایک مہر توڑنا اور جو کچھ اُس مین لکھا ہوا ہے دیکھنا اُس پر تہ دل سے عمل کرنا اس کے بعد یہ کتاب حسنؑ پاس روانہ کرنا پس علیؑ نے بعد ملاحظہ کے کتاب کو حسنؑ پاس بھیج دیا اُنھون نے بھی ایک مہر توڑی پھر اُس کو حسینؑ کی طرف بھیجدیا اُنھون نے اُس مین لکھا دیکھا کہ ایک قوم تیرے ساتھ شہادت کو نکلے گی اور تیرے ساتھ شہید ہوگی تو اپنے نفس کو خدا کے ہاتھ فروخت کر پس آنجنابؑ نے ویسا ہی کیا۔ زان بعد حسینؑ نے وہ کتاب اپنے صاحبزادے زین العابدینؑ کے پاس بھیجدی اُنھون نے جب مہر توڑی لکھا دیکھا کہ تو خاموشی اختیار کرنا اور اپنے گھر مین صبر سے بیٹھا رہنا اور پوشیدہ خدا کی عبادت مین مصروف رہنا یہان تک کہ آوے تجھ کو یقین یعنی موت۔ اُس کے بعد اُنھون نے دی وہ کتاب اپنے پسر محمد باقرؑ کو جب مہر توڑی لکھا ہوا دیکھا کہ تو روایت کر حدیث اور علم اہلبیت کو آدمیون پر اور پھیلا اُس کو اچھی طرح اور فتوی دے اور تصدیق کر اپنے آبار صالحینؑ کی اور مت ڈر کسی سے سوائے خدا کے تجھ پر کوئی غالب نہ ہوسکیگا۔ پس اُنھون نے دی وہ کتاب اپنے فرزند جعفر صادقؑ کو اُنھون نے بھی ایک مہر توڑی پایا اُس مین لکھا ہوا مثل کتاب اپنے باپ کے ان حدث الناس وافتھم وانشرہ ولا تخافن الا اللہ وانشر علوم اہل بیتک وصدق آبائک الصالحین ولا تخافن الا اللہ فانک فی حرز وامان یعنی تحقیق تو حدیث بیان کر آدمیون کو اور فتوی دے تو اُن کو اور پھیلا تو اُس کو اور نہ خوف کر تو مگر اللہ کا اور پھیلا تو علم اپنے اہل بیت کا اور تصدیق کر تو اپنے باپ دادون نیک کی اور نہ خوف کر تو مگر اللہ کا پس تحقیق تو حفظ اور امن مین ہے اسی طرح پر جعفر صادقؑ نے اپنے بیٹے موسی کاظمؑ کو اُنھون نے اپنے لڑکے علی رضاؑ کو اُنھون نے اپنے لخت جگر محمد تقیؑ کو اُنھون نے اپنے عزیز جان علی نقیؑ کو اُنھون نے اپنے خون دل حسن عسکریؑ

کو مومنون سلئے اپنے موہومہ نورچشم معروف الاسم مجہول الجسم مہدی کو۔ یہان تک کہ وہ کتاب
نظن حضرات شیعہ ہنوز سرداب سرمن راے مین موجود ہے۔ اگرچہ فی نفسہ وجود ہی صاحب الامر کا
مفقود ہے لیکن اس حکایت محض ظنی حکایت مین ایک عجیب روایت ہے وہ یہ کہ دس
امامون پر تقیہ فرض تھا بحکم خدا اور رسولؐ مگر دو امام یعنی باقرؑ و جعفرؑ تقیہ سے مستثنے تھے۔
طرفہ یہ کہ ہر دو بزرگ مداح صدیق اکبرؓ کے ہین **قول** امام محمد باقرؑ کا شان مین ابوبکرؓ کے یہ کہ نعم
الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدقہ اللہ
اور **قول** امام جعفر صادقؑ کا صدیق اکبرؓ کے حق مین یہ کہ لدنی ابوبکر مرتین۔ باوصفیکہ
حضرات شیعہ اقرار و اصرار فرماتے ہین کہ امام باقرؑ و جعفرؑ تقیہ سے بری تھے لیکن اس قسم کے
اقوال و احوال ہر دو صاحب کو تقیہ ہی پر محمول کرتے ہین حالانکہ فرماتے ہین کہ اُسی کتاب
مین بہ نسبت محمد باقرؑ کے یہ وصیت بھی درج ہے قل الحق فی الامن والخوف ولا تخش
الا اللہ یعنی سچی بات کہا کر درآن حالیکہ تو امن مین ہے درآن حالیکہ تو بے خوف و خطر ہے
ہرگز کسی سے نہ ڈر مگر اللہ تعالے سے۔ دیکھو اگر تقیہ جائز ہوتا تو کیون دوازدہ آئمہؑ مین سے
دو صاحبؑ تقیہ سے بری کئے جاتے تؤمنون ببعض الکتاب ولا یؤمنون ببعض
ششم سلیم بن قیس الہلالی نے ایک طول طویل **حدیث** اپنی تصنیف مین نقل
کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے وفات
پائی اور تمام آدمیون نے ابوبکرؓ کی بیعت کی علیؓ فاطمہؓ کو دراز گوش پر سوار کرکے اور ایک
ہاتھ مین حسنؓ کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ مین حسینؓ کا ہاتھ پکڑ کے ہر ایک مہاجرؓ و انصارؓ کے گھر
بحالت پریشان و بصورت حیران تشریف لے گئے۔ مگر کسی نے آنجنابؓ کی یاری و مددگاری
نہ کی مگر چار بزرگون نے کہ وہ سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و عمارؓ ہین اور بعض کتاب مین بجاے
عمارؓ کے زبیرؓ ہین۔ و نیز ابان بن عیاش نے کتاب سلیم بن قیس الہلالی سے یہ **روایت** کی کہ
جب آدمیون نے ابوبکرؓ کی بیعت کی اُسی دم ابوبکرؓ نے قنفذ کو علیؓ کے پاس بھیجا اور کہا کہ

کہ اسی دم خلیفۂ رسول ﷺ اللہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بعیت کر۔ جب قنفذ علیؑ کے حضور مین حاضر ہوا اور پیغام پہونچایا اُس کے جواب مین علیؑ نے فرمایا کہ اِس قوم نے کیسا جلدی جھوٹ رسول ﷺ خدا پر باندھا ہے اور سب کے سب مرتد ہو گئے قسم ہے خدا کی خلیفہ نہین کیا ہے رسول ﷺ خدا نے کسی کو سواے میرے۔ قنفذ نے عرض کیا کہ اگر آپ خلیفہ ہین تو ابوبکرؓ کے پاس چلکر کہدیجئے کہ مین خلیفہ رسول ﷺ اللہ ہون میرے سواے دوسرا خلیفہ نہین ہوسکتا ہے۔ جب علیؓ ابوبکرؓ پاس تشریف نہ لے گئے۔ عمرؓ غضبناک ہوکر اُٹھا اور علیؓ کے گھر پر جاکر دروازہ مین آگ لگادی پس فاطمہؓ اندر سے باہر تشریف لائین اور بآواز بلند یہ فریاد کی یا ابتاہ یا رسول اللہ عمرؓ نے تلوار نکالی اور چادر شریفہ پر ماری پس علیؓ جھپٹ کر آئے عمرؓ سے لپٹ گئے پھر سر پکڑ کر ہلا ڈالا اور چہرہ و بینی زمین پر رگڑ ڈالا تاہم عمرؓ نے علیؓ سے کہا کہ اے علیؓ خیر تیری اسی مین ہے کہ ابی بکرؓ کی بعیت کر۔ علیؓ نے کہا کہ اگر مین بعیت نہ کرون تو تو کیا کریگا۔ عمرؓ نے کہا کہ اگر تو بعیت نہ کریگا تو تیری اسی وقت گردن قلم کرونگا۔ علیؓ نے کہا تو جھوٹا ہے قسم خدا کی ایسی کسی مین قدرت نہین جو مجھ کو گردن مارے اگرچہ میرے یار و مددگار بہت ہی کم ہین۔ اے حضرات شیعہ ذرا انصاف کی نظر سے اِس قصۂ پُر غصہ کو ملاحظہ کرو کہ صریح خانہ برانداز تقیہ ہے یا نہین۔ اگر جناب امیرؓ تقیہ فرماتے بہ ہیئت کذائی ہرگز ہرگز کسی مہاجرؓ و انصارؓ کے در پر نہ جاتے بلکہ طوعاً و کرہاً بنا بر تقیہ ابوبکرؓ کی بیعت ہی کرتے اور قسم کھا کر نہ فرماتے کہ دراصل بلا فصل مین ہی خلیفہ رسول ﷺ مقبول ہون پس عمرؓ سے کشتی بصد درشتی فرمانا اور ہشت و مشت کرنا جزو کل ابطال بلکہ استیصال تقیہ کا کرتا ہے قطع نظر پہلے قصہ سے تکذیب اُن حضرات شیعہ کی ہوتی ہے جو فرماتے ہین کہ علیؓ نے خود ہی اپنا حق ترک کردیا جیسا کہ رضی نے نہج البلاغت مین جناب امیرؓ سے یہ عبارت نقل کی ہے فنظرت فی امری فاذا طاعتی قد سبقت بیعتی و اذ المیثاق فی عنقی ترجمہ از شرح نہج البلاغت ملا فتح اللہ کاشانی ماحصل کلام آنست

کہ چون ناصر بودم در امر خلافت از جانب آنحضرتؐ پس نظر کردم در کار خویش پس ناگاہ
فرمان بردن پیغمبر صلعم را بترک قتال پیشی گرفتہ بود بر بیعت من باین گروہ و ناگاہ پیمان در گردن
من بود از برائے غیر من یعنی در ذمت من بود پیمان پیغمبر صلعم و عہد او بہ ترک کارزار
اور دوسری روایت سے تردید قول اُن حضرات امامیہ کی ہوتی ہے جو فرماتے ہین کہ
جناب امیرؓ نے عمرؓ سے کہا لولا عہد الی حبیبی لا اخونہ لعلمت من اضعف ناصرا
واقل عددا ترجمہ اگر نہ عہد کرلیتا مین اپنے حبیبؐ کی جانب کہ مین اُس مین خیانت نہین
کرسکتا ہون البتہ جانتا تو کون شخص ضعیف تر ہے از روے مدد کے اور کمتر ہے از روے
شمار کے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ واقف اسرار خفی وجلی بخوبی قدرت
مقاومت وبحسن اسلوبی طاقت مقابلت کی رکھتے تھے صرف عہد رسولؐ مقبول کی
رعایت کرتے تھے۔ ونیز یہ امر بھی ثابت ہے کہ جناب امیرؓ نے از روے تقیہ بیعت نہین
کی بلکہ بعد اظہار حق صدیق اکبرؓ بیعت کی فثبت المدعا **ہفتم** محمد بن سنان نے
روایت کی کہ امیر المؤمنینؓ نے عمرؓ سے کہا کہ اے مغرور مین تجھ کو مقتول دیکھتا ہون
غلام ابن ام عبد کے زخم کاری سے اس لئے کہ تو اُس پر حکم ظلم کا کریگا اور وہ تجھ کو بتوفیق
رفیق قتل کریگا وہ اس وجہ سے بہشت مین داخل ہوگا ونیز انہین محمد بن سنان وغیرہ نے
روایت کی ہے کہ امیر المومنینؓ نے عمرؓ سے کہا کہ تو اور یار تیرا یعنی ابوبکرؓ ہمسائگی
حضرت رسولؐ خدا سے دور کر دلئے جاؤگے یعنی روضہ مقدسہ سے تمہاری لاشین
اکھاڑ کر پھینک دی جاوینگی پھر تم زندہ کئے جاؤگے پھر ایک خشک درخت کی شاخ بلند
پر سولی چڑھائے جاؤگے پھر وہ درخت خشک سرسبز ہوجائیگا پھر نہایت ہی بلا مین مبتلا
ہونگے دوست اور معاون تمہارے پھر اُس آتش سوزندہ مین جو حضرت ابراہیمؑ پر سرد و
گلنار و حرام ہوگئی تھی ڈالے جاؤگے یہان تک کہ کلہم اجمعین خاکستر ہوجاؤگے پھر
چلے گی ایک باد سخت جیسے قوم عاد پر بموجب فارسلنا علیہم ریحا صرصرا کے چلی تھی

پس وہ تند باد تمہاری خاکستر کو اوڑا لے جائیگی پھر اُس خاکستر کو دریا مین پھینک دے گی۔ اب غور فرمایئے اے حضرات شیعہ اگر جناب اسد اللہ الغالب پابند تقیہ ہوتے ایسے درشت وسخت کلمات روبرو فاروق اعظم اور اُن کی قوم کے ظاہر نہ کرتے فی الجملہ ان دونون روایات سے ابطال تقیہ کا ثابت ہے۔

ہشتم کتاب علل الشرائع کی جلد اوّل باب العلت التی من اجلہا دفنت فاطمۃ باللیل مین لکھا ہے کہ عمرؓ نے چاہا کہ قبر فاطمہؓ کی کھود کر نماز جنازہ پڑھے اس بات پر شیر خدا کو طیش آیا فوراً ذوالفقار لیکر عمرؓ سے مستعد بجنگ ہوئے جب یہ معرکہ آرائی مہاجرینؓ وانصارؓ نے دیکھی جمع ہوگئے سب نے جناب امیرؓ کی رضا کو اختیار کیا اُس وقت آنحضرتؓ کا غیظ وغضب کم ہوا۔ دیکھو اس حکایت کو بھی تقیہ کی روایت سے کچھ علاقہ نہین ہے۔ **نہم** عماد الاسلام مین مخالف وصیت یہ **روایت** مروی ہے فلما کان بعد ایام دخل علیہ العباس الخ یعنی جب حضرت عباسؓ کے مکان کا پرنالہ حضرت عمرؓ نے اوکھڑوا ڈالا اس وجہ سے کہ جب وہ جمعہ کی نماز کے واسطے جایا کرتے تھے تو اُس پرنالہ کی ریزش آب سے اُن کے کپڑے خراب ہو جاتے تھے حالانکہ یہ پرنالہ بحکم محکم خدا ورسولؐ کے نصب کیا گیا تھا۔ حضرت عباسؓ کو جس وقت خبر ہوئی کہ عمرؓ نے ہمارے پرنالہ کو اُکھڑوا کر پھنکوا دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ اگر کوئی پھر اس پرنالہ کو دوبارہ اپنی جگہ پر قائم کریگا تو ہم اُس کو ہلاک کروا دینگے۔ آپ اُٹھے اور اپنے دونون صاحبزادون یعنی عبداللہ وعبیداللہ پر تکیہ کرکے حالت بیماری مین کانپتے ہانپتے اُفتان وخیزان حضرت مولیٰ مشکل کشا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مین دو آنکھین رکھتا تھا سو ایک تو جاتی رہی (یعنی حضرت رسول مقبولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی) مگر دوسری سلامت ہے (یعنی جناب امیرالمؤمنین) اور مین ایسا

گمان نہین کرسکتا ہون کہ بموجودگی تمہارے مین سخت تر مصیبت مین گرفتار رہون
جناب حیدر کرار غیر فرار نے فرمایا کہ اے چچا جان آپ بحفظ وامان اپنے مکان مین بیٹھے
اور تماشا دیکھئے کہ کیا ہوتا ہے۔ یہ فرما کر آپ نے قنبر کو حکم دیا کہ اے قنبر جلد تر ذوالفقار
حاضر کر۔ جب ذوالفقار حاضر کی گئی فوراً آپنے حمائل کی اور چند اشخاص خاص کو
اپنے ہمراہ لیکر مسجد مین تشریف ارزانی فرمائی اور قنبر کو حکم کیا کہ اے قنبر ابھی چھت
پر مکان کی چڑھ جاؤ اور پرنالہ کو اپنی جگہ پر لگاؤ۔ قنبر نے اُسی دم اسد اللہ الغالب
کے حکم کی تعمیل کی۔ اُس وقت حضرت امیر المومنین نے حلفاً فرمایا کہ قسم کھاتا ہون
مین اس صاحب قبر اور منبر کی (یعنی حضرت رسول خدا صلعم کی) کہ اگر کسی نے بھی
اِس پرنالہ سے ہاتھ لگایا یا اُس کو اپنی جگہ سے ہٹایا تو اُس کی اور اُس کے حکم کرنیوالے
کی گردن مارونگا اور اُن کو گرم دھوپ کے وقت سولی پر چڑھاؤنگا۔ جب یہ بات
حضرت عمرؓ کو معلوم ہوئی مسجد مین آئے دیکھا کہ پرنالہ بدستور اپنی جگہ پر قائم ہے
آخرکار خوف کے سبب فقط اِس قدر بیان کیا کہ خدا نہ کرے کہ کوئی ابوالحسنؑ کو
غیظ وغضب مین لائے۔ جب دم صبح صادق ہوئی امیر المومنینؑ نے شب کی کیفیت
اپنے چچا حضرت عباسؓ سے دریافت کی کہ آج کیا گذرا تم پر اے چچا۔ اُنھون نے
جواب مین فرمایا کہ جب تک تم زندہ ہو ہم چین اور آرام سے ہین۔ اس پر جناب امیر المومنینؑ
نے فرمایا کہ اے چچا قسم ہے خدا کی اگر تمام اہل زمین اس پرنالہ کے بارہ مین ہم سے
لڑنا جھگڑنا چاہین تو مین تن تنہا سب سے لڑون اور سب کو ذوالفقار سے قتل
کرون۔ اب آپ سب طرح سے بے فکر رہئے۔ حضرت عباس نے آپ کی پیشانی پر
بوسہ دیکر کہا کہ جس کے تم مددگار ہو اُس کو کیا غم ہے۔ اے حضرات شیعہ انصاف
کرو کہ تمہارے اِس قصہ نے بھی تقیہ کا سر قلم کردیا۔ دہم کتب معتبرہ اہل سنت
والجماعت ونیز اہل تشیع سے بطریق تواتر ثابت ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا

کہ علامت ایمان کی صادق البیانی اختیار کرنا ہے اُس جگہ کہ تیرا نقصان ہوتا ہو دروغ پر اُس جگہ کہ نفع تیرا ہوتا ہو۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ جناب امیرؑ اہلِ صدق ہوکر کذب صریح کی پیروی کرین۔ **یازدہم** جامع الخطب رضی الدین نے نہج البلاغت مین جناب امیرالمومنین سے یہ **روایت** کی ہے الامر بالمعروف والنہی عن المنکر لا یقربان من اجل ولا ینقصان من الرزق وافضل ذالک کلمۃ عدل عند امام جائر یعنی اچھے کام کے حکم کرنے سے اور بُرے کام کے روکنے سے دونون صورتون مین نہ حاکم مارا جاتا ہے اور نہ اُس کی روزی کم ہوتی ہے اور افضل وہی صاحب حکم امام ہے جو عدل کی بات کہے۔ دیکھو یہ روایت صریح مبطل تقیہ ہے۔ **دوازدہم** بحرالجواہر مصنفہ سید محمد باقر مطبوعہ ایران مین یہ **روایت** ہے کہ ابوبکرؓ نے اشجعؓ بن مزاحم کو جو کہ ایک مرد شجاع وبہادر تھا اور اُس کے بھائی کو بھی حضرت علیؓ ہی نے قتل کیا تھا فدک اور مدینہ کی دیگر املاک پر اپنی طرف سے متولی کیا۔ اُس نے اہل بیت کی املاک کو ضبط کرلیا۔ اور اُن کی رعایا پر ظلم شروع کیا ناچار اُن لوگون نے حضرت علیؓ کو خبر کی اور اُس کے ظلم وستم کا استغاثہ کیا۔ سنتے ہی اِس خبر کے حضرت علیؓ گھوڑے پر جھٹ پٹ سوار ہوئے اور عمامہ سیاہ سر پر باندھا اور دو تلوارین حمائل کین اور حضرت امام حسینؓ اور عمارؓ اور فضلؓ اور عبداللہ پسران حضرت عباسؓ اور عبداللہؓ بن جعفر کو ہمراہ لیکر اُس گاؤن کے پاس جو مسجد تھی وہان قیام کیا۔ اور حضرت امام حسینؓ کو حکم کیا کہ ابوبکرؓ کے متولی کو بلالاؤ حضرت امام حسینؓ تشریف لے گئے اور فرمایا کہ امیرالمومنینؓ نے تجھ کو طلب کیا ہے اُس نے کہا کون امیرالمومنین آپ نے فرمایا کہ علیؓ ابن ابی طالب۔ اُس نے کہا کہ امیرالمومنین تو حضرت ابوبکرؓ ہین جو امت کے خلیفہ ہین۔ بعد اس حیص وبیص کے امام حسینؓ نے فرمایا کہ اچھا علیؓ ابن ابی طالب تجھ کو بلاتے ہین اب تو اُن کے نزدیک چل اس پر

اشجع نے کہا کہ مین یہان کا بادشاہ ہون اور علیؓ رعیت مین داخل ہین انہین کو میرے پاس آنا چاہیئے۔ امام حسینؓ نے فرمایا کہ افسوس ہو تجھ پر کہ میرے والد ماجد سے شخص کو تو کہتا ہے کہ وہ عوام مین داخل ہین۔ اور تجھ کو سلطانی رتبہ حاصل ہے۔ اُس نے کہا بلاشبہ مین ایسا ہی ہون اور وہ ویسے ہی ہین کیونکہ اُنہون نے ابوبکرؓ کی بیعت بجبر و اکراہ کی ہے اور مین نے بخوشی خاطر۔ یہ جواب سنکر امام حسینؓ واپس تشریف لائے اور اس قیل وقال کی خبر حضرت علیؓ کو دی۔ پھر آپ عمارؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے عمارؓ تم اُس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم مثل خانۂ کعبہ کے ہین کہ اُس کے پاس لوگ دور دور سے آتے ہین نہ یہ کہ وہ کسی کے پاس جاوے۔ عمارؓ اشجعؓ کے پاس گئے اور اُس سے نہایت سخت وسست گفتگو کی یہان تک باہم زبان درازیان ہوئین کہ عمارؓ نے اپنا ہاتھ تلوار کی طرف بڑھایا۔ جب یہ خبر حضرت علیؓ کو ہوئی آپ نے اپنے ساتھیون سے فرمایا کہ ابھی جاکر اشجعؓ کو پکڑ لاؤ یہ جلال دیکھکر آپ کے اہل بیت سے جو ساتھ تھے اشجعؓ سے کہا کہ آج تو علیؓ کے ہاتھ سے قتل ہوگا اور اُسی دم اُس کو پابدستِ دگرے دست بدستِ دگرے گرفتار کر لائے۔ آپ نے دیکھتے ہی اُس سے فرمایا کہ تو نے اہلِ بیت کا مال ومنال کیون لیا اور اُس پر قبضہ کیون کیا۔ اُس نے جواب مین کہا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ آپ نے تو آدمیون کے خون بہائے اس لئے مین اطاعت ابوبکرؓ صدیق کو تمہاری طاعت سے بہتر جانتا ہون۔ آپ نے فرمایا کہ مین اپنا کوئی گناہ نہین دیکھتا ہون سوائے اسکے کہ تیرے بھائی کو قتل کیا ہے اور وہ باعث انتقام نہین ہے خدا تجھے خوار کرے۔ اشجعؓ نے بھی ایسی ہی سخت ودرشت گفتگو کی اور کہا کہ اے علیؓ تم خلفاؓ کے حسد مین مرجاؤ گے۔ سنتے ہی اس بات کے فضلؓ کو غصہ آیا فوراً اُس کا سر قلم کر دیا جب اُس کے ساتھیون نے فضلؓ پر حملہ کیا معاً حضرت علیؓ نے ذوالفقار نیام سے کھینچ لی جون ہی اُس کے ہمراہیون نے

اسد اللہ الغالبؑ کی آنکھوں کی ومک اور ذوالفقار کی چمک دیکھی ہتیار پھینک کر کہنے لگے
کہ ہم نے آپ کی اطاعت کی۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی اپنے چھوٹے سردار کا سر اوٹھا لیجاکر
بڑے سردار کے روبرو ڈال دو چنانچہ اُس کے ہمراہیوں نے اشجعؑ کا سر لیجا کر ابوبکرؓ کے
آگے پھینک دیا۔ یہ کیفیت دیکھکر تمام مہاجرینؓ و انصارؓ جمع ہو گئے اُس وقت ابوبکرؓ
نے کہا کہ اے لوگو تمہارے بھائی ثقفی نے خدا اور اُس کے رسولؐ کے خلیفہ کی اطاعت
کی مین نے اُس کو صدقات مدینہ پر متولی کیا تھا اب اُس کو علیؑ نے بُری حالت سے
قتل کیا اور اُس کا مثلہ بھی کیا تم کو لازم ہے کہ جو تم مین دلاور وبہادر ہین ابھی جائین
اور اِس امر دشوار کا تدارک کرین۔ سنتے ہی اس بات کے سب کے ہوش اُڑ گئے اور
حواس بگڑ گئے سکتہ کا عالم تھا۔ یہ حال دیکھکر ابوبکرؓ نے حضار سے کہا کہ کیون چپ چاپ
ہو گیا تمہارے مُنہ مین زبان نہین ہے جو بولو۔ اُس وقت ایک اعرابی نے کہا کہ اگر تم
چلو تو ہم بھی چلتے ہین۔ دوسرے نے کہا کہ علیؑ کے دیکھنے سے ملک الموت کا دیکھنا بہتر ہے
ابوبکرؓ نے کہا کہ تم سب علیؑ سے ڈر گئے تب ایسے جواب دیتے ہو۔ اسپر عمرؓ نے متوجہ ہو کر
کہا کہ یہ کام سوائے خالدؓ کے اور کوئی ہرگز نہین کرسکتا ہے اُسی دم ابوبکرؓ نے خالدؓ کو
بُلا کر کہا کہ اے اباسلیمان تم سیف اللہ یعنی خدا کی تلوار ہو ابھی تم ایک فوج ہمراہ
لیکر علیؑ کے پاس جاؤ کہ اُنہون نے ہمارے ایک رفیق کو جو شجاعت وشہامت مین
بے مثال تھا قتل کیا ہے اور اپنے ساتھ لے آؤ اور کہو کہ اگر تم سیدھی طرح سے چلے چلو گے
تو تمہاری خطا معاف ہو گی اور اگر آمادہ جنگ بہ تیغ و خدنگ ہون تو زندہ پکڑ کے
لے آؤ۔ یہ حکم پاکر خالدؓ پانچ سو دلاور کار آزمودہ ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ جب
مفضلؓ نے اُن کو آتا ہوا دیکھا فوراً حضرت علیؑ کو خبر کی۔ آپ نے فرمایا کہ تمام صنادید
قریش اور سواران ہوازن جمع ہون تو بھی اُن سے نہین ڈرونگا۔ جب خالدؓ آپ کے
پاس پہنچے کہا کہ اے علیؑ یہ کیا سخت حرکت تم سے سرزد ہوئی اور کیون گمرہی ہوئی

آگ کو تم نے بجھا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم ہم کو بزعم اپنی شجاعت کے دھمکاتے اور ابوبکرؓ کی شہامت سے ڈراتے ہو کیا ہم کو بھی مالک نویرہ کی طرح سمجھے ہو اُس کو تم نے قتل کیا اور اُس کی زوجہ سے اپنا عقد کرلیا۔ ہم تو اپنے قاتل کو آپ ہی پہچانتے ہین اور ہردم شہادت کے امیدوار رہتے ہین اور اگر ہم چاہین تو تم کو اسی مسجد کے صحن مین مار کر گرا دین۔ یہ سنکر خالدؓ غصہ مین آئے۔ فوراً آپ نے ذوالفقار نکال لی جب خالدؓ نے آپ کی ذوالفقار کے جوہر چمکتے اور چشم غضبناک کے طور بے طور ہوتے دیکھے گڑگڑانے لگے۔ حضرتؑ نے قبضہ ذوالفقار خالدؓ کی پشت پر ایسے زور سے مارا کہ وہ درد کمر کے صدمہ سے زمین پر گر گئے۔ یہ حالت دیکھکر ابن صباغ نے کہ وہ ایک مرد عاقل تھا کہا کہ اے علیؑ ہم بخدا ازراہِ عداوت نہین آئے ہین۔ آپ تو شیر خدا اور شمشیر غضب الٰہی ہین ہم سب آپ کے خدمت گزار و تابعدار ہین۔ یہ بات سنکر حضرت علیؑ نرم ہوئے اور خالدؓ سے مذاق و مزاح کرنے لگے۔ خالدؓ درد کمر سے بیخود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اے خالدؓ تعجب ہے کہ معاملہ غدیر خم ابھی سے ہی تمہاری یاد سے جاتا رہا اور بہت جلد تم لوگون نے ناکسین و خائنین کی بیعت کرلی اور اب یہ ارادہ رکھتے ہو کہ ہم کو قید کرکے لیجاؤ۔ کیا تم لوگ کیفیت عمر بن عبدود اور مرحب اور حالت جنگ خیبر کی بھول گئے۔ خالد نے اسکے جواب مین کہا کہ جو آپ فرماتے ہین مین اُن جملہ معاملات کو بخوبی جانتا ہون لیکن عرب کے لوگون نے آپ کی تلوار خونبار کے خوف سے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ اور ہم نے ابوبکرؓ کی بیعت صرف اُن کی نرم دلی اور خوش مزاجی اور زائد از استحقاق مال ملنے کی امید پر کی ہے فقط۔ اگرچہ یہ ایک موضوع محض بے اصل حکایت ہے مگر استیصال و ابطال تقیہ کے لئے حجت قوی ہے۔ کیونکہ اس موقع پر آپ نے نہ تو خلیفۂ وقت ابوبکرؓ کا خیال کیا اور نہ حضرت عمرؓ کی ہیبت کو خاطر مین لائے اور نہ خالد سے جنگ کرنیکا اندیشہ فرمایا بلکہ اپنا ہاشمی دبدبہ اور قریشی

جوش اور سطوت صفدری اور شوکت حیدری اور صولت غضنفری اور قوت اسد اللہی
ایسی دکھلائی کہ جسکی ہیبت سے نہ صرف خالدؓ بلکہ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی خائف ہو کر دم بخود
ہوگئے۔ سیزدہم ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار کی کتاب الفتن مین یہ روایت
کی ہے کہ ابوبکرؓ نے خالدؓ کو مع ایک لشکر کے کہین کو روانہ کیا تھا جب سب لوگ
مدینہ سے باہر نکل کر جمع ہوگئے اُس وقت خالدؓ مسلح تھے اور اُن کے گرداگرد بڑے
بڑے شجاع اور دلاور لوگ کھڑے تھے جن کی نسبت حکم ہوا تھا کہ جو کچھ خالدؓ حکم دین
وے سب ویسا ہی کرین۔ اسی اثنا مین خالدؓ نے حضرت علیؑ کو دیکھا کہ آپ تن تنہا
بغیر ہتیار لگائے ہوئے اپنی مزروعہ زمین کی طرف سے تشریف لا رہے ہین۔ جب
آپ خالدؓ کے قریب پہنچے اُس وقت خالدؓ نے فرصت کو غنیمت جانکر گرز گران آہنی کو
اُٹھاکر حضرت علیؑ کے سر مبارک پر مارنا چاہا مگر حضرت علیؑ نے اُسی گرز البرز شکن کو اُنکے
ہاتھ سے چھین کر خالدؓ کی گردن مین لپک کر لپیٹ دیا اور اُس کو طوق کی صورت پہنادیا
جب خالدؓ ابوبکرؓ کے پاس لوٹ کر آئے ہر چند لوگون نے اُس کے توڑنے کی فکر کی اور
بہت کچھ تدبیرین سوچین کارآمد نہ ہوئین آخر مجبور ہو کر لوہارون کو بلایا گیا سب نے
ایک زبان ہو کر کہا کہ یہ قلاوہ سخت بغیر آگ مین گلانے کے ہرگز گردن سے جدا نہین
ہوسکتا اور نہ اِس کا نکلنا آسان معلوم ہوتا ہے اور آگ مین دہکانے سے خالدؓ
کے مرجانے کا اندیشہ ہے۔ جبکہ لوگون نے یہ سخت مصیبت دیکھی متفق البیان ہو کر
کہا کہ اسی بلا سے تو حضرت علیؑ ہی نجات دے سکتے ہین۔ جیسے کہ اُنھون نے گرز
گران کو گردن مین پہنایا ہے وہ ویسا ہی اُس کو پھر جدا کر سکتے ہین اسلئے کہ خدا نے
لوہے کو اُن کے ہاتھ پر اس طرح سے نرم کردیا ہے جیسے کہ داؤدؑ کے ہاتھ پر نرم کیا تھا
آخر الامر ابوبکرؓ نے نہایت لجاجت و سماجت کے ساتھ حضرت علیؑ سے سفارش کی
اُس وقت حضرت علیؑ نے ہاتھ سے پکڑ کر ایک ایک ٹکڑا گرز گران سنگ آہنی کا

الگ الگ کر دیا فقط — یہ موضوعی و مصنوعی قصہ پر غصہ بھی مبطل و معطل تقیہ ہے
اور محض خانہ برانداز ایمان خفیہ **چہار دہم** ارشاد القلوب مین جابر بن عبد اللہ انصاری
اور عبد اللہؓ بن عباس سے **روایت** ہے کہ ہم ابو بکرؓ کی خلافت کے زمانہ مین اُنکے
پاس بیٹھے ہوئے تھے اُس وقت خوب دن چڑھ گیا تھا کہ ناگاہ خالدؓ بن ولید مخزومی
ایک ایسے بڑے لشکر کے ساتھ مین آئے جس کے گھوڑون کے سمون سے غبار آسمان
تک چڑھ گیا تھا اور اُن کے ہنہنانے سے زمین کا میدان گونج رہا تھا- کیا دیکھتے ہین
کہ ایک کلان چکی کا پاٹ خالدؓ کی گردن مین پہنایا ہوا ہے- جب خالدؓ سامنے آئے
اپنے گھوڑے سے اُتر کر مسجد کے اندر گئے اور ابو بکرؓ کے روبرو کھڑے ہوئے لوگون نے
اُن پر نظرین ڈالین اور اس بات کو اپنے دلون مین خوب سمجھ گئے- اُسی دم خالدؓ
نے کہا کہ اے ابو قحافہ کے بیٹے اب تم انصاف کرو کہ خدا نے تم کو ایسی جگہ پر بٹھایا ہے
جس کے تم سزاوار نہ تھے تم اس مرتبہ پر ایسے بلند ہوئے ہو جیسے مچھلی پانی پر اُبھر آتی
ہے اور وہ جب ہی اُبھرتی ہے کہ جب اُسمین چلنے پھرنے کی طاقت نہین رہتی- پھر
خالدؓ نے طائف سے اپنے واپس آنے کی حالت اور حضرت علیؓ کی راہ مین ملنے کی
کیفیت کے بیان کرنے کے بعد کہا کہ اے ابو بکرؓ علیؓ نے اپنا ہاتھ میرے حلقوم پر مارا
اور میرا گلا پکڑ کر گھوڑے سے نیچے گرا دیا اور مجھ کو گھسیٹتے ہوئے دور تک لے گئے وہان
حارث بن کلاہ ثقفی کی کلان چکی منگوائی اور اُس کا بہت بڑا اور موٹا سا ایک پاٹ
اُٹھایا اور میری گردن مین دونون ہاتھون سے اس طرح سے لپیٹ دیا جیسے کہ گرم
کی ہوئی لاکھ کسی چیز سے لپٹ جاتی ہے اور سب ہمراہی میرے کھڑے ہوئے تماشا
دیکھتے رہے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ کچھ بھی جرأت کرسکین خدا اُن کو اس جبانت کی سزا
دے- یہ لوگ حضرت علیؓ کو ایسی خائفانہ نظر سے دیکھتے تھے جیسے کوئی ملک الموت کو
دیکھتا ہے- قسم ہے اُس کی ذات کی جس نے آسمانون کو بغیر ستونون کے بلند کیا

ہر چند کہ قریب سو آدمیون کے بلکہ زیادہ نہایت طاقتور پہلوان عرب لوگ اس پاٹ کے جدا کرنے کے واسطے جمع ہوئے لیکن کسی سے بھی وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ اب ہم کو لوگون کے مجبور ہونے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علیؑ نے جادو کیا ہے یا اُن مین فرشتون کی قوت ہے۔ زان بعد ابوبکرؓ نے عمرؓ کو طلب کیا اور قیسؓ بن عبادہ انصاری کو بلا کر چکی کے پاٹ جدا کرنے کا حکم کیا۔ جب قیسؓ بھی عاجز ہوا اور اُس سے بھی علیحدہ نہ ہوسکا جب کچھ تدبیر نہ بن پڑی تو خالدؓ اُسی حالت سے کہ پاٹ اُن کی گردن مین پڑا ہوا تھا مدت دراز تک مدینہ مین پھرتے رہے۔ چند روز کے بعد پھر ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ حضرت علیؑ ابھی سفر سے تشریف لائے ہین اور اُن کی پیشانی پر عرق آرہا ہے اور چہرہ کا رنگ سرخ ہے۔ یہ خبر پاکر ابوبکرؓ نے اقرع بن سراقہ باہلی اور اُشوش بن اشجع ثقفی کو بھیجا کہ حضرت علیؑ کو ہمارے پاس مسجد مین بلا لاؤ وہ دونون اُسی دم حضرتؑ کے پاس گئے اور پیام دیا کہ ابوبکرؓ آپ کو کسی ایک خاص کام کے لئے بلاتے ہین جس کے سبب سے وہ بہت متردد ہین اس وقت وہ یہ چاہتے ہین کہ آپ اُن کے پاس مسجد نبوی مین چلین۔ حضرت علیؑ نے اُس بات کا کچھ جواب نہ دیا اُنہون نے کہا کہ آپ ہمارے سوال کا جواب کیون نہین دیتے جسکے لئے ہم آپ کے پاس آئے ہین۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تمھارا کیا بُرا طریقہ ہے مسافر تو پہلے اپنے گھر جاتا ہے پھر کچھ سستا کر کسی سے ملتا جُلتا ہے۔ یہ سنکر وہ دونون ناکامیاب واپس لوٹ آئے۔ اِس کے بعد ابوبکرؓ ایک جماعت کے ساتھ خود ہی حضرت علیؑ کے مکان پر گئے اُن کے ہمراہ خالدؓ بن ولید بھی تھے۔ جب حضرت علیؑ کی نظر خالدؓ پر پڑی فرمایا کہ اے ابوسلیمان تمھاری گردن مین کیا اچھا ہار پڑا ہوا ہے۔ بہرحال دونون طرف سے بڑی دیر تک گفتگو رنجش انگیز کدورت آمیز ہوتی رہی۔ جب ایسی گفتگو باہم ہونے لگی تب ابوبکرؓ نے کہا کہ ہم اس لئے نہین آئے ہین بلکہ ہم آپ سے یہ عرض کرتے ہین کہ خالدؓ کی گردن مین سے اِس لوہے کو کھول لو کہ اُس کے بوجھ سے اُن کو سخت تر تکلیف ہے اور اُن کے حلقوم پر بھی

اُس کا اثر ہو گیا ہے - اب تو آپ نے اپنے سینہ کی سوزش بجھالی حضرت علیؑ نے فرمایا کہ
اگر ہم اپنے سینہ کی سوزش بجھانا چاہتے تو ہماری ذوالفقار تابدار مین ان کی بیماری کا پورا علاج
تھا - اور یہ لوہا جو خالدؓ کی گردن مین ہے ہم اُس کو ہرگز جدا نہ کرینگے وہ خود ہی اُس کو اپنی
قوت سے جدا کر لین یا دیکھین تو تم مین سے کوئی ایسا طاقت ور ہے جو اُس کو جدا کر سکے -
اُس وقت بریدہؓ اسلمی اور عامرؓ بن اشجع اور عمارؓ یاسر وغیرہم نے بہت کچھ خوشامدین درآمدین
کر کے التجائین کین مگر آپ نے کسی کے معروضہ پر خیال نہ فرمایا - آخر کار جب ابوبکرؓ نے کہا
کہ اے علیؑ خدا کے واسطے اور اپنے بھائی مصطفےٰ رسول اللہ صلعم کے واسطے خالدؓ کی حالت
زار پر رحم کیجئے اور اِس طوق آہنی گران سنگ کو اُن کے حلق سے جدا کر دیجئے - جب
ابوبکرؓ نے بہت کچھ لجاجت وسماجت کی تب حضرت علیؑ شرمندہ ہو گئے کیونکہ آپ مین شرم
وحیا بہت تھی - پھر آپ نے خالدؓ کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا اور اُس طوق کا ایک ٹکڑا توڑ کر
اپنے ہاتھ پر لپیٹتے جاتے تھے وہ موم کی طرح لپٹتا جاتا تھا پہلے ٹکڑے کو آپ نے خالدؓ کے سر پر
مارا بعد اس کے دوسرا ٹکڑا اکھولکر پھر خالدؓ کے سر پر مارا تو خالدؓ نے آہ کر کے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ -
اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ گو تم ناخوشی سے ہم کو امیرالمومنینؑ کہتے ہو اگر اس لفظ کو
نہ کہتے تو تیسرا ٹکڑا ہم تمہارے نیچے سے نکال لیتے - اور وہ ویسے ہی برابر لوہے کو توڑتے
رہے یہان تک کہ کل پاٹ توڑ ڈالا - جب حاضرین نے یہ زور و توان دیکھا سب کے سب
تعجب مین رہ گئے اور تہلیل اور تکبیر کرنے لگے - فی الجملہ اس قصہ پر غصے نے کہ نفس الامر
مین کچھ بھی اس کا وجود نمود نہین ہے تقیہ کی تو گردن توڑ دی اور یہ بات بدیہی ہے کہ جب
تار ٹوٹ جاتا ہے ریل بند ہو جاتی ہے فہو المقصود -

تنبیہ - جملہ اہل اسلام پر لازم بلکہ الزم ہے کہ صحابہؓ صغار و کبار سے کہ منصوص کلاً
وعد اللہ الحسنا و مخصوص حدیث عیون شیعہ اصحابی کالنجوم الخ کے ہین حسن
عقیدت رکھین اور علی قدر مراتب کلہم مہاجرینؓ و انصارؓ - و مولفان قلوب ابرار کو اپنا مقتدا

ومرکز ہدیت سمجھین کیونکہ مصداق آئہ کریمہ اشدآء علی الکفار رحماء بینھم کے ہین۔ انہین بزرگون نے باہم شیروشکر ہوکر خواہ زمانہ رسول الثقلین خواہ ازمنہ خلفائے راشدین مین کارنمایان کئے ہین۔ منجملہ اُن اصحابؓ باصفا کے حضرت خالدؓ بن ولید ہین کہ جنکی شجاعت وشہامت مستغنی از بیان ہے۔ مگر حضرات شیعہ کی سوء ارادت یہ کہ سوائے جناب امیرؓ کے کسی صحابی کی دلاوری وبہادری مذکور نہ ہو اس لئے ایسی لغو حکایات بل صریح بجور روایات اپنی کتب مین درج کرلین۔ تاکہ مومنین کے قلوب دیکھکر تازہ ہون۔ ورنہ کتب سیر معتبر مین ان خیالی باتون کا کچھ بھی اثر نہین ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

پانزدہم اس موقع پر ایک حدیث لکھی جاتی ہے جس سے تقیہ کا سروبن سے قلع قمع ہوتا ہے اگرچہ اس موضوعی ومصنوعی حدیث کا نام حضرات شیعہ کی اصطلاح مین حدیث بساط ہے مگر اس کی نسبت حسن عقیدت قوم کی کالوحی من السماء سے کم نہین بلکہ بدرجہا زیادہ ہے وہوہذا **حدیث بساط**۔ اگرچہ یہ حدیث فارسی زبان مین ہے لیکن ہم اس کا خلاصہ عام فہم اُردو مین کرتے ہین تاکہ کم علم لوگ بھی اُس کے مذاق سے بے بہرہ نرہین **خلاصہ** یہ کہ ابن بابویہ قمی نے اپنی سند سے یہ **روایت** کی ہے کہ حضرت سلمانؓ فارسی فرماتے ہین کہ ایک دن مین اپنے مولیٰ اور سردار امیرالمومنینؑ علی کی خدمت مین حاضر تھا۔ اُس وقت عمرؓ بن الخطاب کے ہاتھ پر لوگون کی بیعت کرنے کا بازار گرم تھا۔ میرے علاوہ جناب امیرالمؤمنینؑ کی خدمت مین دونون آنحضرت کے صاحبزادے یعنی حسنینؑ بھی حاضر تھے اور محمد بن الحنفیہ اور محمد بن ابی بکر اور عمار یاسر اور مقداد بن اسود بھی حضوری مین موجود تھے۔ ہم سب آپسمین باتین کررہے تھے چنانچہ ہرقسم کے تذکرے باہم ہورہے تھے۔ اسی درمیان مین حضرت حسنؑ نے اپنے پدر بزرگوار کی طرف متوجہ ہوکر عرض کیا کہ اے امیرالمؤمنینؑ اور اے امام المسلمین اللہ تعالےٰ نے سلیمانؑ ابن داؤدؑ کو عجیب سلطنت بخشی آیا کچھ اُس مین سے خدائے تعالےٰ نے اپنے وصی یعنی آپ کو بھی عنایت کی

شاہ سریر ولایت یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ قسم کھاتا ہون مین اُس معبود کی کہ جو دانہ
خشک کو زمین سے اُگاتا ہے۔ اور حلف کرتا ہون اُس قادر مطلق کا کہ جس نے آدمؑ کو
خاک سے پیدا کیا ہے کہ جو سلطنت خداے تعالےٰ نے تیرے باپ کو دی ہے وہ سلطنت
سے نہ کسی وصی کو دی اور نہ کسی ولی کو عطا کی اور نہ آیندہ کسی کو دیگا۔ پس امام حسنؑ
اور اُن کے ساتھ حضار مجلس نے ہمزبان ہوکر عرض کیا کہ یا حضرت ہم سب کی خواہش
یہ ہے کہ جو کچھ خداے تعالےٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے اُس مین سے کچھ ہم کو بھی تو دکھلائیے
تاکہ ایمان ہمارا زائد ہو اور ایقان ہمارا قوی تر ہو۔ اُس وقت سید اوصیاؑ نے فرمایا کہ اچھا
ہم ابھی تم سب کو کسی قدر دکھلائے دیتے ہین۔ یہ کہکر دو رکعت نماز فوراً ادا فرمائی اور بعد
نماز کے کچھ کلمات ایسے ارشاد فرمائے جو حضار مجلس کی سمجھ مین نہ آئے اور ایک ہاتھ مغرب
کی طرف بڑھایا پھر یکبارگی کھینچ لیا۔ حاضرین نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ پر ایک ابر کا ٹکڑا رکھا
ہے اُس کو اُسی جگہ رکھکر پھر آپ نے دوسرے ہاتھ کو مشرق کی جانب بڑھایا کہ معاً دوسرا ٹکڑا
مشتاقون کو دکھا دیا۔ حضرت سلمانؓ اُس وقت باواز بلند نعرے لگانے لگے کہ بیشک اللہ
ایک ہے اور اُس کا رسولؐ برحق ہے اور بیشک تم اُس کے وصی ہو جو کوئی شک کریگا
تمہارے وصی اور خلیفہ ہونے مین البتہ وہ ہلاک ہوگا اور جو تمہاری پیروی کرے گا وہ
نجات پاویگا۔ پھر وہ دونون ابر کے ٹکڑے پھیل گئے۔ اُس وقت آپ نے سب حاضرین
سے فرمایا کہ جھٹ پٹ اُٹھو اور اس بساط پر یعنی ابر کے ایک ٹکڑے پر بیٹھ جاؤ۔ سب لوگ
اُس پر بیٹھ گئے۔ اور حضرت دوسرے ٹکڑے ابر پر جلوہ گر ہوئے۔ پھر آپ نے کچھ ایسے الفاظ
فرمائے کہ کسی نے اُن کو نہ سمجھا۔ پھر دونون ٹکڑون ابر کی نسبت اشارہ مغرب کی طرف
روانہ ہونے کا فرمایا۔ اُسی وقت ہوا ابر کے تلے آگئی اور اُن کو بہ آہستگی تمام اُٹھا کر
مغرب کی جانب لے چلی۔ اُس وقت ہم نے جو حضرت کو دیکھا تو آپ زرد جامہ پہنے ہوئے
تھے اور ایک تاج یاقوت کا سر مبارک پر رکھے ہوئے تھے اور نعلین مبارک کے بند بھی

یاقوت کے بنے ہوے تھے اور ایک انگوٹھی مروارید کی بھی زیب دست مبارک کئے ہوئے تھے اور ایک کرسی نور پر جلوہ افروز تھے - حضرت امام حسنؑ نے عرض کیا کہ اے امیرالمومنینؑ تمام مخلوقات بوجہ انگشتری کے حضرت سلیمانؑ کی مسخر و مطیع و منقاد تھی اور آپ کی کس وجہ سے مطیع ہوئی - آپ نے فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے مین تو اللہ تعالےٰ کا مُنہ ہون - مین اللہ کی آنکھ ہون مین اللہ کی زبان ہون مین اللہ کا ولی ہون مین اللہ کا نور ہون کہ نہ بجھا سکیگا مجھ کو کوئی - مین اللہ کی حجت ہون اُس کے بندون مین - مین اللہ کا خزانہ ہون اُس کی زمین مین - مین تقسیم کرنے والا ہون بہشت اور دوزخ کا - مین ذوالقرنین کی دیوار ہون - لو تم کو ہم سلیمانؑ کی انگوٹھی بھی دکھلائے دیتے ہین - فوراً آپ نے ہاتھ مبارک بغل مین ڈالکر معاً انگوٹھی سلیمانؑ کی نکال لی اور ہم سب کو دکھلا دی - طلاے سرخ کی تھی اور اُس پر نگینہ یاقوت سرخ کا جڑا ہوا تھا - آپ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے یہ ہی انگوٹھی تھی سلیمانؑ کی دیکھو ہمارا ہی نام نامی ولقب گرامی اسپر بھی منقش ہے - سلمانؓ فارسی نے فرمایا کہ حاضرین اس عجائب وغرائب معجزہ کو دیکھکر اور بھی زیادہ متحیر ہوئے - آپ نے فرمایا کہ تم اس کا کیا تعجب کرتے ہو آج ہم تم کو وہ عجائبات وغرائبات زمانہ دکھائینگے جو کبھی کسی نے نہ دیکھے ہونگے - حضرت امام حسنؑ نے عرض کیا کہ ہم کو دیوار ذوالقرنین دکھلا دیجئے - آپ نے ہوا کو حکم دیا کہ دیوار ذوالقرنین کی طرف لے چل معاً ہوا مین سے ایک آواز مشابہ رعد کے پیدا ہوئی اور رہرو بساط کو اُس طرف لے چلی - یہان تک کہ بساط کو ایک پہاڑ پر پہنچایا اُس پہاڑ پر ایک درخت عظیم الجثہ کھڑا ہوا تھا مگر خشک تھا حضرت امام حسنؑ نے عرض کیا کہ اے امیرالمومنینؑ یہ درخت کیون خشک ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کہ اُسی سے کیون نہ پوچھ لو - جب درخت سے پوچھا گیا اُس نے کچھ جواب نہ دیا - تب امیرالمومنینؑ نے درخت سے فرمایا کہ کیون تو جواب نہین دیتا - ابھی جواب دے حضرت سلمانؓ فارسی کہتے ہین کہ خدا کی قسم اُسی دم درخت بولنے لگا اور عرض کیا امام حسنؑ

سے کہ اے میان صاحبزادے آپ کے پدر بزرگوار ہر شب کو بوقت سحر کرسی نور پر بیٹھ کر
اور ابر پر سوار ہو کر میرے پاس تشریف شریف بلاناغہ لایا کرتے ہین اور میرے تنہ کے قریب
دو رکعت نماز پڑھا کرتے ہین۔ حضرت کی مصاحبت کی برکت اور ابر کی خوش نکہت سے
مین ترو تازہ رہتا تھا چار شب سے حضور نے مقام شریف سے مشتاق دیرین کو مسرور
نہین فرمایا اُس مفارقت سراپا قیامت سے میرا یہ حال ہوا اور اُسی ہجران غمگین سے میرا
رگ و ریشہ و برگ و ثمرہ خشک ہو گیا۔ اب آپ میری سفارش حضرت سے کیجیے تاکہ آیندہ
زیارت مبارک سے مہجور و دور نہ ہون۔ امیر المومنینؑ اُٹھے اور دو رکعت نماز اُس درخت
کے نیچے پڑھی اور اپنا دست مبارک اُسپر پھیرا کہ وہ درخت اُسی وقت سرسبز و پُر از برگ و
بار ہو گیا۔ پھر آپ کرسی نور پر جا بیٹھے اور وہان سے چلدئے۔ سلمانؓ فارسی کہتے ہین کہ ہوا
مین ایک فرشتہ دیکھا مین نے سر اُس کا آفتاب کے قرص کے تلے تھا اور پاؤن قعر
محیط مین ایک ہاتھ اُس کا مشرق مین اور ایک ہاتھ مغرب مین۔ ہم نے امیر المومنینؑ سے
عرض کیا کہ یا حضرت یہ کون ہے۔ فرمایا کہ یہ فرشتہ ہے ہم نے ہی حکم خدا سے اس کو
اس مقام پر مقرر کیا ہے اور اس کو رات کی تاریکی اور دن کی روشنی پر موکل ٹھیرایا ہی
قیامت تک یہ اسی مقام پر رہیگا۔ پس ہوا ہم کو وہان سے یاجوج و ماجوج کے پاس
لے گئی۔ حضرت امیر المومنینؑ نے ابر سے فرمایا کہ ہم کو اس پہاڑ کے نیچے اُتار دے وہ پہاڑ
بہت تاریک تھا۔ وہان کیا دیکھتے ہین کہ قوم یاجوج تین قسم کی ہین بعضے بیس گز لانبے اور
دس گز چوڑے اور بعضے سو گز لانبے اور ستر گز چوڑے اور بعضے ایک کان بجاے لحاف کے
اوڑھتے اور ایک کان بجاے توشک کے بچھاتے تھے۔ حاضرین مین سے کسی نے عرض
کیا کہ یا حضرت ان کا حاکم کون ہے۔ فرمایا کہ اس قوم بیشمار کا مین حاکم ہون یہ سب
میرے محکوم ہین۔ پھر آپ نے کچھ کلمے ہوا سے ایسے فرمائے جن کو ہم نہ سمجھے۔ ہوا ہم کو
وہان سے کوہ قاف کی طرف لے گئی دیکھا تو وہ پہاڑ یاقوت سرخ کا تھا اور تمام روے زمین

۱

کو گھیرے ہوئے تھا اور ایک فرشتہ بشکل آدمی کے اُس پر موکل تھا۔ جس وقت فرشتے نے ہم سب کو دیکھا حضرت کو دو دستہ سلام کیا اور رخصت چاہی آپ نے اُس کو اجازت دی وہ رخصت ہوا۔ پھر ایک درخت مثل درخت سابق الذکر کے دیکھا چنانچہ اُس سے بھی وہی سوال وجواب ہوے جو پہلے سے واقع ہوئے تھے۔ درخت نے کہا کہ حضرت امیرالمومنینؑ ہر شروع شب کو میرے پاس آکر دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اب چالیس روز سے تشریف نہین لائے اس وجہ سے سوکھ گیا ہون۔ حضرت امام حسنؑ نے امیرالمومنینؑ سے سفارش کی۔ آپ نے نماز پڑھکر اپنا دست مبارک اُسپر پھیر دیا کہ فوراً وہ درخت سرسبز و پربار ہوکر گواہی دینے لگا کہ خدا ورسول اور اُس کا وصی برحق ہے۔ حاضرین مین سے کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت سب ملائکہ آپ کے ہی محکوم ہین آپ نے فرمایا کہ قسم کھاکر کہتا ہون کہ بے حکم میرے کوئی فرشتہ اپنی جگہ سے حس وحرکت نہین کرسکتا اور اگر ذرا بھی جنبش کرے تو خدائے تعالےٰ اپنی آتش غضب سے اُسے جلاکر خاک سیاہ کردے۔ اور بعد میرے حسنؑ کو اور اُن کے بعد حسینؑ کو اور اُن کے بعد اور نو آدمیون کو میری اولاد سے کہ آخر نوین اُنکے قائم آل محمدؐ ہونگے ایسے ہی حکومت حاصل ہوگی۔ ملائکہ مقربین سے کوئی دم نہ مارسکیگا بے اُن اونکے۔ حضار مین سے کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت موکل کوہ قاف کا کیا نام ہے فرمایا کہ خرجائیل پھر آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ آنکھین بند کرلو۔ سب نے آنکھین بند کرلین فرمایا کھولدو سب نے آنکھین کھولدین۔ حاضرین نے آپ کو ایک اور ہی نئے ملک مین پایا۔ اِس طلسمات کو دیکھ کر حضار کو بہت کچھ تعجب ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اسپر کیون حیرت کرتے ہو ملک الموت میرے اختیار مین ہے باوصفیکہ مین خدا کا بندہ ہون اور جو کچھ مین جانتا ہون اگر اُس مین سے تھوڑا سا بھی تم کو سناؤن تو تمھارے کان اُس کے سننے کی ہرگز تاب نہ لاسکینگے پھر فرمایا کہ اسم اعظم کے تہتر حرف ہین + آصف برخیا وزیر سلیمانؑ کو صرف ایک ہی حرف معلوم تھا جس کی برکت سے وہ تخت بلقیس کو اُٹھا لایا اور ہم کو ستر دو بہتر حرف ازبر ہین۔

اُن مین سے ایک حرف البتہ علم غیب ہے کہ وہ خدا کے ساتھ مخصوص ہے پہچانا ہم کو جس نے
کہ پہچانا اور منکر ہوا جو کہ منکر ہوا- سلمانؑ کہتے ہین کہ وہان سے ہم کو ابر نے ایک باغ مین
پہنچایا جو کہ مثل بہشت کے سرسبز تھا اُس مین ہم نے ایک جوان کو دیکھا کہ دو قبرون کے
درمیان مین بیٹھا تھا- ہم نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کون شخص ہے فرمایا کہ یہ ہمارے
بھائی صالحؑ نبی ہین اور یہ دونون قبرین ان کے مان باپ کی ہین- حضرت صالحؑ دیکھتے ہی
اپنی جگہ سے اُٹھکر بیتابانہ دوڑے اور حضرت کے سینہ بے کینہ کے بوسے لینے لگے اور ڈیک
مار کر رونے لگے اور شکوہ شکایت کرنے لگے- آپ نے اُن کی تسلی کی اور تسکین کردی-
ہم نے عرض کیا کہ یا حضرت صالحؑ کیون روئے- آپ نے فرمایا کہ اُنہین سے دریافت کرلو-
تب حضرت امام حسنؑ نے سبب گریہ وزاری کا صالحؑ سے پوچھا کہ تم کس لئے روئے- صالحؑ
نے جواب دیا کہ اے صاحبزادہ آپ کے والد ماجد ہمیشہ علی الصباح یہان آکر میرے ساتھ
نماز پڑھا کرتے تھے جس سے میرے دل و دیدہ باسرور و پرنور رہتے تھے آج دس روز
گذر گئے کہ آنحضرت تشریف نہین لائے اسی وجہ سے میرا دل بریان اور دیدہ گریان ہوا-
اُس وقت ہم سب نے عرض کیا کہ اے امیر المومنینؑ ہم تو ہر روز صبح کو آپ کی خدمت
مین حاضر ہوتے ہین پھر آپ کیونکر یہان آکر حضرت صالحؑ کے ساتھ نماز پڑھتے ہین- آپ نے
فرمایا کہ کیا سلیمانؑ کو بھی دیکھو گے ہم نے کہا کہ یہ تو ہماری عین آرزو ہے- حضرت وہان سے
روانہ ہوئے اور ایسے ایک نفیس باغ مین پہنچے کہ کسی نے اُس کا مثال نہ دیکھا ہوگا-
تمام جانور اُس باغ کے حضرت کا طواف کرنے لگے درمیان بہشت کے ایک تخت فیروزہ پر
ایک جوان آدمی سو رہا تھا اور دو سانپ اُس کے سر اور پیر کے پاس بیٹھے تھے دونون سانپ
دوڑ کر حضرت کے پانوُن پر لوٹنے لگے- ہمنے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کون شخص ہے جس کے
سرہانے اور پائینتی دو سانپ ہین- آپ نے فرمایا یہی تو سلیمانؑ ہین- پھر آپ نے اُسی
دم انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار اُن کے ہاتھ مین پہنادی اور فرمایا کہ اُٹھ تو اُسکے حکم سے

جو بوسیدہ ہڈیون کو زندہ کرتا ہے۔ فوراً سلیمان ع اُٹھ کھڑے ہوے اور گواہی خدا و رسولؐ
اور اُس کے وصی کی دینے لگے اور کہنے لگے کہ مین نے آپ کی بدولت سلطنت پائی تھی
اگر آپ کا ذریعہ و وسیلہ نہ ہوتا تو ہرگز مجھ کو یہ سلطنت و دولت میسر نہ ہوتی۔ پھر حضرت
سلیمان ع سے رخصت ہوئے وہ پھر بدستور مردہ ہو گئے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ اے امیرالمومنینؑ
کوہ قاف کے بعد کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کوہ قاف کے بعد اور چالیس عالم ہین اور
ہر عالم مثل اسی جہان کے ہے ہم کو اون سب کا علم ہے اور بعد از رسولؐ خدا کے ہم ان
جملہ عالم کے حاکم ہین اور بعد ہمارے اولاد ہماری حافظ شریعت نبویؐ و وارث علم مصطفویؐ
ہوگی۔ اور ہم آسمانون کے بھی راستے جانتے ہین اور زمینون کی بھی راہین پہچانتے ہین۔ اور
فرشتون نے بھی ہم ہی سے تسبیح و تہلیل سیکھی ہے اور آدم ع کے بھی کلمات ہم ہی ہین کہ جس سے
آدم کی توبہ قبول ہوئی۔ ہمارے ہی نام عرش برین پر منقش ہین۔ ہمارے ہی نامون کے سبب
سے آسمان بے ستون قائم ہین۔ اور زمین پر بھی ہمارے ہی نام مرقوم ہین۔ ہم اسم اعظم کو جانتے
ہین۔ ہمارے ہی نام عرش معلی کی زیب و آرائش ہین۔ ہمارے ہی نام جب ہوا پر لکھے گئے
اُس وقت سے چلنے لگی۔ اور جب برق جہان پر پڑھے گئے تو وہ چمکنے لگی۔ اور جب رعد پر منقوش
ہوے تو وہ عاجزی کرنے لگے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ آنکھین بند کر لو جب بند کر لین فرمایا کھولدو
کھولدین کیا دیکھتے ہین کہ ایک عظیم الشان شہر مین پہونچ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ قوم عاد کے
باقی ماندہ لوگ اسی بستی مین آباد ہین اور ابھی تک کفر کی بلا مین مبتلا ہین ہم نے سب کا قلع و
قمع کر دیا تھا مگر اتفاق سے صرف یہی شہر دیار باقی رہگیا تھا ہم دعوی کرتے ہین کہ اس گروہ
پُر انبوہ کا تن تنہا مقابلہ کرینگے یہ فرما کر آپ نے اُن لوگون پر خدا کی وحدانیت اور رسولؐ
کی رسالت اور اپنی ولایت پیش کی اُنھون نے محض انکار کیا اُس وقت آپ نے جلال
مین آکر اکثرون کو ذوالفقار سے قتل کر ڈالا۔ جب ہم یہ سانحہ دیکھکر خائف ہوئے تو آپ
ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے سینون پر ہاتھ پھیرا فوراً خوف جاتا رہا۔ پھر آپنے قوم عاد

پر اسلام باواز بلند پیش کیا اُنہون نے پھر بھی بحث در جہ اپنے کفر پر اصرار کیا اُس وقت آپ کے
مُنہ سے صاعقہ وبرق ورعد نکلنے لگے اور اُن سے نہایت سخت آوازین ظاہر ہونے لگین کہ
جن کے صدمہ سے تمام باقی ماندہ قوم عاد ہلاک وبرباد ہو گئی۔ جب آپ اس سخت دشوار مہم
سے بآسانی فارغ ہوئے تب ہم سب نے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین ع اب ہم کو ہمارے وطن مین
پہنچا دیجئے ہم مین آیندہ طاقت کسی امر کے مشاہدہ کی نہین ہے۔ حضرت ع نے ابر کو حکم کیا
اور کچھ ایسی اُس سے بولی بولے جس کو ہم مطلق نہ سمجھے پھر ہوا ہم کو اُس مقام پر لے گئی
کہ دنیا وہان سے ایک درہم کی مانند معلوم ہوتی تھی بعد ایک لمحہ کے ہم سب سالماً وغانماً
اپنے وطن مالوف مین پہونچ گئے۔ اُس وقت موذن ظہر کی اذان دے رہا تھا۔ وقت
طلوع آفتاب سے ہم نے سفر کیا تھا ظہر کے وقت اپنے وطن پہنچ گئے۔ غرضکہ دو پہر کے
عرصہ مین ہم نے پچاسش برس کی راہ طے کی۔ جب ہم کو حضرت ع نے متحیر و متعجب دیکھا
فرمایا کہ صرف اتنی ہی عجائبات دیکھکر تعجب مین رہ گئے ہم تم کو پل مارنے مین تمام زمینون
اور آسمانون کی سیر کرا سکتے ہین یہ قدرت ہماری خداداد ہے ہم اُس کے ولی ہین اور اُسکے
رسول ص کے وصی لیکن اکثر لوگ ہماری قدر نہین جانتے ہین۔ سلمان ع نے کہا کہ اللہ لعنت کرے
اُس شخص پر جس نے تمہارے حق کو غصب کیا فقط۔ اے حضرات شیعہ دیکھو اِس
حدیث کو جس کو تم اپنے زعم مین غایت درجہ صحیح بھی سمجھتے ہو اور خیال کرو عبرت کے دماغ
سے جناب مظہر العجائب والغرائب کے اقتدار واختیار کو کہ ہر شئے آپ کی محکوم ہر چیز آپ کو
معلوم۔ تمام مخلوقات کے آپ حافظ و ناصر جمیع مخلوقات کے آپ واعظ و باصر۔ جملہ ملائک
آپ کے قبضۂ قدرت مین۔ کُل موکل آپ کے ورثۂ ملکیت مین۔ بہشت کے جانور آپ کا
طواف کرین حضرت سلیمان ع کے سانپ آپ کے قدمون پہ لوٹین۔ زمین و آسمان کو آپ
ایک ساعت مین طے کرین ابر و باد آپ کے حکم کے منتظر رہین۔ فرشتے بغیر اذن آپ کے
اپنی جگہ سے حس و حرکت نہ کرین۔ خشک درختون کو سرسبز کر کے آپ برگ وبار سے بھرین۔

مُردون کو آپ زندہ فرمائین زندہ کرکے پھر مردہ بنائین۔ انبیا آپ کے وصی ہونے کا اقرار کرین۔ نباتات آپ کے ولی ہونے کا اظہار کرین۔ ہر قسم یاجوج وماجوج آپ کے ہوا خواہ چالیسون عالم کوہ قاف کے آپ کے خیر خواہ۔ فرشتہ روشنی اور تاریکی کا آپ کا تابعدار موکل کوہ قاف کا آپ کا فرمان بردار۔ رعد آپ کے دہن مین کڑکے برق آپ کے مُنہ سے چمکے۔ صاعقہ آپ کا فجار کو ایک لمحہ مین خاک سیاہ کرے جوہر ذوالفقار آپ کا کفار کو ایک دم مین مثل قوم عاد تباہ کرے **دیکھو** جب ہر حالت مین آپ کو قدرت حاصل تھی اور ہر صورت مین قوت کامل تھی۔ کرامات آپ کی چہرۂ طلسمات حیرت افزاے روزگار گلگونہ معجزات آپ کے مقدرت پروردگار کے نمونہ۔ پھر کیا ایسا یکتا لافتیٰ صحابہؓ کرام سے تقیہ کرسکتا ہے اور خلفائےؓ ثلثۃ عظام سے اپنا دین چھپا سکتا ہے۔ لا واللہ ھذا بھتان عظیم۔ اگرچہ یہ قصہ محض لغو صریح ہجو داستان امیر حمزہ سے کچھ کم نہین ہے مگر ابطال تقیہ واستیصال دین پوشی کے لئے بہت عمدہ دلیل اور نہایت چیدہ تمثیل ہے۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھّاب ۝

شانزدہم خواجہ نصیر نے اپنی تجرید العقائد مین یہ **روایت** لکھی ہے کہ امر عمر برجم حاملۃ واخری المجنونۃ فنھاہ علی الخ یعنی حکم کیا عمرؓ نے سنگسار کرنے عورت حاملہ اور دوسرے مجنونہ کا پس روک دیا اُن کو علیؓ نے الخ **دیکھو** اور خوب سمجھو معنی خلاف راے سلطان راے حبتن کے کہ یہ روک ٹوک بھی صریح مخالف تقیہ ہے کیونکہ درصورت تقیہ دخل درمعقولات کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر اس مسئلہ کو حسن مشاورت ولطف موافقت پر قیاس کیا جاوے تو بھی تقیہ ففرو ہوتا ہے اس لئے کہ مشورت نہین ہوتی مگر باہم مومنین مخلصین کے **کقولہ تعالیٰ** وشاورھم فی الامر یعنی اے نبیؐ مشورہ کیا کرو مومنین کے ساتھ۔ اس صورت مین بھی تقیہ ٹوٹا۔

ہفتدہم متواتر کتاب نہج البلاغت مین جس کی تعریف وتوصیف تحت کلام الخالق

وفوق کلام مخلوقین ہے دو خطبے جناب ولایت مآب سے منقول ہین کہ آنجناب نے حضرت عمر
کو عزم بالجزم ملک روم و عجم سے باز رکھا - آخر الامر حضرت عمر حضرت امیر کے بحر و بر کے ارشاد
کی متابعت و اطاعت کرنے پر مجبور رہی ہوے - ہم اُن دونون خطبون کو شرح نہج البلاغت
فارسی ملا فتح اللہ کاشانی سے مفید عام سمجھکر اُردو کرتے ہین

خطبہ (۱) قد شاورہ عمر بن الخطاب فی الخروج الی غزو الروم بنفسہ الخ

یعنی مشورہ کیا جناب امیر سے حضرت عمر ابن خطاب نے اپنی ذات خاص سے کوچ فرمانے
واسطے جنگ بطرف ملک روم کے (وزارت دستگاہ نے آپ سے بجواب اس ارادہ ناصواب کے
فرمایا کہ آپ کا یہان سے چلے جانا کسی طرح قرین مصلحت نہین) بتحقیق اللہ تعالےٰ کفیل ہوا ہے
واسطے مطیعان اس دین پاک کے اور غالب اور قوی کرنے اہل اسلام کی اطراف کے اور
اُن کی مستورات کے عزت اور نگہبانی کا اور جس خدا نے کہ اُن کی مدد کی اُس حال مین کہ وہ
کم تھے دشمن کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے اور اُن کو دشمنون سے روکا اُس حال مین کہ وہ کم
تھے اُن کے آگے نہین ٹھیر سکتے تھے وہ زندہ ہے ہرگز فنا نہو گا - اگر آپ بذات خود اِس دشمن
کی طرف جاؤگے اور مقابلہ کروگے تکلیف ہوگی بلکہ سخت تر دشواریان پیش آئین گی بااینہمہ
مسلمانون کا کوئی نگہبان اور جاے پناہ نہوگا اُن کے دور دور شہرون مین اور تمہارے بعد
اُن کی کوئی بازگشت نہ ہوگی کہ جس طرف وہ رجوع کرین - پس بھیجئے اہل روم کی جانب
ایک مرد آزمودہ کار اور روانہ کیجئے اُس کے ہمراہ جنگ دیدہ خیرخواہ لوگون کو - پس اگر
خداے تعالےٰ نے کفار پر غالب کیا تو یہ عین تمہاری مراد ہے اور اگر معاملہ برعکس ہوا تو تم
آدمیون کے مددگار اور بازگشت رہوگے انتہیٰ -

خطبہ (۲) وقد استشارہ عمر بن الخطاب فی الشخوص لقتال الفرس

بنفسہ الخ یعنی اور جس وقت مشورہ طلب کیا جناب امیر سے حضرت عمر ابن خطاب نے
اپنی ذات سے تشریف لے جانیکا بارادہ جنگ اہل فارس کے (فرمایا جناب امیر معتمد علیہ

وزیر نے) بتحقیق اس کام کی فتح اور شکست لشکر کی کمی اور زیادتی پر موقوف نہین ہے اور
البتہ دین اللہ کا ہے جسکو اُس نے تمام ادیان باطلہ ومنسوخہ پر غالب کیا ہے اُس کو
اور قوت دی ہے اُس کو یہان تک کہ پہنچا اُس حد تک کہ پہنچا اور طلوع کیا اُس جگہہ تک
(یعنی مشرق سے مغرب وجنوب سے شمال تک) کہ طلوع کیا اور اللہ نے ہم سے وعدہ کیا ہے
غلبہ اسلام کا (یعنی اپنی کتاب مجید مین - یہ اشارہ ہے بجانب آیہ کریمہ وعد اللہ الذین
امنوا منکم الآیۃ - اسکی تفسیر مین ملا کاشانی یہ عبارت تحریر فرماتے ہین - وما مستقریم
بر وعدہ از خداے تعالیٰ وآن وعدہ غلبیت اسلام ست بر سائر ملک و ادیان وعدم خوف
مسلمانان از اہل طغیان وعدوان - حیث قال عز اسمہ وعد اللہ الذین امنوا
منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من
قبلھم و لیمکننھم دینھم الذی ارتضی و لیبدلنھم من بعد خوفھم
امنا ۝ یعنی وعدہ کرد خداے آنان راکہ گرویدہ اند وکردند کارہاے شائستہ کہ البتہ ایشان
را خلیفہ گرداند در زمین کفار عرب وعجم وہمچنان کہ خلیفہ گردانید آنان راکہ بودند پیش از ین
یعنی بنی اسرائیل کہ زمین مصر وشام بدیشان دادہ بود تا تصرف میکردند در آن - وہر آئینہ
ممکن وثابت گرداند از براے ایشان دین ایشان راکہ پسندیدہ است وبرگزیدہ از براے
ایشان یعنی دین اسلام - مراد آن ست کہ او را بر ہمہ ادیان غالب گرداند - وبدل دہد
ایشان را از پس ترس ایشان از اعادی ایمنی را حضرت عزت بعد از اندک زمانے وعدہ
مومنان وفا فرمود - وجزائر عرب و دیار کسرے وبلاد روم بدیشان ارزانی داشت -
یقین است کہ جمیع اطراف وبلاد مشارق ومغارب بحکم لیظھرہ علی الدین کلہ بجوزۂ
تسخیر ملازمان شرع نبوی و متابعان احکام مصطفوی در آید **ابیات**

دمبدم صیت کمال دولت خدام او	عرصۂ روئے زمین را سر بسر خواہد گرفت
شاہباز ہمتش چون برکشاید بال وپر	از ثریا تا ثرے در زیر پر خواہد گرفت

اور خدا سچا کرنے والا ہے اپنے وعدہ کا اور مددگار اپنے لشکر کا اور امیر اسلام یعنی امام کا حال بمنزلہ اُس ڈورے کے ہے جسمین مُہرے پروئے جاتے ہین کہ وہ مہرون کو آپس مین ملائے رہتا ہے اور یکجا کئے رہتا ہے۔ اگر ڈورا ٹوٹ جائے متفرق و پراگندہ ہوجاوین پھر سب جمع نہ ہوسکین۔ اور اہل عرب اب بہ نسبت کفار کے اگرچہ کم ہین لیکن وہ شوکت اسلام کی وجہ سے بہت ہین اور اتفاق اور اتحاد کے سبب سے کفار پر غالب اور بھاری ہین۔ پس تم قطب آسیا کی طرح اپنی جگہ نہ چھوڑو اور چکی عموماً کاروبار اسلام کی یا خصوصاً لڑائی کی اہل عرب کی مدد سے گھماؤ اور اُنہین آتش جنگ مین نہ ڈالو اور نہ آپ کو۔ اس لئے کہ اگر تم اس زمین سے یعنی مدینہ منورہ سے باہر جاؤگے ٹوٹ پڑین گے عرب تم پر گرد و نواح سے یہان تک کہ جو تم چھوڑ جاؤگے اپنے پیچھے مستورات تو ان اہل اسلام سے وہ دشوار تر ہوگا جو کچھ کہ تم کو درپیش ہے (یعنی قوم عرب پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے شاید تمہارے چلے جانے کے بعد یہ لوگ طمع کرین اور مدینہ طیبہ مین فتنہ و فساد برپا کرین تو امور خلافت اور اسلام مین خلل واقع ہوگا) تحقیق جب عجم کے لوگ تم کو دیکھین گے کہین گے یہ بیخ عرب ہی (یعنی جملہ عرب کا پیشوا و مقتدا) اگر تم اسے کاٹ ڈالوگے (یعنی قتل کروگے) آرام پاؤگے اور آسودہ ہو جاؤگے تو یہ بات بہت ہی مشکل ہوگی تمہارے حق مین بسبب اُن کے خیال بد کے۔ اور وہ جو تم نے بیان کیا اہل فارس کے چڑھ آنے کا اور اُن کی پیش قدمی کرنے کا مسلمانون سے لڑنے کے لئے تو اللہ پاک تمہارے جانے سے بھی زیادہ مکروہ رکھتا ہے اور وہ مکروہ کے تغیر و تبدل پر توانا تر ہے اپنی قدرت کاملہ کے سبب سے اور وہ جو تم نے فرمایا اُن کی کثرت کے بارہ مین (یعنی مومنین کاملین سے لشکر کفار عجم زیادہ ہے) تو ہم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بہت سے لشکر کے ساتھ کفار اشرار سے نہین لڑتے تھے بلکہ ہمارا بھروسہ لڑائی مین خاص الخاص امداد الٰہی پر تھا انتہیٰ۔

دیکھو اے حضرات شیعہ انصاف کی نظر سے ان دونون خطبون کو اور جناب امیرؑ کی

رائے جہان آرا سے کو کہ اُن سے بقول جناب سید الاوصیا سند الاصفیا خلافت وامامت وایمان وایقان تو البتہ بوجہ احسن کما احسن حضرت عمرؓ کی نسبت ثابت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ بھی یہ بات ہے کہ تقیہ کا کام تمام ہوتا ہے اور دین خفیہ کا انہدام۔ کیونکہ عزم بالجزم خلیفہ وقت کی مخالفت بل مخالفت اظہر من الشمس وابین من الامس ہے **قطع نظر** ان جملہ روایات وحکایات تقیہ شکن کے اور بھی چند دلائل بیّن ہین جنسے قاطبۃً تقیہ کی گردن زنی مسلم ہوتی ہے۔

ازآنجملہ صفین مین صف بندی فرماکر جوش صفدری دکھلانا اور باایہمہ فرمانا لمّا سمع امیر المؤمنین لعن اہل الشام من اصحابہ خطب وقال اصحبنا نقاتل اخواننا فی اسلام علیٰ ما دخل فیہ من الزیغ والاعوجاج والشبہۃ والتاویل یعنی جس وقت سنا امیر المؤمنینؑ نے لعن کرنا اہل شام کو اپنے یارون سے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ ہلاک ہوئے ہم کہ قتل کرین ہم اپنے بھائیون کو اسلام مین یا جو کچھ کہ داخل ہوا ہے اسلام مین بے راہی اور کجروی اور شبہ اور تاویل سے۔ اس قول مین بھی چند فوائد موصول ہین **اوّل** جناب امیرؑ نے لعن کرنے اہل شام سے اپنے اصحاب کو قطعی منع فرمایا **دوم** اہل شام کو بسبب حقوق اسلام کے اپنا اسلامی بھائی فرمایا **سوم** باوصف صف آرائی ومعرکہ پیرائی کے مومنین اہل شام کو منسوب بہ تکفیر نہ فرمایا۔ فی الجملہ تقیہ کالعدم ہوا۔ **ازآنجملہ** جمل مین جوہر ذوالفقار دکھانا اور ام المومنینؓ کہ منصوص از واجہ امہاتھم کے ساتھ مخصوص ہین کسر شان فرمانا سراسر تقیہ کی گردن مارنا اور خانۂ دین پوشی کو اُجاڑنا ہے۔

ازآنجملہ نہروان مین بہ نفس نفیس آہنگ جنگ فرمانا اور خوارج سے مجادلہ ومقاتلہ کرنا اور اُن کے خون میدان مین بہانا سراپا تقیہ ودین خفیہ کا باطل بل مستاصل کرنا ہے چنانچہ یہ جملہ معرکہ آرائیان متواتر کتاب نہج البلاغت مین مرقوم ہین۔

یہان تک جو کچھ کہ بیان ہوا وہ قرآن وحدیث ونیز آثار واخبار حضرات شیعہ سے دربارہ بطلان وابطال تقیہ کے ہوا سوائے اس کے ایک نہایت قوی عقلی دلیل تکذیب تقیہ مین یہ ہے کہ جناب امیر المومنینؑ ونیز آنحضرت کی اولاد امجادؑ خاص دوستان خدا و با اختصاص مقبولان بارگاہ کبریا اور جمیع کمالات کاملہ مین معروف وکلی اوصاف تامہ مین موصوف تھے چنانچہ ایسے ہی بزرگون کے حق مین حق تعالےٰ فرماتا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون ○ اسمین کوئی شک نہین ہے کہ اولیاء اللہ کے مراتب ومناصب بسا عالی ہین اور اُن کی مدحت ومناقب بنصوص قاطعہ نہایت درجہ متعالی ہین پس باایہمہ حجج ساطعہ عقل سلیم تسلیم نہین کرتی کہ ایسے ہادیٔ دین متبع اقوال واعمال منافقین کے ہون حتی کہ اُن کی دختران عصمت قباب وعفت مآب کو کافر پکڑ لیجائین اور گھر بیٹھے اُن کی بی بیون کو جو افضل النساء جہان کے لقب سے ملقب ہون مار پیٹ کر جائین اور منافق وراثت آبائی غصب کرلین اور ریاست منصوصہ من اللہ کو بہزار تہدید شدید وغیظ وغضب رئیس مستحق سے چھین لین

ابیات				
ابیات	بدست عمرؓ بود یک ریسمان فگندند در گردن شیرؓ نر		دگر در کف خالدؓ پہلوان کشیدند اورا بر بوبکرؓ	

پس ایسے مقبول خدا اور منظور نظر سید الانبیاؐ کیونکر ممکن ہے کہ ایسی عزت خدا داد پر ذلت وبیداد کو گوارا فرماوین۔ عقول اہل انصاف کی ایسی مفتریات اہانت آیات کو قبول نہین کرتین **تعجب** یہ کہ باوصف اقرار واصرار ایسی اہانت وجبانت کے امامت کو لطف من اللہ اور ولایت کو واجب علی اللہ فرماتے ہین حالانکہ درصورت تقیہ لطف و وجوب محض محالات بل اشکالات سے سمجھا جاتا ہے چنانچہ مجالس المومنین مین علامہ شیخ حلّی سے یہ قول منقول ہے الجبان لا یستحق الامامۃ یعنی ڈرپوک آدمی امامت کا مستحق ہی نہین ہوتا ہے۔ فی الجملہ تقیہ واہل تقیہ ولطف ووجوب من اللہ

وعلی اللہ کی مثال یہ ہے کہ کوئی سلطان المعظم کسی شخص کو اپنا دستور الاعظم مقرر کرے
اور تمام حل وعقد ونظم ونسق ملک برائے نام اُس کے سپرد کرے اور حکم محکم دے کہ
اگرچہ مین نے تجھ کو صرف نام کے لئے وزیر کیا ہے تجھ کو ریاست سے کچھ کام نہین ہے اگر
کسی سے بھی اپنی وزارت یا ولایت کا نام بھی لیگا تو میرے ہی مصاحب خاص ورفیق
با اختصاص جو تجھ سے کینہ وبغض رکھتے ہین فوراً تجھ کو قتل کرڈالینگے پھر میرا بھی کچھ
بس نہ چلیگا بلکہ مین تجھ سے بھی زیادہ اپنے ہم صحبتون اور جلیسون سے خائف ہون
ایسا نہ ہو کہ تو کچھ مُنہ سے نکال بیٹھے اور وہ مجھ کو بھی تخت سلطنت سے اُٹھا دین تو پھر
مین بھی کسی کام کا نہ رہونگا ہرچند کہ وزیر حکم شاہی کا اتباع کرے اور تا بزیست حسب منشأ
حاکم محکوم دیگر مقربان بارگاہ ومصاحبان درگاہ کا رہے تو ایسی حالت مین وزارت متحقق
نہ ہوئی بلکہ ایسے اقوال وافعال آمر ومامور وحاکم ومحکوم کے محض لغو وصریح ہجو سمجھے گئے
اور ایسی عبث کارروائی سے اہتمام وانتظام رعایا وبرایا کا کہ بالاتفاق ودیعت خالق اکبر
کی ہے وقوع مین نہ آیا اسی پر قیاس کرنا چاہیئے معاملات حق تعالےٰ اور اُس کے انبیأ
واولیاء اور اُس کے بندگان خاص وعام کو جیسا کہ فرمایا خدائے تعالےٰ نے وَلِلّٰہِ العِزَّۃ
ولرسولہ وللمؤمنین اگر خدا ورسولؐ ومومنین کو کہ وہ مہاجرؓ وانصارؓ وتابعین
وتبع تابعین ہین کلہم اجمعین کو پابند تقیہ سمجھا جاوے تو خیر وشر وہدایت وضلالت
اور حق وباطل وسعادت وشقاوت مین کیا فرق ہوسکتا ہے بلکہ کلام خلق الموت
والحیات لیبلوکم ایکم احسن عملاً ○ من عمل صالحاً فلنفسہ ط ومن
اسآء فعلیھا ○ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ط ومن یعمل مثقال
ذرۃ شرا یرہ ○ کی صریح تکذیب ہوتی ہے کیونکہ نبوت وامامت مین شرط جلی اظہار
ہدایت ہے نہ اخفاء دین مبین اور تقیہ محض منافی ہدایت وسعادت کا ہے کما لایخفیٰ
غرضکہ حضرات شیعہ کے صاحبانِ اجتہاد نے پیرایہ دشمنی مین اصحابؓ رسالت مآب کو

کھلم کھلا بُرا کہا ہے اور شعارِ دوستی ہین آلِ رسولؐ ذوالجلال کو برا بھلا کہا ہے بلاشبہ ابن سبا مطرود کا یہی مقصود تھا اس موقع پر ہم چند روایت حضرات شیعہ کی مستند کتب سے ثبت کرتے ہین جو صریح اہانت و جبانت آل اطہارؓ پر دال ہین۔

اوّل حق الیقین مین ہے کہ دربارہ غصب فدک باہم حضرت زہراؓ و حضرت علیؓ مرتضےٰ معاذ اللہ یہ گفتگو ہوئی۔ کہ حضرت فاطمہؓ خطابہاے شجاعانہ و درشت باسیدا وصیا نمود کہ مانند جنین رحم پردہ نشین شدہٗ و مثل خائبان درخانہ گریختہ خودرا ذلیل کردہٗ در روز یکہ دست از سطوت خود برداشتی گرگان می درند و می برند تو از جاے خود حرکت نمی کنی امیر المومنینؓ فرمود صبر کن و آتشِ غضب خودرا فرونشان الخ۔

دوم منہج الیقین کے باب تقیہ مین ہے کہ کلینی درکافی و حمیری درکتاب قرب الاسناد از ابی عبد اللہؑ روایت کردہ اند کہ باآنحضرتؑ گفتند کہ مردمان چنین روایت می کنند کہ حضرت امیر المومنینؑ بربالاے منبر کوفہ فرمود کہ ایہا الناس بتحقیق کہ شمارا تکلیف خواہند کرد کہ مراسب کنید پس اطاعت کنید و مراسب کنید یعنی دشنام بدہید و بعد ازان تکلیف خواہند نمود کہ از من بیزار شوید باوجود آنکہ من بردین حضرت پیغمبرم و نہ فرمود کہ اظہار بیزاری از من مکنید بعد ازان سائل پرسید کہ خبردہ مرا کہ اگر کسے اختیار کشتہ شدن کند نہ اظہار بیزاری چون خواہد بود حضرت فرمود کہ واللہ بر و نیست و جائز نیست اورا مگر آنچہ عمار کردہ در وقتیکہ اہل مکہ اورا اکراہ کردہ الخ اور ایسا ہی نہج البلاغت مین ہے۔

سوم کتاب عیون الرضا مین یہ روایت ہے قال کنت جالساً عند باب الکعبۃ الخ **خلاصہ** اش اینکہ جناب امیرؑ فرمود کہ نشستہ بودم کہ ناگاہ آمد پیرے پشت خمیدہ و ابروان برچشمان او از غایت پیری رسیدہ بود و در دست او عصا و بر سر او کلاہ سرخ و بران کلاہ مدرات از موئہا۔ پس قریب شد آن پیر بطرف رسولؐ خدا دران حالیکہ آنحضرتؐ تکیہ کردہ بود پشت خودرا از دیوار کعبہ۔ پس گفت آن پیر یارسولؐ اللہ دعا کن

براے مغفرت من۔ پس فرمود رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ سعی تو ضائع است
اے پیر و گم است عمل تو۔ پس ہر گاہ پشت داد آن پیر فرمود پیغمبرؐ یا ابا الحسنؑ پنداشتی
این پیر را گفتم بار خدا نہ پنداشتم فرمود رسولؐ۔ ہمین است ابلیس لعین۔ گفت علیؑ
پس دویدم عقب او تا آنکہ گرفتم او را و کشتی کردم و بر زمین افگندم و نشستم بر سینۂ
او و نہادم ہر دو دست او را بر حلق او تا مخنوق کنم گلوے او را۔ پس گفت ابلیس
لعین چنین مکن یا ابا الحسنؑ بالتحقیق کہ من از مہلت یافتگان ام تا روز معلوم و قسم
بخدا یا علیؑ بالتحقیق کہ من ہر آئینہ دوست تر میدارم ترا و بغض نکرد ترا کسے از اہلِ عالم
مگر کہ شریک شدم پدر او را و مادر او را پس پیدا شد آن بغض کنندۂ تو ولد الزنا۔ پس فرمود
خندیدم و گذاشتم او را۔ اے حضرات شیعہ اس قسم کی روایات مفتریات کو جو آپکی
کتب مین بکثرت مرقوم ہین بنظر تہذیب و تشویب معائنہ فرمایئے اور بچشم غیرت و عبرت
اپنے مقتدایان کی جرأت صریح تہمت کو ملاحظہ کیجئے کہ بہ نسبت مقربان بارگاہ صمدی
و معززان درگاہ ایزدی کے کیسے گستاخ ہین ایسے ترک ادب تو کلمات حضرات خوارج
کی کتب مین بھی مذکور نہین ہین اگرچہ حضرات خوارج کا عقیدہ ہے کہ جناب امیر المومنینؑ
ونیز دیگر آئمہؑ مہدیین قطعی ایمان سے بہرہ نہین رکھتے تھے تاہم وہ ایسے غیر مہذب
نہین ہین کہ آئمہؑ کرام کی نسبت دشنام دینا گوارا کرین جب دشمنان اہلبیتؑ کی
تہذیب کا یہ حال ہے تو واے بر حال دوستان اہلبیتؑ پر کہ جنکا تبرا شعار ہو اور تقیہ آثار
فی الجملہ بنصوص قطعی و جلی ثابت ہے کہ کار انبیاءؑ و خلفاءؓ و آئمہؒ کا باظہار معجزات و
کرامات محض اشاعت ہدایت ہے نہ اخفاء دین متین کہ صریح جبن و ضلالت و غوایت
ہے کیونکہ تقیہ بعد دعوی نبوت و امامت کے باطل و عاطل ہے اور اس کی نفی پر
قوی دلیل حضرت امام محمد باقرؑ کی **روایت** ہے کہا دارقطنی نے کہ کسی شیعہ
صاحب نے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ آپ حضرت شیخینؓ کے بارے مین کیا فرماتے ہین

ارشاد ہوا کہ مین اُن کو اپنا دلی دوست رکھتا ہون سائل نے کہا شاید یہ کلمہ مبنی بر تقیہ ہے امام صاحب نے فرمایا کہ اے ذلیل زندون سے تو ہر شخص خائف رہتا ہے بھلا کہین مُردون سے بھی کوئی ڈرتا ہے ہان اگر خوف کرتا مین تو البتہ ہشام بن عبد الملک سے کرتا کہ وہ زندہ ہے اور حاکم وقت بھی ہے حضرت شیخینؓ کو تو رحلت فرمائے مدت گذری پھر اُن کا خوف کرنا چہ معنیٰ غرضکہ لبسبب تقیہ کے جو فرض مذہب حضرات شیعہ کا ہے ہرگز تکمیل ملت شیعگی کی نہین ہوسکتی ہے کیونکہ اخفائے دین مبین شیوہ انبیاؑ و اوصیاء و مومنین کا نہین ہے کقولہ تعالےٰ محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم پس درصورت تقیہ آیہ شدت و رحمت کا مطلقاً خون ہوتا ہے حضرات شیعہ پہلے تقیہ کے معنیٰ سمجھ لیتے تب ہی تفسیر لکھنے کا ارادہ فرماتے لہذا دعویٰ بیدلیل داخل زٹیل ہے۔

شرط ہفتم تصدیق ایمان کے بیان مین

برتقدیر صحت ملت حضرات شیعہ نہ نبوت ثابت ہوتی ہے اور نہ ماجآء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام متواترات ساقط عن الاعتبار و ناقابل اظہار سمجھی جاتی ہین اس لئے کہ نہ تو ہم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور نہ حضرت جبرئیل کو دیکھا نہ معجزات سیدالانبیا کو مشاہدہ کیا نہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معاینہ کیا اور نہ ہمارے روبرو قرآن نازل ہوا جسپر ہم کو کافی ووافی اعتقاد و اعتماد ہو کہ نبیؐ و ماجآء بہ النبی راست و درست و حق ہے ہان پایا ہمنے قرآن پاک کو اخبار متواترہ و آثار متکاثرہ سے صحیح و برحق ولاریب فیہ کہ فی الحقیقت یہ کلام صمد سید العرب والعجم محمد نام رسول مقبول بشیر و نذیر صلعم پر یقیناً نازل ہوا تھا اُس صراط مستقیم کے مقابلہ و معارضہ سے تمام فصحاء و بلغاء عرب عاجز آگئے تھے

حتی کہ اس دم تک کوئی عربی وعجمی بموجب فأتوا بسورة من مثلہ کے ایک
آیت تو بہت ہوتی ہے ایک جزو آیت کا مقابلہ ومعارضہ نہ کرسکے اور نہ قیامت تک
کرسکتے ہین اور وہ محمد صلعم جن پر کتاب مجید نازل ہوئی وہ افضل الانساب جہان قوم
قریش کے ایک امّی نبیؐ تھے چنانچہ اُسی امّی نبیؐ نے بڑے دعوے کے ساتھ اپنی نسبت
دعوی نبوت کیا اور نبوت کی شہادت مین افصح الفصاحت و ابلغ البلاغت کلام اللہ
جس کے مقابل مین سبعہ معلقہ گرد تھا اور بازار فصحا رعرب سرد تھا پیش کیا اور اُس
شہادت واثقہ وصادقہ سے بندگان خدا کو دعوت ہدایت کی اُس وقت مین نہ آنحضرت
صلعم کا کوئی یار وغمخوار تھا نہ انصار ومددگار اور نہ مال ومنال رکھتے تھے اور نہ پیادہ وسوا
صرف بہ نفس نفیس ہدایت مین مصروف رہتے تھے اور شریعت خدا کا اظہار فرماتے تھے
حتیٰ کہ کفار اشرار مکہ جو اپنے آبائی مذہب کے خوگر وعادی ومتعصب تھے بجہت شقاوت
سخت عداوت مین سرگرم ہوئے اور وضیع وشریف کعبہ نے سرور عالم کو نہایت ایذائین
دین حتیٰ کہ پتھر مار کر ساقین شریفین کو سنگدل زخمی کر دیتے تھے مگر حضرت یہی فرماتے تھے
لا الٰہ الا اللہ والنی رسول اللہ پھر پڑھتے قرآن پاک کی آیات وانبیائ سابق کی
حکایات جب ایسے صریح معجزات باہرات ذات اقدس نبوی صلعم سے فصحا رعرب نے
مشاہدہ ومعائنہ کئے اور کلام الٰہی کی فصاحت وبلاغت نے فصحا وبلغا رعرب کے قلوب
مین تاثیر کی لہذا بقدر استعداد آدمی دین محمدی کی طرف متوجہ ہوسے اور بتصدیق دل
واقرار زبان حضرت رسول خدا پر باطمینان ایمان لائے سب سے پہلے جو سچا وپکا مومن
ہوا وہ حضرت صدیق اکبرؓ یار غار رسولؐ کردگار ہین پھر اُن کی حسن سعی وجہد ظاہری وباطنی سے
ایک جماعت کثیر وجمع غفیر مسلمان ہوئی چنانچہ صاحب روضۃ الصفا معتبر مورخ حضرات
شیعہ بھی مجملاً اس تفصیل طلب قصۂ طویل کو دوسری جلد کے صفحہ ۲۵ مین اس طرح پر
تحریر فرماتے ہین۔ چون صدیق بمکارم ومحاسن اعمال وفضائل پسندیدہ وصفات ستودہ

معروف بود و بلوازم مہمانداری و شرائط ضیافت در مکہ عدیل و نظیر نداشت و قریش باو اُلفتے تمام داشتند و ہمت بمصاحبت او مصروف میداشتند و در عظائم امور از راے صائب و فکر ثاقب او استعانت می نمودند و چون اعلم از ہمہ در فن انساب و تاریخ بود دانایان خلق بخدمت او مبادرت می نمودند و اخذ فوائد میکردند لاجرم بعد از شرف اسلام باہرکہ از یاران سابق و دوستان موافق صحبت میداشت او را براہ راست بطریق صواب دلالت میکرد و اولات واضحہ و علامات صدق و لاحیہ قول حضرت نبوی را براے ایشان جلوہ میداد تا جمعے از اکابر قریش و صنادید عرب بیمن ہمت مبارکش از بادیہ غوایت بسرچشمہ ہدایت رسیدند الخ اور اگر بنا بر عقیدت حضرات شیعہ کے جناب امیرؓ ہی کو ترجیح سبقت ایمان مین دیجاوے تو حمایت اسلام مین اس قدر فائدہ متصور نہین ہو سکتا ہے جیساکہ اعانت و حمایت خیر الانامؐ مین حضرت صدیقؓ اکبر کے جان و مال قربان کرنے سے بالاجماع ثابت ہوا اُسی قبیل سے حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ قتیل تھے زان بعد جوق جوق وفوج فوج وہ سخت لوگ نرم ہو کر بصدق ارادت و حسن عقیدت اسلام مین داخل ہونے لگے چنانچہ اُن کی شان مین خداے تعالےٰ فرماتا ہے والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنت تجری تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا ط ذالک الفوز العظیم ٥ یعنی جو لوگ قدیم ہین پہلے مہاجرینؓ اور انصار سے اور جو اُن کے پیچھے آئے نیکی سے اللہ راضی اُن سے اور وے راضی اُس سے اور تیار کئے ہین واسطے اُن کے باغ جن کے نیچے نہرین جاری ہین رہا کرین وہ اُنمین ہمیشہ یہی ہے بڑی مراد ملنی۔ پس روز بروز آفتاب عالمتاب ہدایت کا ترقی پکڑتا گیا اور ظلمت کفر کی مٹتی گئی ہر چند کہ کفار اشرار نے انہدام بنیان اسلام مین کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا حتّٰی کہ آمادۂ قتل رسولؐ مقبول و نیز آنحضرتؐ کے اصحابؓ باصفا کے ہوے اسی ارادہ

مین شب و روز معاندین مجالس کرتے جب موقع پاتے آنحضرت صلعم و نیز اصحاب رضی آنحضرت
صلعم کو سخت دل نہایت درجہ ایذائین پہونچاتے تھے چونکہ فضل خدا شامل حال خیر مآل
حضرت سید الانبیا و اصحاب باصفا تھا کیسے اصحاب جنہون نے جان و مال و اہل عیال
اپنا رسول برحق کی تائید مین فدا کر دیا چنانچہ اُس حسن عقیدت کا یہ نتیجہ ہوا کہ اطراف
دیار و اکناف امصار کے لوگ طوعاً و کرہاً اسلام پر مائل ہوئے اور حقیت دین مبین کے
قائل ہوئے اور بصدق ارادت و بحسن عقیدت ایمان لانے لگے کقولہ تعالےٰ یدخلون
فی دین اللہ افواجاً ط جب کثرت جماعت نے ترقی روز بہ حاصل کی اُس وقت
ارحم الراحمین نے یہ اور خوش خبری دی الیوم اکملت لکم دینکم الخ جب رحمت خدا
کثرت جماعت کے شامل حال ہوئی تب یہ نوید میمنت جاوید اپنے رسول مقبول کو سنائی
فاذا فرغت فانصب والی ربک فرغب - پھر بعد وفات سرور کائنات یاران
صادق و محبان واثق آنحضرت صلعم نے جیسیکہ حیات مبارک مین ترویج دین و تائید
شرع مبین کی کوشش کرتے تھے تہ دل سے کوشش کی سب سے پہلے یہ کار خیر آثار
باجماع امت حضرت ابوبکر صدیق اکبر کے حصہ مین آیا اس نائب برحق نے مرتدین عرب
کو غارت کیا اور لشکر قیصر روم کو ہزیمت دی تمام عرب کا دین مضبوط کیا رسم جہالت کی
اہل عرب سے مٹادی جب خلیفہ بلا فصل کا بھی انتقال ہوگیا آنحضرت کے بعد حضرت عمر
فاروق الاعظم خلیفۂ دوم ہوئے **روایت** ہے روضۃ الصفا مستند تاریخ حضرات
شیعہ مین کہ جب صدیق اکبر نے درباب خلافت حضرت عمر کے وصیت کی بعض صحابہ
نے آنجناب کی وصیت پر کچھ اعتراض کئے اُس وقت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب
حضرت صدیق اکبر کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر سواے عمر کے کوئی دوسرا
خلیفہ ہوگا تو مین اُس کی بیعت ہرگز نہ کرونگا - غرضکہ جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے قیصر روم
و کسرے عجم کا تخت تاراج کرکے مغرب سے مشرق تک اور جنوب سے شمال تک نور ایمان کا

پھیلا دیا ہزارہا بلاد فتح کر ڈالے کروڑوں کفار مسلمان بنا دئے معابد و مساجد بکثرت تعمیر کرا دئے گبران ایران و ترسایان طہران پر جو کچھ شدت ہوئی اُس کا مشرح مذکور معتبر تواریخ اعثم کوفی و طبری و روضۃ الصفا خاوندی حضرات شیعہ مین ہے۔ بعد شہادت حضرت عمرؓ کے حضرت عثمان غنیؓ ذی النورین خلیفہ سوم ہوئے چنانچہ آنجنابؓ کی خلافت پر بھی جناب امیرؓ کی رضامندی نہج البلاغت مستند کتاب حضرات شیعہ مین مندرج ہے اس خلیفۂ برحق کے زمانہ مین بکثرت جزائر روم و شام و مضافات عجم و نیز صدہا دیار و امصار فتح ہوئے۔ جب حضرت ذی النورین صائم و قاری شہید ہوئے باجماع امت و اہل بدر و رضوان جناب امیر المومنینؓ خلیفۃ المسلمین ہوئے۔ ہرچند آنجنابؓ نے دربارۂ خلافت عذر فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ مین تو وزارت ہی کے قابل ہون جیسے خلفائے ثلثہ کے زمانہ مین وزیر و مشیر رہا ہون ویسے ہی اب بھی تمنا ہے کہ بدستور سابق وزیر و مشیر ہی رہون مگر مسلمانون نے آنحضرتؓ کی معذرت کو قبول نہ کیا۔ چنانچہ قول جناب امیرؓ کا دربارۂ وزارت معتبر و متواتر کتاب نہج البلاغت مین باین عنوان منقول ہے انا لکم وزیرا خیر لکم منی امیرا خلاصہ یہ کہ جب آنحضرتؓ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے شامی باغی ہو گئے نہروانی طاغی بن گئے ابن سبا نے لشکر مین تفرقہ اندازی و نیز خاص الخاص اصحاب نافرمان نے حیلہ سازی کی چنانچہ جملہ امورات نہج البلاغت مین مشرح مذکور ہین۔ اگرچہ آنحضرتؓ کو اسی قبیل سے بکثرت مکروہات پیش آئے تاہم آنحضرتؓ نے کار دین و شعار اسلام مین سعی تمام و کوشش مالاکلام مثل خلفائے عظام فرمائی کہ باید و شاید۔ **واضح ہو** کہ اگر ان جملہ اخبارات متواترہ و آثار متواترہ کو صحیح و درست نہ سمجھا جاوے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نیز قرآن پاک کی صحت و خلفائے اربعہ برحق کی خلافت و نیز دیگر انبیائے اللہ کی نبوت و ملائکہ کی عصمت و کتب سماویہ کی حقیت وغیرہ پر کس دلائل سے وثوق یا فوق حاصل ہو سکتا ہے

جب بدیہی امر یہ ہے کہ خلفاء اربعہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق وحضرت عثمان غنی وحضرت علی خاتم خلافت نبی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بعد وفات حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر کوششین وسعیان کین اور قسم قسم کی تکلیفین ومصیبتین سہین کہ جن کا بیان احاطہ تقریر ودائرہ تحریر سے باہر ہے جب ایسا جہد کاملہ وجد واسعہ ذات بابرکات اصحاب کبار وصغار سے ظہور مین آیا بیحد وشمار کفار اشرار ظلمت کفر سے نکل کر نور جہانتاب اسلام مین داخل ہوئے پھر انہین اراکین ومتبعان اراکین نے بندگان خدا کو دوزخ سے نکالکر جنت الماوی کا سیدھا راستہ دکھایا۔ چنانچہ مؤید اس بدیہی امر کی حدیث کافی کلینی کی ہے جس کو حضرات شیعہ اصح کتاب اپنی کتب صحاح سے جانتے ہین۔ وہ حدیث یہ ہے۔ عن علی بن ابراھیم عن ابیہ عن بکیر بن صالح عن القاسم بن یزید عن ابی عمیر الزبیری عن ابی عبد اللہ قال قلت اخبرنی عن الدعاء الی اللہ والجہاد فی سبیلہ اھو بقوم لایحل الا لھم ولا یقوم الا من کان منھم ام ھو مباح لکل من وحد اللہ عز وجل وامن برسول اللہ صلعم ومن کان کذا فلہ ان یدعوا الی اللہ عز وجل والی طاعتہ وان یجاھد فی سبیلہ فقال ذلک لقوم لا یحل الا لھم ولا یقوم بذلک الا من کان منھم قلت من اولئک قال من قام بشرائط اللہ عز وجل فی القتال والجہاد علی المجاھدین فھو الماذون لہ فی الدعاء الی اللہ عز وجل الخ ماحصل نص جعفری۔ باب من یجب علیہ الجہاد ومن لایجب مین ابو عمیر زبیری نے امام جعفر صادق سے **روایت** کی ہے۔ کہ پوچھا مین نے امام جعفر صادق سے کہ دعوت کرنا خدا کی طرف اور جہاد کرنا اللہ کی راہ مین مخصوص ہے کسی قوم کے ساتھ یا مباح ہے ہر موحد مومن کے واسطے۔ فرمایا خاص ہے ساتھ ایک قوم کے اور قائم نہین ہوسکتا ہے کوئی مگر وہ شخص کہ ان مین سے ہو۔ پھر پوچھا مین نے وہ

کون قوم ہے۔ فرمایا وہ لوگ کہ مستجمع بشروط ہین کہ خدا نے اُن کو مجاہدین و داعیین الی اللہ کے مرتبہ پر مقرر فرمایا ہے اور جو شخص کہ اُن شروط سے خالی ہوگا نہ اذن دیا گیا ہے دعوت الی اللہ مین اور نہ جہاد کفار مین۔ پھر عرض کیا مین نے کہ بیان تو فرمایئے۔ فرمایا کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب مجید مین مرتبے اور درجے مقرر فرمائے ہین اوّل اپنی دعوت کو اس طرح بیان کیا ہے واللہ یدعوآ الیٰ دار السلام ویھدی من یشآء الیٰ صراط مستقیم یعنی اور اللہ پکارتا ہے اُن کو بہشت کی طرف اور ہدایت کرتا ہے اُس شخص کو کہ چاہتا ہے راہ راست کی۔ پھر ارشاد کیا دعوت پیغمبر صلعم کو اس طور پر ادع الیٰ سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی احسن یعنی اے نبیؐ بلا تو اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور نصیحت نیک کے ساتھ اور جھگڑا کر تو اُن سے اُس چیز کے ساتھ جو نیک تر ہو۔ اور اسی طرح فرمایا کہ وانك لتھدی الیٰ صراط مستقیم یعنی اے رسولؐ مقبول تحقیق تو البتہ ہدایت کرتا ہے راہ راست کی۔ پھر ہدایت کلام پاک کی نسبت ارشاد فرماتا ہے کہ ان ھٰذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم یعنی بالتحقیق یہ قرآن مجید ہدایت کرتا ہے اُس چیز کی جو کہ راست و درست ہے۔ پھر اُس قوم کی کیفیت بیان فرمائی جنکے واسطے دعوت کا اذن دیا گیا ہے چنانچہ فرمایا حق تعالےٰ نے ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئك ھم المفلحون ○ یعنی چاہیئے کہ ہوونے تم مین سے ایک گروہ کہ حکم کرتے ہین لوگون کو اچھے کامون کا اور روکتے ہین بری باتون سے اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہین پھر خبر دی اللہ تعالےٰ نے اس گروہ کے حالات سے کہ یہ ذریت حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام ساکنان حرم محترم سے ہین کہ غیر خدا کے کسی کو نہین پوجا اُنہون نے ہرگز اور مصداق آیہ تطہیر کے بن گئے چنانچہ اس آیہ کریمہ کے ساتھ مخصوص ہین ادعوآ الی اللہ علیٰ بصیرة انا ومن اتبعنی

یعنی بلاتا ہون مین خدا کی طرف اوپر بینائی کے مین اور وہ شخص کہ تابعداری کرے میری یعنی جس نے کہ ایمان کی تصدیق کی اور شرک سے پرہیز کیا۔ پھر حق تعالے نے اتباع رسول مقبول اور اتباع گروہ ماذون موصوف کو نام لیکر فرمایا کہ یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین یعنی اے نبیؐ کافی ہے تجھ کو اللہ اور جس شخص نے کہ پیروی کی تیری ایمان والون مین سے۔ پھر بیان کیا خدا ے تعالے نے اتباع کرنے والون مومنین کا حال جو کہ مشرف بمعیت پیغمبر صلعم تھے پس فرمایا محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تریٰھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل یعنی محمد صلعم اللہ کے بھیجے ہوئے ہین اور جو لوگ کہ ہمراہی اُن کے ہین وہ نہایت سخت ہین کافرون پر اور بہت ہی مہربان ہین آپس مین دیکھتے ہو تم اُن کو رکوع اور سجدہ کرنے والے اور ڈھونڈتے ہین فضل کو خدا سے اور طلب کرتے ہین رضامندی کو اُس سے علامتین اُن کی اُنکے چہرون پر سجدے کرنے سے ظاہر ہین یہ جو کچھ کہ مذکور ہوا یہ صفتین اُن کی توریت مین بھی لکھین ہین اور یہی تعریفین اُن کی انجیل مین درج ہین۔ اور پھر فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے یوم لا یخزی اللہ النبی والذین معہٗ نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علیٰ کل شیئ قدیر یعنی فرمایا اللہ جل شانہٗ نے اپنے نبی صلعم اور آپ کے ساتھیون کی شان مین کہ۔ قیامت کے دن شرمندہ نہین کریگا اللہ تعالے اپنے نبی صلعم کو اور نہین رسوا کریگا اپنے نبی صلعم کے ساتھیون کو (یعنی اصحابؓ رسالت مآبؐ کو) اس وجہ سے کہ وہ رسولؐ مقبول پر ایمان لائے نور اُن کے چمکتے ہونگے آگے اُن کے اور داہین اُن کے اور بایٔن اُن کے کہتے ہین (وہی مومن) کہ اے رب ہمارے تمام کر تو واسطے ہمارے نور ہمارا اور بخش تو ہمارے گناہون کو

تحقیق تو او پر ہر چیز کے قدرت رکھتا ہے اور پھر فرمایا اللہ تبارک و تعالےٰ نے قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون والذینھم عن اللغو معرضون الیٰ قولہ تعالےٰ اولئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون ○ یعنی فرمایا اللہ تعالےٰ نے اس گروہ کے اوصاف مین کہ بالتحقیق فلاح پائی ایمان والون نے پھر تعریف کی ان کی تاکہ توقع ان کے ساتھ الحاق پکڑے مگروہ شخص جو اُن کی سی صفت رکھتا ہو کہ اپنی نماز مین ڈرنے والے ہین اور بیہودہ باتون سے اعراض کرنے والے ہین یہان تک کہ احکم الحاکمین اُن کی نسبت ارشاد فرماتا ہے کہ یہ مومنون کا گروہ وارث ہین اُن لوگون کے جو کہ اپنی میراث مین فردوس رکھتے ہین اور یہ لوگ ہمیشہ اُسی مین رہین گے پھر صفت کی اسی گروہ مومنون کی کہ الذین لایدعون مع اللہ الٰھا اٰخر یعنی یہ لوگ نہین پکارتے ہین سواے خدا کے کسی دوسرے معبود کو پھر خبر دی حق تعالےٰ نے اسی گروہ کے تصدیق بالقلب و اقرار باللسان کی نسبت ان اللہ اشترےٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعداً علیہ حقاً فی التوراۃ والانجیل والقراٰن یعنی بالتحقیق خرید لیا اللہ جل شانہ نے گروہ مومنین سے اُن کی جانون اور اُن کے مالون کو بعوض جنت کے مقاتلہ (یعنی جہاد) کرتے ہین خدا کی راہ مین پس قتل بھی کرتے ہین اور مقتول بھی ہوتے ہین وعدہ ہو چکا ہے اُس کے ذمہ توریت اور انجیل اور قرآن مین - پھر فرمایا حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ومن اوفیٰ بعھدہٖ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذالک ھو الفوز العظیم ○ یعنی کون ہے زیادہ تر پورا کرنے والا اپنے اقرار کا اللہ سے (یعنی کوئی نہین) پس شادان و فرحان ہو تم کہ مول لے لیا تم نے جنت کو اور بیچ ڈالا تم نے اپنے آپ کو متابعت شریعت رسول مقبول صلعم مین اور یہ بیع تمہارے حق مین بہت بڑی نعمت ہے - جسوقت کہ آیہ کریمہ ان اللہ اشتریٰ الآیۃ

نازل ہوئی تو اُٹھ کھڑا ہوا ایک شخص اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ جو شخص کہ تلوار ہاتھ مین لے اور میدان مین جاتے ہی قتل ہو جاوے آیا وہ شہید ہوگا یا نہین۔ پس حق تعالے نے اس آیت بشارت درایت کو نازل فرمایا التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ وبشر المؤمنین یعنی لائق شہادت کے اور قابل جنت کے وہ لوگ ہین جو کہ گناہون سے توبہ کرنے والے ہین عبادت خدا کی کرنے والے ہین تنگی اور فراخی مین شکر کرتے والے ہین دنیا سے بے تعلق رہنے والے ہین رکوع کرنیوالے ہین سجدہ کرنے والے ہین نیک کامون کا حکم کرنے والے ہین بُری باتون سے باز رکھنے والے ہین اللہ پاک کی حدون کی محافظت کرنے والے ہین ایسے ایمان والے لوگ بلاشک بشر بشہادت اور مستحق جنت کے ہین۔ پھر فرمایا خدائے عزوجل نے کہ حکم نہین دیا گیا ہے واسطے قتال کے مگر خاص اُن لوگون کو جن مین یہ شرطین پائی جاتی ہین پس فرمایا اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ یعنی حکم دیا گیا اُن لوگون کو جن سے کہ لوگ لڑتے ہین اسواسطے کہ اُن پر ظلم ہوا ہے اور اللہ اُن کی مدد کرنے پر البتہ قدرت رکھتا ہے یہ وہ لوگ ہین کہ نکالے گئے ہین اپنے گھرون سے ان کا کوئی قصور نہین ہے مگر یہ خاص اللہ ہی کو اپنا رب کہتے ہین کس واسطے کہ جو کچھ کہ درمیان آسمان اور زمین کے ہے وہ سب واسطے خدا اور رسولؐ اور مومنین کے ہے پس مشرکین اور کافرین اور ظالمین اور فاجرین کہ صاحب ریاست و مالک مملکت ہین ظلم کیا ہے اُنہون نے اوپر اُنہین مومنین کے اور جو کچھ اُن کے پاس ہے وہ سب حق اُنہین مومنین کا ہے جو کہ مصداق آیہ کریمہ اذن للذین الآیہ کے ہین باقی رہا یہ امر کہ فقط اُنہین مومنین نے پروانگی جہاد رشادکی پائی ہے کہ جو موصوف و معروف بشرائط مذکورہ بالا ہین وجہ اس کی یہ ہے کہ پروانگی جہاد

کی نہین ہوسکتی ہے مگر خاص اُس شخص کو کہ مظلوم ہو اور مظلوم نہین ہوسکتا مگر مومن اور
مومن نہین ہوگا مگر وہ شخص کہ قائم ہو شرائط ایمان پر وہ شرطین کہ جو اللہ تعالے نے
قرار دی ہین خاص واسطے مجاہدین کے بعد پائے جانے ان شرائط کے مومن مظلوم جہاد
کے واسطے اذن دیا گیا ہے ورنہ ظالم ہے جبکہ آیہ کریمہ اذن للذین الآیہ بیچ حق مہاجرینؓ
کے اُتری حلال ہوا اُن کے واسطے کافرون پر جہاد کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر پوچھا مین نے
امام صاحب سے کہ مہاجرین نے صرف پروانگی قتال کی بہ نسبت اہل مکہ کے پائی تھی پس
ان لوگون نے جہاد کسریٰ اور قیصر اور دوسرے مشرکین پر کس واسطے کیا۔ امام صاحب
نے فرمایا کہ اگر فقط اہل مکہ کی نسبت ہی حکم ہوتا تو ہرگز کسریٰ اور قیصر اور دوسرے مشرکین
پر جہاد نہ کیا جاتا کیونکہ یہ لوگ مہاجرینؓ پر ظالم نہ تھے بلکہ ظالمین اہل مکہ تھے اور اگر فقط مراد
مہاجرینؓ سے ہی ہوتی تو حکم اس آیت کا متاخرین سے مطلق اُٹھ جاتا کس واسطے کہ
اب نہ ظالم رہا اور نہ مظلوم۔ ایسا نہین ہے جیسا کہ تو نے گمان کیا کیونکہ مہاجرینؓ مظلوم
ہین دو طرف سے ایک اہل مکہ سے دوسرے کسرے اور قیصر سے اسواسطے کہ سلطنت
اُن کی حق مہاجرینؓ کا تھا پس قتل کرنا مہاجرینؓ کا کسریٰ اور قیصر کو بموجب حکم خدا کے
تھا اور اسی دلیل سے ہر وقت کے مسلمان جہاد کرسکتے ہین لیکن اذن جہاد کا اُنہین لوگون
کو ہے کہ مستجمع اُنہین جملہ شرائط کے ہین تا کہ اُن کو رتبہ ایمان اور مظلومی اور ماذونی کا
حاصل ہو جاوے اور جو شخص کہ یہ صفت نہین رکھتا ہے ظالم ہے نہ مظلوم مدعی ہے
نہ مجاہد بلکہ مومنین مامور کئے گئے اور حکم دئے گئے ہین کہ اُس ظالم کے ساتھ بھی جدال و
قتال کرین۔ اور امر بالمعروف نہین ہوسکتا ہے تا وقتیکہ لوگون سے یہ نہ کہین کہ اچھے کام کرو
اور نہی عن المنکر نہین ہوسکتی ہے جب تک کہ لوگون کو گناہون سے باز نہ رکھین۔ پس
جو شخص کہ مستجمع ایسے شرائط کا ہو جیسا کہ حق تعالے نے اُن لوگون کو کہ جن مین یہ شرائط
پائی جاتی ہین بیان فرمایا ہے کہ وہ لوگ اصحابؓ محمد صلعم کے ہین البتہ یہ شخص مظلوم اور ماذون

فی الجہاد ہے جیسا کہ اذن دئے گئے تھے اللہ پاک کی طرف سے اصحابؓ پیغمبر صلعم کے اس لئے کہ
حکم الٰہی بیچ اولین اور آخرین کے برابر ہے اور فرائض الٰہی ان لوگون مین برابر جاری ہوتے
ہین اور بغیر اجتماع ان شروط کے ہرگز آدمی مامور بجہاد نہین ہوسکتا ہے۔ پس چاہئے آدمی
کو اپنے نفس پر غرہ نکرے اور ان شروط کو ملاحظہ کرے اگر اپنے آپ کو مستجمع شروط کا پاوے
تو جہاد پر اقدام کرے اور جس شخص سے یہ شرطین مفقود ہون یعنی وہ معاصی پر اصرار
کرتا ہے ایسا شخص اگر جہاد پر اقدام کریگا تو پس البتہ مصداق اُس خبر و اثر کا ہوگا کہ
بالیقین اللہ تعالےٰ تائید کریگا اس دین کی ساتھ اُن قومون کے کہ بہرہ نہ رکھتی ہون۔
پس چاہئے کہ ڈرے اللہ بزرگ غالب سے جو کہ حکم کیا گیا اور چاہئے کہ ڈرے یہ کہ ہو نہین ہے
پس تحقیق بیان کیا واسطے تمہارے اور نہین عذر کیا واسطے تمہارے بعد بیان کے
بیچ جہالت کے اور نہین قوت مگر ساتھ اللہ کے کافی ہے ہم کو اللہ اُسپر بھروسہ کیا ہم نے اور
اُسی کی طرف بازگشت ہے انتہیٰ الحق یہ حدیث کافی کلینی کی مذہب شیعہ کو ہباءً منثوراً
بناتی ہے اور یہ نص صادق جعفری ملت امامیہ کو نسیاً منسیاً کرتی ہے۔ اس کتاب کی
صحت کی نسبت مجتہد العصر لکھنوی نے آئینہ حق نما مین بعد نقل کرنے حدیث
فضیلت علم و علما کے تحریر فرمایا ہے کہ کتاب کلینی کہ در مذہب امامیہ بہتر و معتمد تر از ان
کتابے نیست اگر مذہب اثنا عشری حق ست آن کتاب حق ست چنانچہ از جناب
صادق علیہ السلام منقول ست انتہیٰ۔ فی الجملہ یہ وہ حدیث ہے جو دہان صدق بیان
امام ہمامؑ سے ارشاد ہوئی۔ یہ وہ حدیث ہے کہ جس سے جزو کل ملت سبائیہ ہوائیہ
برباد ہوئی۔ یہ وہ حدیث ہے کہ ہر لفظ اس کا مسلک شیعہ کو کالعدم کرتا ہے۔ یہ وہ
حدیث ہے کہ ہر حرف اسکا منزل امامیہ کو منہدم کرتا ہے۔ یہ وہ حدیث ہے کہ اس کا
ہر جملہ فروع و اصول مذہب مذبذب جعفریہ کو بیخ و بن سے اُکھاڑتا ہے۔ یہ وہ حدیث
ہے کہ ہر فقرہ اس کا کشت زار معقول و منقول ملت غیر مہذب باقریہ کا برگ و بار اُجاڑتا ہے

یہ وہ حدیث ہے کہ جسکے مضمون حقیقت مشحون سے خلفاؓ راشدین کی نسبت حقیت استحقاق خلافت ہوتا ہے۔ یہ وہ حدیث ہے کہ جس کے معنون درمعنون سے مومنین اصحابؓ صغار وکبار ونیز مجاہدین قیصر وکسریٰ و دیگر کفار اشرار کا قطعی جنتی ہونا قاطبتہً ثابت ہوتا ہے۔ بہرحال اگر اس حدیث کافی اور نص جعفری کے تمام وکمال اوصاف بیان کئے جاوین تو دفتر طول طویل ہو اور اصل مطلب فوت ہو اس لئے صرف ترجمہ حدیث موصوفہ پر اکتفا کی گئی۔ جس کو اصل حدیث دیکھنی ہو وہ **ازالۃ الغین** کی جلد دوم مین مشاہدہ کرکے ہماری مظلومیت کی ازراہ عدالت کے داد دے۔ حسب حسب نص امام جعفر صادقؑ کے اصحابؓ رسالت مآبؐ کا ایسا علو مرتبہ ہے کہ ماذون من اللہ بھی ہین اور مومنین کاملین اور آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر بھی ہین۔

سوائے اس کے ملا فتح اللہ کاشانی نے اپنی **شرح نہج البلاغت** مین دربارۂ خلافت بلافصل حضرت ابوبکرؓ صدیق اکبر **خطبہ** جناب امیرؑ کی باین عنوان شرح فرمائی ہے **ومن کلام لہ علیہ السلام** واین کلام از جملہ کلام آنحضرت ست کہ فرمودہ کہ لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم درحینیکہ قبض کردہ شدہ روح رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آوردہ اند کہ چون بعد از وفات حضرت سید کائنات علیہ افضل الصلوٰت مردم بیعت نمودند باؐبی بکر در سقیفہ بنی ساعدہ ابوسفیانؓ می خواست کہ فتنہ اندازد درمیان مسلمانان تا بایکدیگر طریقہ مقاتلہ وکارزار پیش گیرند و در دین فتور پدید آرند با جماعتے پیش عباسؓ آمد وگفت اے ابوالفضل بسیار تعجب دارم وملول خاطرم از کار خلافت کہ ازمیان بنی ہاشم بیرون میرود واز برائے بنی تیم مقرری شود وفردا ابن قط غلیظ کہ از بنی عدی است یعنی عمرؓ بر ما حکم خواہد کرد وما را محکوم خواہد ساخت۔ برخیز تا بہ پیش علیؓ رویم وباوے بیعت کنیم وتو عم پیغمبری وسخن من درمیان قریش معتبر است پس اگر موافقت ما کنند با مخالفان کارزار کنیم وہمہ را بقتل آریم پس با جمعے اتفاق نمودہ

روئے بجانب آنجناب نہادند وخاطبہ العباس رحمۃ اللہ علیہ وابو سفیان
بن حرب وخطاب نمودند با آنحضرت عباسؓ وابوسفیانؓ بن حرب فی ان یبایعا
لہ بالخلافۃ در آنکہ مبایعت نمایند وبیعت کنند باو بخلافت وجانشینی پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم۔ آنحضرت آغاز این کلام نمود کہ ایھا الناس شقوا امواج الفتن
اے مردمان بشگافید موجہا فتنہا را کہ در تلاطم مانند دریاے زخار خونخوار ست وازین
ورطۂ جان سپار خود را بہ ساحل رسانید بسفن النجاۃ بہ کشتی ہاے رستگاری از فتنہ
کہ آن مصابرت است تا وقت محاربہ در آید وعرجوا ومیل نمائید وانحراف ورزید عن
طریق المنافرۃ از راہ مخالفت بسوے منزل سلامت وضعوا وبنہید از سر
تیجان المفاخرۃ تاجہاے تکبر وسرکشی را ومدارا نمائید بر بنی تمیم وبرایشان بمفاخرت
سلوک ننمائید تا از امواج فتن امین شوید۔ وبعد از نہی از منافرت ومفاخرت اشارت
می نماید بامریکہ لایق حال خلافت است تا برسد بمطلوب یا ناجی شود از فتنہ وآشوب
ومیگوید کہ افلح بفلاح رسید ورستگار شد من نھض ہر کہ برخاست وپرواز نمود
بجناح ببال اعوان وانصار لوا ستسلم یا گردن نہاد وبگوشہ منزوی شد
فاراح پس آن کس راحت یافت در ہر دو حال واز اندیشۂ معاندان ستمگار ومخالفان
تبہ روزگار۔ وچون اعوان وانصار کہ سبب فلاح وظفر اند مفقود اند پس ناچار سپر صبر
بسر باید کشید واز امواج بحار فتن بسفینہ مصابرت خود را بساحل نجات ساحل باید
رسانید بعد ازان از جہت تسکین فتنہ وآشوب اظہار تنفری نماید از مطالب این جہان
وتنفری نماید غیر خود را ازان ومی گوید کہ مطالب دنیویہ کہ ماء اجن مانند آب گندیدہ است
ولقمۃ یغص بھا اکلھا ولقمہ ایست کہ گلوگرفتہ است خورندۂ آن بسبب خوردن آن
یعنی منصب امارت وسلطنت اگرچہ عظیم وجلیل است اما مشوبست بشائبہ محن وبلیات
وملکدر بکدورات عموم اذیات وبعد ازان تشبیہ میکند حال خود را در طلب امر خلافت و

درغیروقت حصول آن باین مثل کہ ومجتنی الثمرۃ وچینندہ میوہ لغیر وقت اینا عہا
درغیروقت رسیدن آن کالزراع لغیر ارضہ مانند کسے ست کہ زراعت کنندہ باشد
درغیرزمین خود تابردارد ازان یعنی ہمچنانکہ مجتنی درغیروقت خود فائدہ اورا حاصل
نمی شود وزراع بزرع درغیرارض خود بجہت منع تصرف ازان منتفع نمی گردد وطلب
امرخلافت درغیرمحل خود وجد وجہد نمودن من درغیروقت آن نیز فائدہ ونتیجہ بظہور نمی آید
بلکہ موجب فتنہ وآشوب وسبب ضروب و حروب میشود فان اقل پس اگر
می گویم کہ رغبت دارم درامرخلافت یقولوا گویند حرص علی الملک حریص است
برامارت وپادشاہی وان اسکت واگرخاموش میشوم درین امریقولوا میگویند
کہ جزع من الموت ترسید ازمرگ وازمقاتلہ ومحاربہ ھیھات ھیھات
چہ دوراست وچہ دورجزع من ازموت بعد اللتیا والتی بعدازتعاقب شدائد
بسیار وملاقات نمودن بہ سختی ہاے بسیار ازکوچک وبزرگ آن۔ این ضرب المثلے ست
دروقت سختیہا ومصیبت ہاے عظیم می گویند ومنشاء آن این بود کہ مردے بہ نکاح
درآورد زن کوچک کوتاہ بالا را وازوسختی ہا والمہا کشیدہ بعدازان اورا طلاق دادہ
ونکاح کرد زن بزرگ بلند بالا را وازو نیز غمہا دید اورا نیز طلاق دادہ وزبان بمقال
کشودہ کہ بعد اللتیا والتی لا اتزوج ابدا یعنی بعدازین دوزن ہرگز متزوج
نمی شوم آنحضرت براے مصائب عظیمہ وشدائد متعاقبہ این مثل زدہ بعدازان فرمودند
کہ واللہ بخدا سوگند لابن ابی طالب ہرآئینہ پسرابی طالب انس بالموت
انس گیرندہ تراست بمرگ من الطفل ازانس طفل شیرخوارہ بثدی امہ
بہ پستان مادرخود۔ انس طفل بہ پستان ازمیل شہوت است کہ درمعرض زوال است
وانس موت موجب خلاصی ازسراے انتقال ورسیدن بجوار رحمت حضرت بے زوال
پس انس موت ازانس طفل بہ پستان بیشتراست۔ وچون حال برین منوال است

پس تاخر من از امر خلافت و تعلل از امارت نه از جہت خوف مقاتلہ و ملاقات نمودن بوت است بل اندمجت بلکہ سبب توقف من درین امر آنست کہ منطوی و پیچیدہ شدہ ام علی مکنون علمہ بر علم مخزون خود و پوشانیدہ ام از شما آن علم را کہ در گنجینہ سینہ من است و اظہار آن نمی نمایم لو لجت بہ کہ اگر ظاہر سازم بعضے آنرا لاضطربتم ہر آئینہ مضطرب شوید و بلرزید اضطراب الارشیۃ مانند لرزیدن ریسمان فی الطویل بعید ۃ درچاہ دور و دراز و این اخبار نبوی بودہ کہ آنحضرت را گفتہ کہ زود باشد کہ کار خلافت بہ بنی امیہ رسد و بسا افعال شنیعہ و اعمال قبیحہ ازان ناقابلان جاہل و ستکبران سنگین دل بظہور انجامد و بواسطہ آن اکثر مسلمانان در فتنہ و آشوب مبتلا شوند تو در آن تحمل نمائی و از صبر و شکیبا انحراف منما تا وقتیکہ منقضی شود دولت ایشان۔ و بعضے گفتہ اند کہ مراد حضرت بعلمے کہ منطوی ست برو علم آخرت است وانچہ بعد از موت از شداید و اہوال ومعنی این ست کہ اگر کشف نمایم امور آخرت را واہوال مخاویف آنرا ہر آئینہ مضطرب شوید چون اضطراب ریسمان درچاہ عمیق از ترس عقاب و مخاویف و بواسطہ آن امر خلافت و طلب امارت و سلطنت از دل شما زائل شود

ماحصل کلام صداقت نظام امام ہمام کا یہ کہ جب کہ حضرت رسول خدا حبیب کبریا نے دنیا سے رحلت فرمائی اُس وقت صحابہؓ کو از حد تشویش ہوئی ناگزیر جملہ مہاجرینؓ و انصارؓ سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوئے اور باتفاق بنا بر مصلحت حضرت صدیق اکبرؓ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ابو سفیانؓ نے جب یہ کیفیت دیکھی چاہا کہ کوئی ایسی تدبیر نکالون جس سے مسلمانون مین فتنہ و فساد و کینہ و عناد برپا ہو جاوے آخرکار ایک جماعت پیادہ و سوار کی ہمراہ لیکر حضرت عباسؓ عم رسولؐ کائنات کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے ابو الفضل مجھ کو بہت بڑا صدمہ اس امر کا ہوا ہے کہ خلافت خاندان بنی ہاشم سے جاتی رہی اور ایک بنی تمیم پر مقرر ہوئی اب ایک سخت مزاج

بنی عدی کا ہمپر حکومت کریگا اور یہ امر مکروہ ہم کو گوارا نہ ہوگا کیونکہ ہم اُن کے محکوم ہو جائینگے جلد اُٹھئے اور حضرت علیؓ کے پاس چلئے تاکہ ہم سب اُن کی بیعت کرلین اور اس بارہ مین تمام قریش مجھ کو با اعتبار جانتے ہین اور وہ سب باتفاق جنگ و جدال و حرب و قتال کے لئے آمادہ ہین ہم اپنے مخالفون کو قتل کرڈالینگے اور امن چین سے خلافت و امارت کرینگے۔ جب حضرت عباسؓ نے یہ بات سنی ایک جماعت قریش کی ہمراہ لیکر ابوسفیان کے ساتھ ہولئے جب حضرت اسد اللہ الغالب مظہر العجائب و الغرائب کے حضور پرنور مین پہنچے۔ ہر دو صاحب نے عرض کیا کہ ہم اس ارادہ سے خدمت شریف مین حاضر ہوئے ہین کہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کرین اور آپ کو پیغمبر صلعم کا خلیفہ و جانشین بنائین۔ جون ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عباسؓ و ابوسفیان سے یہ بات سُنی بنظر انصاف صاف طور پر فرمایا کہ اے آدمیو تم مسلمانون مین جھگڑے بکھیڑے ڈالنا چاہتے ہو۔ نہین جانتے کہ اس وقت کی خلافت مانند دریاے زخار کے ہے جس کے امواج متلاطم و خونخوار سے جان بری دشوار ہے مناسب ہے کہ باسانی اپنے کو ساحل نجات پر پہنچاؤ اور یہان تک صبر کرو کہ جدال و قتال کا وقت آجاوے یعنی جب ہمارے لئے فی وقت من الاوقات خلافت مقرر ہو گی اُسوقت کو آجانے دو گھبراتے کیون ہو جب ہی حرب و ضرب کرلینا اس وقت ابوبکرؓ کی ہی خلافت مصلحت پر مبنی ہے کیونکہ تمہارے جان و مال کی خیر بھی اسی مین ہے تم اس کار خیر سے مخالفت و نفرت نہ کرو رشک و تکبر کے تاج اپنے سرون سے اُتار ڈالو اور بنی تیم کے ساتھ سرکشی و تکبر سے پیش نہ آؤ بلکہ اُن کے ساتھ سلوک و مدارا فرماؤ تاکہ تم امواج فتنہ سے مامون ہو۔ فلاح پائی اُس شخص نے کہ جس نے پرواز کیا اپنے معاونون کی قوت بازو سے یا گردن جھکا کر اپنے گھر مین گوشہ نشین ہو بیٹھا پس اُس نے آرام پایا۔ ان دونون صورتون مین کہ دشمنون سے بھی بچیگا اور مخالفون زمانہ سے بھی علیحدہ رہیگا پس ہر صبر

سر پر رکھنا چاہئے اور امواج فتنہ سے آپ کو بچانا چاہئے۔ پھر حضرت نے تسکین کے لئے
تشبیہاً فرمایا کہ تعلقات امور دنیا مانند آب مکدر و لقمہ ناگوار کے ہے کہ نوشندہ و خورندہ
کو تکلیف دیتا ہے اسی طرح پر منصب امارت و سلطنت کو کہ اگرچہ مراتب عظیم و جلیل رکھتا
ہے قیاس کرنا چاہئے کیونکہ اس وقت کی خلافت نہایت ہی دشوار و پرآشوب ہے
اس مین ہردم خطرے رنجون اور بلاؤن اور غمون اور ایذاؤن کے لگے ہوئے ہین۔
اِس کے بعد حضرت نے اپنے طلب خلافت کی نسبت یہ بیمثال تشبیہ دی کہ غیر وقت
امر خلافت کی خواہش کرنا ایسا ہے جیسے کہ بے موسم میوہ طلب کرنا اسکی مثال بھی
ایسی ہے جیسے کہ کسان نے زمین بنجر مین تخم ریزی کی اور امید خرمن کی رکھی پس اُس سے
کچھ نفع نہ حاصل کیا بلکہ کف افسوس ملتا رہگیا۔ حال ہمارا یہ ہے کہ اگر رغبت کرتا ہون
تو لوگ ہم کو حریص و طماع کہتے ہین اور اگر سکوت کرتا ہون تو وہی لوگ یون کہتے ہین
کہ موت کے خوف سے ڈر گئے حاشا و کلاّ ہم ہرگز موت سے نہین ڈرتے۔ ہماری حالت
اُس شخص کی سی ہے جس نے کہ ایک بونے قد کی عورت سے نکاح کیا اوس کوتاہ عقل
نے اس کو رنج دئے اور اطاعت مین کمی کی آخر مرد نے عاجز ہو کر اُس کو چھوڑ دیا۔
پھر اُس نے ایک لمبی تڑنگی عورت سے عقد کر لیا اُس قطامہ نے بھی قصہ کوتاہ بیچارے
کو ایسا غم و الم کے شکنجہ مین کھینچا کہ مجبوراً تنگ ہو کر اُس کو بھی چھوڑنا پڑا پھر تو آزاد ہو کر
گوشۂ عافیت مین بیٹھ رہا اور عہد کر لیا کہ آیندہ ایسی بلا مین مبتلا نہ ہونگا۔ حضرت
نے یہ مثال اس لئے دی کہ سخت مصیبتین اور نہایت تکلیفین اُٹھا چکے تھے بقول شخصے
کہ قدر عافیت آن داند کہ بہ مصیبتے گرفتار آید۔ پھر فرمایا کہ قسم خدا کی ابن ابی طالب
موت سے ہرگز نہین ڈرتے بلکہ موت کی ایسی تمنا کرتے ہین جیسے کہ شیرخوار بچہ پستان
مادر کی خواہش رکھتا ہے لیکن تاہم اس کی آرزو اور ہماری تمنا مین فرق ہے کہ
طفل کی آرزو قریب الزوال ہے اور ہماری تمنا موت کے لئے باعث رحمت ذو الجلال ہے

پس ہماری تمنا اُس کی آرزو سے بدرجہا بہتر ہے۔ جب صحیح کیفیت یہ ہے جو اوپر مع مصلحت کے مذکور ہوئی اور اصل حقیقت یہ ہے جو چند مثالون کے ساتھ مسطور ہوئی پس ان وجوہات حکمت آمیز و مصلحت انگیز سے توقف کرنا ہمارا امر خلافت مین ہے نہ موت کے خوف سے۔ بلکہ اس کا سبب دوسرا ہے وہ وہ علم ہے جس کو ہم اپنے سینۂ علم گنجینہ مین پوشیدہ کئے ہوئے ہین اور اُس کو کسی مصلحت کے سبب سے ظاہر نہین کرسکتے ہین۔ اگر ہم اُس مخفی بات کو تم پر ظاہر کردین تو تم گھبراکر ڈر کے مارے ایسے تھرا جاؤگے جیسے گہرے کنوئین مین رسّی کانپتی اور ہلتی ہے۔ اور وہ خبر وحشت اثر یہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ہم سے فرمایا ہے کہ عنقریب وہ زمانہ آویگا کہ بنی اُمیہ کو امارت حاصل ہوگی اور اُن جاہلون سے بکثرت افعال شنیعہ اور اعمال قبیحہ سرزد ہونگے اور اُن کی شرارت کے سبب سے اکثر مسلمان فتنہ و آشوب مین مبتلا ہونگے تم کو واجب ہے کہ تم خلفاء ثلٰثہ کی خلافت و امارت مین صبر و شکیبا کرنا اور اُن کی حکومت کو غنیمت جاننا اور بخوشی خاطر اُن کی بیعت کرنا یہان تک کہ اُن کی خلافت پوری ہوجائے یعنی بعد اسکے تمہاری خلافت کا استحقاق ہوگا (چنانچہ دوسرے مقام پر حضرتؑ کا ارشاد ارشاد یہ ہے کہ فنظرت فی امری این کلامے است مقطوع از کلام آنحضرت کہ دران ذکر کردہ احوال خودرا بعد از وفات حضرت رسالتؐ پناہ و بیان کردہ رمز پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را باو در عدم نزاع در امر خلافت و وجوب تصدی او بامر خلافت با حصول آن برفق و ملایمت و ماحصل کلام آنست کہ چون مامور بودم در امر خلافت از جانب حضرتؐ پس نظر کردم در کار خویش فاذا طاعتی قد سبقت بیعتی پس ناگاہ فرمان بُردن پیغمبر را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بترک قتال پیشی گرفتہ بود بر بیعت من باین گروہ واذا المیثاق فی عنقی لغیری و ناگاہ پیمان در گردن من بود از براے غیر من یعنی در ذمت من بود پیمان پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم وعہد او بترک کارزار فی شرح نہج البلاغت

اوراسی کے مطابق حدیث سکوت ہے جو احقاق الحق کے مسئلہ خامس مین بسند مستند منقول ہے کانوا فی ھذا السکوت مراعین لما وصی بہ النبی علیاً من الصبر و عدم مجادلۃ الثلٰثۃ ایفاء فی ذلک علی المسلمین مستضعفین و حفظ الدین ترجمہ یعنی تمام بنی ہاشم اس بارے مین رعایت سکوت کی کرتے تھے اس لئے کہ رسول اللہ نے حضرت علیؑ کو وصیت صبر کرنے اور خلفاء ثلٰثہؓ سے نہ لڑنے کی کی تھی محض واسطے وفاداری مسلمانان ضعیف کے حال پر اور حفاظت دین کی غرض سے)۔ اور دوسری صورت شارح کاشانی امیرالمومنینؑ کے بازدعوی کی یہ بیان فرماتے ہین کہ بعض یہ بھی کہتے ہین کہ مُراد علم مخفی سے علم آخرت آنحضرتؐ کا ہے جو کہ مرنے کے بعد ظاہر ہوگا مثل حشر نشر و سوال و جواب قبر وغیرہ وہ یہ ہے کہ اگر ہم بیان کرین امور آخرت وہول و خوف قیامت کو تو اُس کے خوف و ترس سے گھبرا جاؤ تم اور ایسے لرز جاؤ تم جیسے گہرے کنوئین مین رسی تھراتی ہے۔ اُس وقت خیال امر خلافت و طلب امارت تمہارے دلون سے مطلق زائل ہو جائیگا یعنی اے بنی ہاشم تم کو تو حکومت کی فکر ہے اور ہم کو خوف قیامت کی وجہ سے اسکا ہرگز خیال نہین فقط۔ اے حضرات شیعہ ذرا تم انصاف کی نظر سے نہج البلاغت مین جناب امیرؑ کے اس قول فیصل کو ملاحظہ تو کرو اور آنحضرتؐ کی عبارت سراسر بلاغت کو بلا تعصب سمجھو اور اگر نہ سمجھ سکو تو اِس خطبہ کے معنی اور مطلب شروح نہج البلاغت مین دیکھو اور اس مین بھی قاصر ہو (ضرور ہین) تو اپنے مجتہدین معتدل مزاج سے دریافت کرلو کہ درحقیقت جناب امیرالمومنینؑ یعسوب دین نے بنا بر مصلحت وحکمت وعہد و پیمان رسالتؐ پناہ کی وجہ سے ترک خلافت بلافصل کی یا دراصل غصب ہولی۔ ہم جہان تک معتبر کُتب مثل نہج البلاغت حضرات شیعہ کو دیکھتے ہین اُن سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت حضرت رسول خدا صلعم نے اپنے برادر عم زاد

ونیز برگزیدۂ داماد سے دربارہ خلافت خلفاء ثلثہ عہد و پیمان لے لیا تھا اور سید الاولیا وسند الاصفیا نے اُس عہد و پیمان کو بالیقین اپنا دین و ایمان سمجھ لیا تھا بلکہ سمعاً و طاعتاً تہِ دل سے تسلیم کر لیا تھا۔ الحمد للہ اس صورت مین حق ہمارا ہی جانب وار ہے کقولہ تعالےٰ جآء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً یعنی حق کے آنے سے باطل مٹ جاتا ہے الخ۔ پس ایسے ساعیان ذی شان کا احسان و امتنان ہم پر متحقق و متوثق ہے لیکن نہ برابر بلکہ بتفاوت درجات جیسا کہ فرمایا رب الارباب نے لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم فضل اللہ المجاھدین باموالھم و انفسھم علی القاعدین درجۃ ط وکلا وعد اللہ الحسنےٰ یعنی برابر نہین ہین بیٹھنے والے مسلمان جن کو بدن کا نقصان نہین اور لڑنے والے اللہ کی راہ مین اپنے مال سے اور جان سے اللہ نے بڑائی دی لڑنے والون کو اپنے مال اور جان سے اُنپر جو بیٹھتے ہین درجہ مین اور سب کو اللہ نے وعدہ دیا خوبی کا۔ دوسرے مقام پر خدا تعالےٰ یون فرماتا ہے لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنےٰ یعنی برابر نہین ہین تم مین سے جنہون نے خرچ کیا فتح سے پہلے اور لڑا اُن لوگون کا درجہ بڑا ہے جو خرچ کرین اُن سے پیچھے اور لڑین اور سب کو وعدہ دیا ہے اللہ نے خوبی کا چونکہ حضرات شیعہ کو جملہ اخبار و آثار کا اعتقاد و اعتماد نہین ہے صاحب کافی کلینی ڈنکے کی چوٹ اعلان فرما رہے ہین کہ قرآن محض غلط بلط ہے اسی طرح پر صوارم و ذوالفقار و حدیقہ سلطانیہ و تنزیہ الانبیا والائمہ والنوار المدسلے و معیار الہدیٰ وغیرہ کتب معتبرہ حضرات شیعہ مین نقص قرآن مجید وسقم فرقان حمید کا کثیر الوقوع مرقوم ہے پس درصورت اتہام و اوہام نقص وسقم تمام احکام و انتظام اسلام کے درہم برہم

ہوئے دستور العمل خلافت متواترہ کا اظہار درکنار رسالت نبوی و نزول ذلک الکتاب لاریب فیہ کا بھی تو اعتبار نرہا یہ حال ہے تصدیق ایمان حضرات شیعہ کا پھر کس دلائل واضحہ و وسائل لائحہ سے ان حضرات کا مذہب بہتر۔ اور ان حضرات کی تاویلات و تسویلات معتبر سمجھی جاوین۔ حق فرمایا حق تعالےٰ نے منہ آیات محکمات هن ام الکتاب واخر متشابهات فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا یعنی اُس مین بعضی آیتین پکی ہین وہ جڑ ہے کتاب کی اور دوسری کئی طرف ملتی ہین سو جن کے دل پھرے ہوئے ہین وہ ملتے ہین اپنی ڈھب والیون سے تلاش کرتے ہین گمراہی کو اور تلاش کرتے ہین اُن کی کل بٹھانے کو اور اُن کی کل کوئی نہین جانتا سوائے اللہ کے اور جو مضبوط علم والے ہین وہ کہتے ہین ہم اُس پر یقین لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے فی الجملہ بنص قرآنی حضرات شیعہ وصف والراسخون فی العلم مین شامل نہین کیونکہ ان حضرات کو اعتماد و اعتقاد کل من عند ربنا کا بھی حاصل نہین تو فاما الذین فی قلوبهم الخ کے مصداق ٹھیرے کیونکہ وہ اخبار بدیہہ و آثار صحیحہ کے صریح منکر ہین۔ یہ ایسی مثل ہے کہ کوئی دیدہ و دانستہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و بیت المقدس و نیز دیگر مقامات متبرکہ کی نسبت گمان کرے کہ ان کا وجود روئے زمین سے مفقود ہے تو اُس کو بلاشک و شبہ لوگ دروغ گو را حافظہ نباشد یا دیوانہ گفت و ابلہ باور کرد کا مصداق ٹھیرائین گے اور یاوہ گو و ہرزہ درا بنائین گے کیونکہ وہ بداہت و صراحت کا واقعی و قطعی منکر ہے۔ چونکہ قرآن اہل سنت والجماعت کا دین و ایمان ہے لہذا بحفظ خدا تصدیق ایمان بھی اسی فرقہ ناجیہ کی حرز جان ہے بخلاف مذہب حضرات شیعہ کے کہ نہ رسالت کی تصدیق نہ خلافت کی تحقیق۔ اخبار تاتہ بے اعتبار آثار خاصہ سے بیزار طبعزاد تاویلات

پرناز خاطر خواہ تسویلات کے دمساز۔ غرضکہ کسی پہلو سے ان بزرگون کے مذہب کی تحقیق ہی نہین ہوتی اور نہ ان بزرگون کے مفسرین ملت کی تصدیق ہوتی ہے اسلئے کہ یہ حضرات قرآن متواترہ کے بالیقین منکر ہین اور منکر قرآن بالاجماع زمرۂ مومنین مین ہرگز داخل نہین بلکہ دیگر فرقہاے ناریہ مین شامل ہے۔ **روایت** کی کلینی نے ہشام بن سالم سے اُس نے ابی عبداللہؑ سے کہ وہ قرآن جو حضرت جبرئیلؑ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس خدا کی طرف سے لائے تھے اُس مین سترہ ہزار آیتین تھین **روایت** کی کلینی نے محمد بن نصیر سے اُس نے امام جعفر صادقؑ سے کہ کہا امامؑ موصوف نے کہ سورۂ لم یکن مین ستر قریش کے نام تھے مع ولدیت کے **روایت** کی کلینی نے حکم بن عتبہ سے کہ کہا علی بن الحسین نے کہ معنی آیۂ کریمہ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی محدث کے یہ ہین کہ محدث علی ابن ابی طالب تھے۔ **روایت** کی کلینی نے مزید سے اُس نے ابی عبداللہؑ سے کہ رسول اُس کو کہتے ہین کہ اُسپر فرشتہ ظاہر ہو اور اُس سے دوبدو گفتگو کرے اور نبی اُس کو کہتے ہین کہ فرشتہ کو خواب مین دیکھے اور محدث اُس کو کہتے ہین کہ فرشتہ کی صورت تو نہ دیکھے مگر آواز اُس کی سُنے۔ جیسے علیؑ ابن ابی طالب **روایت** کی کلینی نے محمد بن جہیم ہلالی سے اُس نے ابی عبداللہؑ سے کہ امة ھی اربیٰ من امة کلام خدا نہین ہے بلکہ بجاے اس کے آئمة ھی ازکیٰ من ائمتکم تھا۔ اسی طرح پر کلہم اجمعین مجتہدین اصولیہ واخباریہ کا اجماع ہے کہ قرآن مین تحریف وتصحیف واقع ہوئی۔ غرضکہ ایک ثلث کلینی ایسی ہی روایات سے مملو ہے۔ سواے اِس کے انوار الہدیٰ مؤلفہٗ شیخ احمد صاحب دیوبندی ومعیار الہدیٰ مصنفہٗ حکیم افتخار علی صاحب فیروزآبادی مین ہے کہ اصلی قرآن حضرات شیعہ کا امام صاحب الزمان کے پاس ہنوز موجود ہے ان دلائل بینہ سے معلوم ہوا کہ مذہب امامیہ محض ہوائیہ ہے پس ایسے مذہب معلوم کی تفاسیر

کب اعتبار کے قابل ہو سکتی ہین فاعتبروا یآاولی الابصار۔

تالیف کتاب کے سبب کے بیان مین

اصحاب تصدیق ازروئے علم الیقین کے بخوبی واقف ہین کہ بنار مذہب حضرات شیعہ کی محض سب وقذف پر منعقد ہے اور ہر متنفس امامیہ مذہب اسی امر شنیع وفعل وضیع کا کہ شرعاً وعرفاً بھی بحجت درجہ ناروا و ناسزا ہے تہ دل سے معتقد ہے کوئی کتاب اس مذہب کی ایسی نہین ہے جو قذف وسب سے مبرا ہو۔ کوئی مرثیہ ایسا نہین ہے جس مین تبرّانہ ہو چنانچہ اسی قبیل سے بلا دلیل تفسیر تنویر البیان ہے جو بسعی تمام وجہد مالا کلام حضرات شیعہ خلاصۃ المنہج فارسی مطبوعہ طہران سے اردو زبان مین ترجمہ ہوکر نامی گرامی مطبع اعجاز محمدی واقع کوچہ حکیمان آگرہ مین طبع ہوئی ہے چونکہ دوران طبع مین اس اعجوبۂ روزگار کی شہرت سنکر ارباب حمیت اہل سنت والجماعت کو ازحد ناگوار بلکہ ازبس انتشار تھا چنانچہ بعض احباب نے اس امر مکروہ کا ہیچمدان سے تذکرہ کیا اور فرمایا کہ اس کے جواب باصواب مین کوشش کرنا عین ہمدردی اسلام ہے کیونکہ یہ خاص دین کا کام ہے۔ لہذا حسب ایماء احباب مستطاب بعد اشاعت و اذاعت تفسیر مذکور کو بدقت بہم پہنچاکر مطالعہ و معائنہ حرف بحرف کیا جب اس کار خیر سے فراغ کلی وجزوی حاصل ہوا ہیچمدان جواب لاجواب لکھنے کی طرف مائل ہوا۔ اسی خیال مین تھا کہ باہم دل وعقل کے مناظرہ ہونے لگا۔ دل کہتا تھا کہ تمام تفسیر کا جواب ہو عقل کہتی تھی کہ صرف غرائبات مفتریات کا انتخاب ہو بالآخر رائے مصلحت آرائے دستور الاعظم عقل کی غالب آئی حتّٰی کہ پادشاہ دل نے بھی مطابقت و موافقت فرمائی لہذا حسب حکم محکم شاہ ووزیر اعظم ہیچمدان نے تنویر البیان کا انتخاب کیا۔ پھر اس کا حضرات شیعہ ہی کی کتب معتبرہ سے جواب دیا چونکہ اکثر اس منتخبات مین مضامین

عجائب درج ہین لہذا اس کا نام **مظہر الغرائب** رکھا اور اُس کو سات باب پر منقسم کیا
باب اول بیچ بیان فضیلت قرآن پاک **باب دوم** بیچ بیان فضیلت صحابہ کرام
وامت مرحومہ **باب سوم** بیچ بیان خلافت خلفاء الراشدین **باب چہارم**
بیچ بیان ازواج مطہرات **باب پنجم** بیچ بیان عقائد حضرات شیعان پاک
باب ششم بیچ بیان مسائل حضرات شیعان پاک **باب ہفتم** بیچ بیان
تہمت وافترا حضرات شیعان پاک- **مزید بران** اس مین دو مقدمہ بھی ہین-
ایک وہ مقدمہ جو ہفتگانہ شرائط مشروطہ کے ساتھ اہل سنت والجماعت کی طرف
سے مذکور ہوچکا **دوسرا** وہ مقدمہ جو حضرات شیعہ کی جانب سے ذیل مین مسطور
ہوتا ہے- چونکہ اس مقدمہ مین بنا بر دعوی حدیث ثقلین **جناب ملا فتح اللہ
صاحب کاشانی** نے **ٹائٹل** تفسیر **منہج الصادقین** ونیز **خلاصۃ المنہج**
پر اثبات مذہب شیعگی کو حجت پکڑا ہے ولیکن یہ قضیہ محض منعکس ہے واللہ کسی پہلو
سے حضرات شیعہ کی ملت کی تصدیق ہی نہین ہوسکتی ہے- اس لئے ہیچمدان نے
اس اجمال کی تفصیل بفضلہ تعالےٰ وبرکت سید الانبیاؐ دیباچہ مین کردی ہے اب
ہاںیچمدان **ترجمہ** حدیث ثقلین کو **ٹائٹل** تنویر البیان سے ہوبہو نقل کرتا ہی وہو ہذا-

حدیث ثقلین کے بیان مین

حق الیقین یہ امر ہے کہ اگرچہ بظاہر حضرات شیعہ دعوی حدیث ثقلین یعنی تمسک
قرآن مجید وعترت مہدیین کا کرتے ہین لیکن جب آنحضرات کے اصول مذہب کی معتبر
کتب پر نظر کی جاتی ہے تو آنحضرات کی زبان ہرگز دل کی موافقت ومطابقت نہین
کرتی ہے چنانچہ اسی قبیل سے دعوی بے دلیل جناب ملا فتح اللہ صاحب کاشانی نے
اپنی ہردو تفسیر کے ٹائٹل پر کیا ہے مگر معائنہ **منہج الصادقین** ونیز اُسکے خلاصہ

خلاصۃ المنہج سے صاف صاف ظاہر و باہر ہے کہ دعوی تمسک قرآن و عترت جناب ملا صاحب کا محض مبنی بر افترا ہے کیونکہ جناب نے فی نفسہ آیات بینات قرآن پاک مین نازیبا تاویلین و بہ نسبت عترت صاحب لولاکؐ کے ناسزا روائتین کی ہین جس کی باری انشاء اللہ عنقریب آتی ہے بالفعل اصل عبارت ٹائٹل **تنویر البیان** کی لکھی جاتی ہے وہو ہذا **اما مقدمہ** فی خواص القرآن و ثوابہ۔ جس طرح اہل اسلام کو فرقان حمید کے ماننے مین انکار نہین ہوسکتا ہے اسی طرح ہر ایک موافق و مخالف یہ بھی جانتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ جناب سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے حین وصیت زبان گوہر بار سے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ **انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی فان تمسکتم بھما فلن یضلوا بعدی** یعنی مین تمہارے درمیان دو چیزین چھوڑتا ہون ایک تو کتاب اللہ یعنی قرآن مجید دوسری اپنی عترت یعنی اہلبیت علیہ السلام پس اگر ان دونون چیزون کو پکڑے رہوگے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہوگے **حدیث** قدسی مین وارد ہے کہ جو شخص تلاوت قرآن مین اس درجہ مشغول ہو کہ اپنے حوائج و ضروریات کے لئے دعا کرنا بھول جاوے تو مین اُس قرآن خوان کو شاکرون کا اجر عطا کرتا ہون اور اُن کا نام صابرون و حامدون کی فہرست مین درج کرتا ہون اور اُس کی حاجتین بر لاتا ہون۔ عبد اللہ بن مسعود نے رسول اللہ صلعم سے **روایت** نقل کی ہے کہ قرآن خوان پر خدا کا احسان ہے کیونکہ وہ برادران ایمان کو نیک تعلیم کی دعوت کرتا ہے تم سے جہان تک ہوسکے اُس کے خوان نعمت سے بہرہ مند ہو جہان تک ہوسکے اُس کی تعلیم سے فائدہ اُٹھاؤ یہ تعلیم ایسی ریسمان ہے جو اسکو پکڑے رہیگا خدا کی رحمت واسعہ سے محروم نہ رہیگا۔ لیث بن سلیم نے **روایت** کی ہے کہ رسالت مآب صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھرون کو قرآن خوانی سے روشن اور منور کرو اور تلاوت موقوف کرکے

اپنے گھر کو تاریک مت کرو کہ یہود و نصاریٰ اپنی مسجدون مین نماز پڑھتے ہین اور اپنے گھرون کو بیکار رکھتے ہین اور یاد رکھو جو شخص اپنے گھر مین تلاوت قرآن کرتا ہے خیر و برکت اُس گھر مین زیادہ ہوتی ہے کیونکہ قرآن قاریون کو برخوردار و برومند رکھتا ہے اور اُن کی عقل و دماغ کو روشن کرتا ہے جیسے ستارے اہل زمین کو روشن رکھتے ہین۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے **روایت** ہے آپ نے فرمایا مجھ کو تعجب ہے کہ جس گھر مین قرآن کی تلاوت ہووے اور وہان سے خدا شیطان کو خارج نہ کرے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بندہ مومن نہ مرے جب تک قرآن نہ جان لے یا اُس کو جان رہا ہو — علی بن موسی الرضاء سے **منقول** ہے کہ حضرت رسالت مآب صلعم نے فرمایا کہ اپنے گھرون کو قرآن خوانی کی برکت سے محروم مت رکھو کیونکہ جس گھر مین تلاوت کی جاتی ہے گھر والون کے دشوار کام آسان ہو جاتے ہین اور خیر و برکت اُس گھر مین زیادہ ہوتی ہے جس گھر مین تلاوت نہین ہوتی ہے اُس گھر کے رہنے والے تنگ رہتے ہین اور اُس گھر مین خیر و برکت کم ہوتی ہے۔ تفسیر امام حسن عسکری مین **منقول** ہے کہ روز قیامت قرآن خوان کے مان باپ کے سر پر ایک تاج رکھا جاویگا جس کا نور دس ہزار سالہ راہ تک پھیل سکتا ہے اور دو دو حُلّے پہنائے جاوینگے جو انمول ہین اُس کے ایک تار کی قیمت صد ہزار دینار ہے اور بادشاہی خُلد برین کی اُس کے نامۂ اعمال مین لکھکر قاری کو حوالہ کیا جاویگا اور اُس سے کہا جاویگا کہ قرآن خوانی کرتے ہوئے اوپر چلو کیونکہ تمھاری منزل آخر آئت ہوگی جب تم اُس کو ختم کروگے۔ جسوقت قاری کے مان باپ حلّے پہنے ہوئے اپنے تئین دیکھین گے اور سر پر تاج رکھا ہوا نظر کرین گے تو کہین گے اے خدا یہ شرف و بزرگواری ہم کو حاصل نہ تھی ہمارے اعمال اس لائق نہ تھے کہ ہم اس درجہ کو پہنچین کراماً کاتبین جواب دینگے کہ یہ ثواب اس بات کا ہے کہ تم نے اپنے لڑکے کو قرآن سکھایا۔ حضرت رسالت مآب صلعم سے **روایت** ہے کہ

جس وقت معلم شاگرد کو بسم اللہ کی تعلیم دیتا ہے خدا معلم اور شاگرد کے ماں باپ کو بخش دیتا ہے یہان تک کہ ان کا نامۂ اعمال پاک صاف ہو جاتا ہے۔ رسول خدا صلعم سے لوگون نے سوال کیا کہ بندہ مومن کا کونسا عمل اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا الحل والترجال۔ انہون نے کہا یا حضرت حل اور ترجال کیا ہے کہا قرآن ختم کرنا اور پھر از سر نو شروع کرنا۔ ابن عباسؓ سے **روایت** ہے کہ ہر ایک چیز کی ایک اصل ہے جیسے اصل دنیا کی مکہ۔ اصل آسمان کی آسمان ہفتم۔ اصل زمین کی طبقہ ہفتم۔ اصل بہشت کی جنت عدن۔ اصل دوزخ کی درکہ ہفتم۔ اصل مخلوقات کی آدمؑ۔ اصل پیغمبران کی نوحؑ۔ اصل بنی اسرائیل کی یعقوبؑ۔ اصل کتاب کی قرآن۔ اور اصل قرآن کی سورۂ فاتحہ۔ اور اصل فاتحہ کی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رسول خدا سے **روایت** ہے کہ فاتحہ سارے دکھ دردون کی دوا ہے۔ ابو سلیمان **روایت** کرتا ہے کہ مین ایک مرتبہ رسول خدا صلعم کے ساتھ لڑائی پر گیا تھا ہمارے ہمراہیون مین سے ایک شخص کو مرگی آگئی ایک صحابیؓ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس کے کان مین پھونک دی اُس کو آرام ہو گیا پھر یہ قصہ رسول خدا صلعم سے عرض کیا گیا آپ نے فرمایا کہ سورۂ الحمد اصل قرآن ہے اور سارے دکھ دردون کا علاج ہے۔ مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح مین رسول خدا سے یہ **روایت** نقل کی ہے کہ خدا نے فرمایا مین نے سورۂ فاتحہ نصف بندگان مومن کو تقسیم کی ہے اور نصف اپنے لئے رکھی ہے جس وقت کہ بندہ مومن کہتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم تو خدا کہتا ہے کہ میرے بندے نے میرے نام سے ابتدا کی ہے۔ مجھ پر واجب ہے کہ مین بھی اس کی مراد بر لاؤن۔ **جواب الزامی** یہ ہے کہ اکابر و اصاغر حضرات شیعہ کا خاص عقیدہ ہے کہ اصولاً و فروعاً قرآن موجودہ و مروجہ کتاب آسمانی نہین ہے بلکہ کتاب عثمانی ہے اس کو ہر زمانہ مین تغیر و تبدل ہوتا رہا ہے حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ نے اُس کو محض محرف کر دیا ہے اور جو قرآن کہ اصل ہے اُس پر

امام صاحب الزمان حضرات شیعان کا تصرف و دخل ہے۔ جناب امامت مآب کے زمانہ سے لیکر تا ایندم کسی شیعہ صاحب نے خواب وخیال مین بھی نہین دیکھا ہے اور نہ تا خروج امام مظنونہ حضرات شیعہ کو دیکھنے کے لئے نصیب ہو سکتا ہے پس تلاوت معلوم۔ بل سعادت معدوم بوجوہات چند **اوّل** حضرات شیعہ کے نزدیک قرآن پاک کی کچھ بھی عظمت وعزت نہین ہے **مسئلہ** استبصار کے باب الجنب والحائضہ یقرا القرآن مین ہے لاباس ان تتلوا الحائضۃ والجنب القرآن یعنی شیعہ مرد وعورت کو حالت جنب وحیض مین قرآن کی تلاوت جائز ہے **مسئلہ** کتاب مختصر نافع مین ہے کہ حالت غسل مین شیعہ کو قرآن لبتہ کیا ہوا ہاتھون مین لینا صرف مکروہ ہے حالانکہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے لایمسہٗ الّا المطھّرون **مسئلہ** من لایحضر الفقیہ کے باب ارتیاد المکان المحدث مین ہے کہ بقدر آئت الکرسی پائخانہ مین قرآن پڑھنا جائز ہے **مسئلہ** جامع عباسی مین ہے کہ در سجدہ تلاوت درحالت سجدہ پاک بودن از حدث وجنب ورو بقبلہ کردن وستر عورت نمودن لازم نیست **مسئلہ** حضرات شیعہ کے ملت مین قرآن واجب التعظیم کو اہانت سے زمین پر پٹک دینا درست ہے چنانچہ کلینی نے زید بن جہیم ہلالی سے یہ روایت کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے کسی نے آئہ امۃ ھی اربیٰ من امتکم کے معنی دریافت کئے کہا کہ اصل آئہ یہ ہے آئمۃ ھی ازکیٰ من امتکم جب سائل نے کہا کہ قرآن مین تو امۃٍ واربی ہے امام صاحب نے خفا ہوکر قرآن کو زمین پر اہانت کے ساتھ پھینک دیا اعوذ باللہ من ھفواتہم **دوم** ارباب بصیرت واصحاب نیک سیرت علم یقین سے معتقد ہین کہ حق تعالےٰ نے بموجب ھدی للمتقین کے اپنے بندون مومن کے واسطے دو نور پیدا کئے **ایک** نور عقل سلیم دوسرا نور قرآن قدیم۔ پس عقلاً ونقلاً ثابت ہے کہ ہر دو نور رحمت ظہور سے فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کو بہرہ کامل حاصل ہے اس لئے کہ اس ملت حقہ کی عقل

سلیم نے اصلیت وحقیت قرآن عظیم کو ازروے ایمان والیقان کے صدق دل سے
واجب التکریم تسلیم کرلیا ہے شہادت بینہ حسن ارادت فرقہ ناجیہ کی صداقت کافی ووافی
یہ کہ حفاظ قرآن وقاری قرآن وعالم قرآن ومفسر قرآن وذاکر قرآن وشاغل قرآن وعاشق
قرآن ومومن قرآن سواے اس گروہ حق پژوہ کے ہفتاد و دوملت ناریہ مین سے کسی
فرقہ مین دیکھنا درکنار سنا بھی تو نہین جاتا سبب اس کا یہی ہے کہ دیگر ملل نے
تاریکیٔ عقل سے نور قرآن پاک فعل الحکیم لا یخلوعن الحکمۃ کو محض عبث سمجھ لیا
ہے اور آئہ کریمہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کو چیستان بنا لیا ہے۔
الحق اگر خداے تعالےٰ مریدان قرآن شریف صدق ارادت ومعتقدان فرقان لطیف
حسن عقیدت کو خلق نہ فرماتا تو مشرق سے مغرب تک وجنوب سے شمال تک وہی
عالم حیرانی وویرانی مساجد ومعابد مین نظر آتا جیسا کہ مشاہدہ ومعائنہ بربادی وغیرآبادی
مساجد ومعابد لکھنؤ سے ایران تک مطمح نظر اہل عبرت وغیرت ہے جزین نیست کہ نورین
قرۃ العینین قلوب اہل ہوی سے قطعی مسلوب ہے سند کے واسطے شہادت اصول کلینی
کی کافی ہے الزاماً یہی حجت اہل سنت کی بمقابلہ مخالفین قرآن مجید وافی ہے جیسا کہ
مشتے نمونہ خروارے مذکور ہوا۔ **سوم** اگر حضرات شیعہ مین سے کوئی صاحب
کسی قدر عربی فارسی اُردو مین کچھ نہ کچھ مہارت ومزاولت بنا بر تقیہ کسی اہل سنت کی
بدولت حاصل کر بھی لیتے ہین پھر لکھنؤ سے سند کامل پاکر عوام مین مجتہد جید مشہور
بھی ہوجاتے ہین تو قوم معلوم کو توہمات غصب خلافت وفدک محض لاطائل وتخیلات
جنگ جمل وصفین صریح لاحاصل کے مسائل تعلیم فرماتے ہین قرأت قرآن مجید وتلاوت
فرقان حمید کی جانب التفات ہی نہین ہان بنا بر حسن عقیدت قوم معلوم بجاے درس
وتدریس کلام خدا مراثی میان انیس ومیان دبیر ومیان مونس ومیان دلگیر کو جو مبنی
برامانت اہلبیتؑ سید الشہدا ہوا کرتے ہین قابل تعظیم ولایق تکریم جانتے ہین

غرضکہ مجتہد ہو یا عامی کلھم اجمعین کے نزدیک سوائے سورۂ فاتحہ و لیلۃ القدر و اخلاص کے تمام قرآن لیس من القرآن کی مد مین داخل ہے اسی واسطے تلاوت و قرأت حالت نماز و غیر نماز مین کتاب عثمانی کی لاحاصل ہے۔

جواب تحقیقی یہ ہے کہ اگرچہ بظاہر حضرات شیعہ دعوی تمسک قرآن کا فرماتے ہین اور اہل سنت والجماعت کی کتب سے احادیث اخذ کرکے کہتے ہین کہ قیامت کے دن پدران و مادران حضرات شیعہ کے سرون پر جڑاؤ تاج رکھے جاوینگے اور اُن کو انمول حُلّے پہنائے جاوینگے قرآن کی برکت سے خدا کے نزدیک بڑے بڑے مرتبے پائین گے اور بسبب تلاوت کے اُن کے اندھیرے گھرون مین اُجالے ہو جائینگے لیکن ایسے خیال محال سے سوائے اس کے کہ مذاق زبانی حاصل ہو اور کوئی فائدہ واصل ہوتا معلوم نہین ہوتا کیونکہ دعوی بے دلیل اَور چیز ہے اور عمل و تعمیل اور چیز۔ اگرچہ کثیر ہو اور اگرچہ قلیل ہو چونکہ سوائے اہل سنت کے ہفتاد و دو ملت ہر دو اس نعمت کبریٰ و دولت عظمیٰ سے شرعاً و عرفاً محروم ہین پس بموجب آیۂ کریمہ فحبطت اعمالھم جملہ اعمال و افعال اُن کے معدوم ہین کیونکہ زبانی جمع خرچ اُن کا اس آیت سے مطابقت کرتا ہے کقولہ تعالیٰ ویقولون بالسنتھم مالیس فی قلوبھم عقلاً و نقلاً بدیہی بات یہ ہے کہ سوائے فرقہ ناجیہ کے جملہ فرقے ناریہ آیات بینات قرآن مجید و فرقان حمید مین اپنے طبعزاد بے بنیاد معنیٰ و مطلب بناتے ہین چنانچہ ہفتاد و دو ملت مین سے بدترین فرقہ کو کہ ملقب بلقب اثنا عشریہ جعفریہ ہے ترجیح صریح ہے جسکے چند نمونے ہدیہ ناظرین مبصرین ہوتے ہین کیونکہ یہ جملہ ہفوات تحریف و تصحیف و تبدیل معنی و تاویل لایعنی پر شہادت دیتے ہین وہو ہذا۔ **اوّل** اھدنا الصراط المستقیم کے معنیٰ حب علیؑ کے لیتے ہین۔ حالانکہ یہ معنیٰ محض غلط ہین صحیح یہ ہے کہ صراط مستقیم کے بے اصل معنی یعنی حب علیؑ کسی لغت مین مذکور نہین یہ سب سمجھ کا قصور ہے

دوم الذین انعمت علیھم سے مراد حضرت علیؑ اور آنجناب کی اولاد لیتے ہین۔ حالانکہ ربط کلام سے صاف ظاہر ہے کہ یہ مراد محض اوہام ہے کیونکہ اِس آیہ مین منعم حقیقی اپنے نبی صلعم کی امت مرحومہ کو ترغیب دیتا ہے کہ تم مجھ سے اس طرح پر دعا کیا کرو کہ اے رب ہمارے تو ہم پر ایسا اکرام کر جیسا کہ تو نے انبیأ سابقہ کی امتون پر انعام کیا اس صورت مین مرادی مطلب صریح بے معنی ٹھیرا۔ سوم قرآن پاک مین جہان کہین کلمات ربنا۔ ربک۔ رب کے آئے ہین وہان حضرات شیعہ حضرت علیؑ سے مُراد لیتے ہین چنانچہ بنابرین مطلب انھم ملاقوا ربھم وانھم الیہ راجعون سے حضرت علیؑ کو مالک روز جزا کا فرماتے ہین۔ حالانکہ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ سے اللہ الواحد القھار کی عظمت وہیبت ظاہر و باہر ہے چہارم وکان الکافر علیٰ ربہ ظھیراً کا بے معنیٰ یہ مطلب بیان فرماتے ہین کہ خلفاء ثلثہ نے اپنے رب سے زبردستی و دھینگا مشتی سے خلافت جناب امیرؑ کی چھین جھپٹ لی حالانکہ اِس آیہ کریمہ مین مطلب کافر سے مطلق عابد صنم ہے بنص بقیہ آیہ ماسبق۔ ویعبدون من دون اللہ ما لا ینفعھم ولا یضرھم وکان الکافر علیٰ ربہ ظھیراً۔ پنجم فرماتے ہین کہ سلطان کا لفظ جو اِس آیہ کریمہ ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما بایاتنا انتما ومن اتبعکما الغالبون ○ مین واقع ہے وہ خاص صورت جناب امیرؑ کی ہے جب فرعون ارادہ کرتا تھا کہ حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیہما السلام کو ایذا پہونچائے اُس وقت حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام حضرت مظہر العجائب والغرائب اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب کی تصویر جیب تصور سے نکالکر دکھلا دیتے تھے فرعون و آل فرعون دیکھتے ہی تصویر جنابؑ ولایت مآب ع رہانندہ موسیٰ از رود نیل ۔ کے خائف ہو جاتے تھے بلکہ میدان سے فرار ہو جاتے تھے حالانکہ آیہ موصوفہ مین لفظ سلطان

بصیغہ جمع بآیاتنا کے ساتھ وارد ہوا ہے جس کا اقل درجہ دو آیت ہین بالخصوص عصا و ید بیضا کیونکہ خدائے تعالےٰ نے اکثر مقام پر قرآن پاک مین حضرت موسیٰؑ کے قصہ کو ان ہردو نشانیون کے ساتھ ذکر فرمایا ہے چونکہ صورت جناب امیرؑ کی واحد ہے کیونکر تثنیہ یا جمع کے معنٰی دے سکتی ہے قطع نظر یہ امر اور بھی حیرت انگیز تر ہے کہ صورت مجازی جس کو حضرت موسیٰؑ فوٹوگراف خیال محال مین کھینچکر اُس کا عکس فرعون کو دکھلاتے تھے اور فرعون اُس تصویر عکسی خیالی سے سخت خائف و پریشان و خائب وحیران ہوجاتا تھا عجب کل عجب کہ جسم اطہر حقیقی حضرت شیر خداؑ کا دیکھکر غاصبان خلافت یعنی حضرت شیخینؓ نرم دل نہین ہوتے تھے **ششم** کہتے ہین کہ یاآیتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک ۔ سے مراد حضرت علیؑ ہین حالانکہ نص آیہ کریمہ سے ہی بدیہی ظاہر ہے کہ خالق و مخلوق مین زمین و آسمان کا فرق ہے کقولہ تعالےٰ لیس کمثلہ شیٔ **ہفتم** کہتے ہین کہ لا یسئل عن ذنبہ انس و لا جانّ ○ سے مراد شیعان علیؑ ہین یعنی حضرات شیعہ اگرچہ مرتکب کبیرہ وصغیرہ ہی کیون نہ ہون حتی کہ قتل والدین وتحلیل تحریم پر ہی کیون نہ جرأت فرمادین وہ جملہ سیئات بسبب محبت حضرت علیؑ کے حسنات بنجاتے ہین بلکہ مومن کے حق مین عبادات ہوجاتے ہین بنابرین آیہ کریمہ جملہ شیعان پاک بازپرس یوم الحساب سے بیباک ہین چنانچہ آیہ موصوفہ بالا کی تفسیر مین ابن بابویہ وابن طاؤس وغیرہما مفسرین معتبرین حضرات شیعہ نے یہی مطلب نکالا ہے حالانکہ حضرات شیعہ یہ نہین سمجھتے ہین کہ انس و لا جانّ ○ اسم نکرہ ہے جو خاص عام کے معنی پیدا کرتا ہے بخلاف لفظ شیعہ کے جسکی تخصیص اسم علیؑ سے ملکر معرفہ ہوتی ہے پس معرفہ کو نکرہ تصور کرنا صریح غلط فہمی اہل غلو کی ہے قطع نظر اس کے تکذیب آیہ کریمہ یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء کی اس عقیدہ عنیدہ سے ہوتی ہے ۔ **ہشتم** کہتے ہین کہ قرآن پاک مین جہان کہین

آیات بینات دربارہ صبر و سکون انبیاءؑ و اولیاء وارد ہوئی ہین اُن سے مراد صبر و سکون حضرات شیعہ ہے مثل آئہ ولبشر الصابرین - یا ایہا الذین اٰمنوا اصبروا ۔ و انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب علیٰ ہٰذالقیاس - حالانکہ درحالت تقیہ کہ فرض و واجب و سنت آئمہؑ و مجتہدین وکلہم اجمعین مومنین ہے حضرات شیعہ کو کوئی حاجت صبر و سکون کی ہرگز نہین ہے کیونکہ اکثر آئمہؑ و نیز شیعان آئمہ اِس پردہ مین خلفاء و امراء اہل سنت کے نان و قلیہ و پلاؤ و زردہ پر بے تکلف کف جلع پھیرا کئے ہین تاریخ اعثم کوفی و طبری و روضۃ الصفا وغیرہ شاہد ہین نہم کہتے ہین کہ آئہ کریمہ اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا - سے مراد حضرت علیؑ و نیز دیگر آئمہ ہین حالانکہ حضرات شیعہ کو اس قدر بھی خیر و شر کی تمیز نہین ہے کہ ما بقی آئہ کریمہ کے کیا معنی ہونگے اور کس صورت مین اُس کا مطلب درست ہوگا چنانچہ بنابر تعقیب بقیہ آئہ یہ ہے فمنہم ظالم لنفسہٖ ؀ کیونکہ فمنہم ظالم الخ جملہ اورثنا الکتاب الخ کی بالاجماع تعقیب ہے پس بنابر عقیدہ حضرات شیعہ آئمہؑ بھی معاذاللہ فمنہم کی مد مین داخل ہوے چنانچہ مفسر کاشانی نے بھی اسی آئہ کریمہ کے ذیل مین آئمہؑ کو و نیز بعض انبیاءؑ کو ظالم قرار دیا ہے - دہم کہتے ہین واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا سے مراد حضرت علیؑ کی ولایت ہے معتقد ہین کہ اسی پر تمام انبیاءؑ و اولیاء مبعوث ہوئے ہین حالانکہ ناقص العقل اتنا بھی نہین سمجھتے ہین کہ بنص قرآنی نبوت ولایت سے بدرجہا اولیٰ ہے چنانچہ درباب افضلیت انبیاءؑ کے حق تعالےٰ فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضہم علیٰ بعض اور اس عقیدہ پر مومنین کو مامور فرماتا ہے کل اٰمن باللہ وملائکتہٖ وکتبہٖ ورسلہٖ یازدہم کہتے ہین کہ لتسئلن یومئذ عن النعیم ؀ سے مراد حضرت علیؑ کی ولایت ہے یعنی روز قیامت کو ہر ایک آدمی سے جناب امیرؑ کی ولایت کا سوال ہوگا حالانکہ اتنا بھی

علم سے بہرہ نہین رکھتے ہین کہ ایسے عقائد سے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ وغیرہم آیات بینات کی تکذیب ہوگی۔ اگرچہ مثل انکے ہزارون آیتون مین لفظاً ومعناً تحریف وتبدیل وتغیر وتاویل محض خلاف نصوص قرآنی جملہ تفاسیر حضرات شیعہ مین واقع ہین چنانچہ اُس کا کوئی شیعہ صاحب انکار بھی نہین کرسکتے ہین تاہم ہیچمدان اس قسم کے مضامین جو صریح عکس معنی کتاب لاریب فیہ کے ہین حضرات شیعہ کی مستند تفسیر **تنویر البیان** جو **خلاصۃ المنہج** مطبوعہ طہران مصنفہ ملا فتح اللہ صاحب کاشانی معتبر مفسر سے ترجمہ ہوکر نامی گرامی **مطبع اعجاز محمدی** واقع کوچہ حکیمان آگرہ مین باہتمام منشی راحت حسین صاحب شیعہ الہ آبادی طبع ہوئی ہے انتخاب کرکے ہدیہ ناظرین کریگا انشاء اللہ تبارک وتعالے وما توفیقی الا باللہ وما علینا الا البلاغ۔

غرضکہ ملاحظہ کلینی وتنزیۃ الانبیا والآئمہ ونیز جملہ تفاسیر عمدۃ البیان وتنویر البیان و مجمع البیان وخلاصۃ المنہج وغیرہم سے صاف صاف ظاہر ہے کہ حضرات شیعہ ہرگز متمسک قرآن نہین اگر ہوتے توکیون مخالف فرقان مطلب ومعنی طبعزاد ایزاد فرماتے جن کو پڑھکر اطفال دبستان خندان ہوتے ہین یہ حال ہے تمسک قرآنی حضرات شیعہ کا ملخصاً اور یہ نسبت عترت رسول اللہ صلعم کے جس کے لغوی معنی خویشان ونزدیکان یعنی عزیز واقارب جملہ لغات مین ہین بفضلہ تعالے جمیع اہل سنت والجماعت کی حسن عقیدت یہ ہے کہ بعد رسول مقبول صلعم کے کلہم اجمعین عزیز واقارب آنحضرت صلعم کو اپنا مخدوم مکرم وممدوح معظم جانتے ہین اور اُن کو بغیر افراط وتفریط کے اپنا آقا ورہنما مانتے ہین چنانچہ اس بین شہادت مین خطب جمعہ وعیدین وکتب صحاح اہلسنت والجماعت کی کافی ووافی ہین کیونکہ اُن مین دربارہ عترت بکثرت مناقب ومناصب علیٰ قدر مراتب مشرح مرقوم ہین چنانچہ سر جملہ عترت سرور کائنات صلعم مین سے دو صاحب

آنحضرت صلعم کے خسر ہین وہ حضرت صدیق اکبر ابوبکر و حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ عنہما ہین اور دو صاحب خلاصہ موجودات کے داماد ہین وہ حضرت ذی النورین عثمان و حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما ہین زان بعد منقبت و مدحت حضرت امام حسن و حضرت امام حسین و حضرت فاطمہ زہرا و حضرت امیر حمزہ سید الشہدا و حضرت عباس و نیز سائر عترت رسول اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مفصلاً کتب و خطب معتبرہ اہل سنت والجماعت مین مسطور ہین مگر حضرات شیعہ قطعی اکثر عترت کی فضیلت کے منکر ہین چنانچہ خلفاء اربعہ مین سے ثلثہ کو بالزام غصب خلافت و واحد کو باتہام تقیہ یعنی منافقت کے کافر و فاسق و مرتد و منافق جانتے ہین اور حضرت زبیرؓ و حضرت طلحہؓ و حضرت عباسؓ و حضرت عقیلؓ وغیرہم کو خارج القرابت فرماتے ہین و حضرت رقیہؓ و حضرت زینبؓ بنات رسول اللہ صلعم کو بسبب تزویج حضرت عثمانؓ غنی کے اولاد امجاد سے نہین شمار کرتے اور حضرت صدیقہؓ و حضرت حفصہؓ ازواج مطہرات رسولؐ کائنات کی نسبت جن کی شان مین آیۂ تطہیر نازل ہے سبّ و قذف کرتے ہین و قس علیٰ ہذا- اب اس موقع پر اُس عترت کا حال لکھا جاتا ہے جن کی نسبت حضرات شیعہ کو حسن عقیدت کا زبانی دعویٰ ہے نہ دلی اقتضیٰ- **اوّل** جناب علی مرتضےٰ و حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما کے مابین رنج و بغض و کینہ ثابت کرتے ہین کہتے ہین کہ بروز بیعت حضرت صدیق اکبر معاذ اللہ حضرت زہراؓ نے جناب امیرؓ سے کلمات منکر و ابتر فرمائے اور بسبب خطبہ دختر ابوجہل حضرت زہراؓ جناب علیؓ مرتضیٰ سے اس قدر ناخوش ہوئین کہ شکایت حضرت رسولؐ خدا سے کی حتیٰ کہ حضرت رسولؐ خدا جناب علیؓ مرتضےٰ سے نہایت ہی درجہ ناراض ہوئے فرمایا- یا علی ما علمت، فاطمة بضعة منی وانا منها فمن اذاها فقد اذانی یعنی اے علیؓ نہین معلوم تم کو کہ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے پس جس نے اُس کو ایذا دی مجھ کو ایذا دی- اور ایک مرتبہ حضرت

علی مرتضیٰؓ نے ایک کنیز حبشیہ کی طرف التفات فرمایا حضرت فاطمہ زہراؓ از بس ناراض و ناخوش ہوئین۔ اگرچہ اس قسم کے مضامین مملو ہین کتب شیعہ مین کثیر الوقوع ہین مگر یہ چند نمونے حق الیقین و علل الشرائع سے ہدیہ ناظرین ہوئے۔ **دوم** صاحب فصول وغیرہ علماء حضرات شیعہ نے ابی مخنف لوط بن یحییٰ کہ معتمدین مجتہدین حضرات امامیہ سے ہے یہ روایت حضرت امام حسینؓ سے نقل کی ہے کہ فرمایا حضرت امام حسینؓ نے کہ مین بہت برا جانتا ہون اُس کو جو میرے بھائی حسنؓ نے کیا میرے ساتھ صلح کرنے معاویہؓ سے کاش میرا بھائی تلوار سے میری ناک بھی کاٹ لیتا تو مجھ کو اتنا ناگوار نہ گذرتا چنانچہ اِسی روایت کی رو سے حضرات شیعہ حضرت امام حسنؓ سے ظاہرا انحراف باطنی رکھتے ہین **سوم** مجالس المومنین مین ہے کہ محمد بن الحنیفہؒ پسر حضرت امیرؓ نے جو خولہ حنفیہ حضرت صدیق اکبرؓ سے متولد ہوئے تھے اپنی نسبت ذات خاص سے عموماً دعویٰ امامت کا کیا اور قطعاً و عمداً منکر امامت حضرت امام زین العابدینؓ پسر حضرت امام حسینؓ کے ہوئے بلکہ دربارہ امامت مابین ہر دو صاحب کے اس قدر تنازعہ و قضیہ ہوا کہ نوبت محاکمہ کی حجر اسود تک پہونچی اگرچہ حجر اسود نے اثبات امامت حضرت امام زین العابدینؓ پر کافی شہادت دی تاہم محمد بن الحنیفہ تا بہ زیست دعویٰ امامت سے دست بردار نہ ہوئے بلکہ مختار ثقفی کو جس نے ناکردہ گناہ حضرت عبداللہ پسر حضرت علیؓ کو کوفہ مین شہید کیا تھا اور شیعان کوفہ کو مخالفت حضرت امام حسنؓ و حضرت زین العابدینؓ پر آمادہ و مستعد کیا تھا اپنا نائب کیا اِسی سبب سے حضرات شیعہ محمد بن الحنیفہ سے بغض و کینہ ظاہری و باطنی رکھتے ہین **واضح** ہو کہ مختار بدکردار اگرچہ عترت مین داخل نہین ہے چونکہ دشمن عترت ہے لہذا موقع مناسب پر اس کا ذکر کیا گیا باوجود اینہمہ اعمال و افعال ناقصہ اُس کی نسبت حسن عقیدت کی ترغیب مجالس المومنین مین مذکور ہے کہ در حسن عقیدت او شیعہ را سخنے نیست غایت الامر چون بر بعضے از اعمال او اعتراض داشتہ اند و اورا

بذم وشتم تناول نمودہ اند و حضرت امام باقرؑ برین معنی اطلاع یافتہ شیعہ را از تعرض مختار منع نمود کہ او کشتگان ما را کشت و مبلغہا بما فرستاد۔ سبحان اللہ قاتل و ظالم عترت کی نسبت حسن عقیدت رکھنا پھر بھی دعوی تمسک عترت کرنا چہارم مجالس المومنین مین ملا نور اللہ شستری نے ابوبکر حضرمی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ زید شہیدؓ نے بذاتہ دعویٰ امامت کیا اور خروج کیا تلوار لیکر اور کہا کہ ہم اہل بیت مین امام وہی ہے جو خروج کرے آشکارا تلوار لیکر نہ وہ امام ہے کہ پوشیدہ رکھے اپنی امامت کو۔ اور امامت امام محمد باقرؓ سے قطعی انکار کیا اور سلسلہ امامت کا برابر اُن کی اولاد امجاد مین جاری رہا۔ اسی وجہ سے حضرات شیعہ حضرت زید شہید و نیز آنجناب کی اولاد سعید رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ازبس بیزار ہین بلکہ بعض شیعہ صاحب اُن بزرگون متقیون کی نسبت معاذ اللہ تبرا کرنا جائز رکھتے ہین پنجم حضرت امام جعفر صادقؓ کے پانچون صاحبزادون مین جن کے اسامی سامی۔ محمدؓ۔ اسحاقؓ۔ عبد اللہؓ موسیٰؓ۔ اسمٰعیلؓ ہین دربارہ امامت نہایت درجہ نزاع واقع ہوئی چنانچہ عبد اللہؓ افطح نے کہ برادر عینی اسمٰعیلؓ کے ہین اور اسمٰعیلؓ اولاد اکبر امام جعفر صادق کے تھے وہ اپنے والد ماجد کے روبرو ہی انتقال فرما گئے تھے مگر بعد وفات حضرت امام جعفر صادقؓ کے اپنے بھائی اسمٰعیل کی وراثت کا دعویٰ کیا مزید بران مدعی امامت کے بھی ہوئے اور اسی بنا پر تجہیز و تکفین اپنے والد ماجد کی عبد اللہؓ ہی نے کی اور انگشتری بھی امام مغفور کی اُنھون نے ہی لی چونکہ حضرت امام جعفر صادقؓ نے عبد اللہؓ کو وصی کیا تھا اور امانتین اُن کی سپرد کی تھین اس سبب سے محمدؓ نے دعوی امامت کیا کہ حضرت امام محمد باقرؓ نے حضرت امام جعفرؓ سے فرمایا تھا کہ تیرے گھر مین ایک فرزند ہوگا نام اُس کا محمدؓ ہوگا وہ امام ہوگا یہی سند ہے اُن کی امامت کی۔ اسی طرح پر اسماعیلیہ امامت اسمٰعیلؓ کے اور اسحاقیہ امامت اسحاقؓ کے اور موسویہ امامت موسیٰؓ کے قائل ہین

اور بعد حضرت امام علی رضاؑ کے حضرت امام محمد تقی بہت ہی کم عمر تھے اس لئے اکثر حضرات شیعہ نے اُن کی امامت سے انکار کیا بعد امام تقیؑ کے موسیٰ بن محمدؑ نے دعوی امامت کیا اُن کی امامت پر ایک جماعت کا اتفاق ہوا اور حضرت علیؑ نقی کے پسر جعفر بن علی نے دعوی امامت کیا اور اُن لوگون کا لقب جو قائل امامت حضرت حسنؑ عسکری تھے حماریہ ہوا جب امام حسن عسکریؑ نے وفات پائی تب جعفر بن علی کی امامت کو تقویت ہوئی چنانچہ اُنھون نے اپنے دعوی مین بیان کیا کہ حسن بن علی نے کوئی اولاد نہین چھوڑی اور امام کے واسطے اولاد کا ہونا شرط ہے اس وجہ سے قائلین امامت حضرت حسنؑ عسکری نے بھی جعفر بن علی کی امامت پر رجوع کی **از آنجملہ** حسن بن علی بن فضال ہے جو ملت شیعگی مین معتمدین مجتہدین سے شمار کئے جاتے ہین بعد جعفر بن علی کے اُن کے پسر علی بن جعفر اور اُن کی ہمشیرہ بنت جعفر نے شراکت مین دعوی امامت کیا چونکہ یہ بزرگ جن کا تھوڑا سا مذکور ہوا اور یہ جملہ صاحب خاص الخاص عترت ہین مگر حضرات شیعہ اپنے اصول کی رو سے ان سب بزرگون کو بسبب دعوی امامت کے قطعی روسیاہ و دوزخی جانتے ہین چنانچہ ملا یعقوب کلینی نے کافی مین اور ملا فتح اللہ کاشانی نے منہج الصادقین و خلاصۃ المنہج و نیز اُس کے ترجمہ تنویر البیان مطبوعہ مطبع اعجاز محمدی مین یہ **روایت** کی ہے کہ اگر دوازدہ آئمہؑ کے سوائے کوئی شخص دعوی امامت کرے مُنہ اُس کا کالا ہوگا قیامت کے دن اگرچہ اولاد علیؑ و اولاد فاطمیؑ ہی کیون نہو اس حدیث سے حضرات شیعہ تمسک عترت کے معنی سمجھ لین اور جو اہانت کہ عترت کی اُن کی کتب مین مرقوم ہین دیدۂ بصیرت سے اُن پر نظر فرماوین **ششم** حضرات شیعہ حضرت عباسؓ بن عبد المطلب الہاشمی عم رسولؐ مقبول و حضرت عقیلؓ بن ابی طالب برادر عینی حضرت علیؑ مرتضےٰ خلیفہ چارمی رسولؐ سے نہایت ہی سوء عقیدت و سوء ارادت رکھتے ہین چنانچہ مجالس المومنین کی ۳ مجلس مین بہ نسبت حضرت عباسؓ کے یہ عبارت

مرقوم ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اورا گرامی داشتے و تعظیم و تبجیل او نمودے و فرمودے کہ عباسؓ بمنزلہ پدر من ست۔ چونکہ حضرت عباسؓ حضرت عمرؓ فاروق و حضرت ام کلثومؓ کے نکاح مین وکیل تھے اس عناد قلبی کی وجہ سے ملا صاحب شستری نے یہ مضمون آگے جاکر لکھا ہے کہ ازین وکالت فضول حضرت امیرؓ عباسؓ را مانند دیگر یاران فدائی راسخ در محبت و اخلاص نمی دانست۔ اور مجالس المومنین مین ہے کہ وفات عقیلؓ در زمان معاویہؓ در شام اتفاق اُفتاد۔ اور انوار الہدیٰ مطبوعہ سرمہ روزگار آگرہ کے صفحہ ۲۵۲ مین مرقوم ہے کہ حضرت عقیلؓ جناب امیرؓ سے آدھ پاؤ یا تین چھٹانک جو کے قضیہ مین روٹھکر معاویہؓ پاس چلے گئے۔ غرضکہ حضرات شیعہ حضرت عباسؓ عم رسولؐ اللہ و حضرت عقیلؓ برادر مکرم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عترت مین داخل نہین کرتے بلکہ اُن جناب کی نسبت ترک ادب کلمات بکتے ہین یہ عادت عامیون کی ہی نہین بلکہ علماء کا بھی عمل اسی جبلی فطرت پر منحصر ہے چنانچہ علامہ طبرسی جو کہ معتبرین مجتہدین شیعہ سے ہین اپنی کتاب احتجاج مین حضرت علیؓ سے یہ **روایت** نقل فرماتے ہین ذھب من کنت اعتضد بھم علیٰ دین اللہ من اھل بیتی وبقیت بین حضرین قریبۃ العھد بجاھلیۃ عقیل وعباس ترجمہ وہ لوگ میری اہل بیت کے جاتے رہے ہین جن کی قوت کا خدا کے دین مین مجھ کو بھروسہ تھا اب صرف دو خوار و ذلیل قریب زمانہ جاہلیت کے باقی رہے ہین وہ عقیلؓ و عباسؓ ہین **ہفتم** حیات القلوب مین ملا باقر مجلسی معتبر مجتہد حضرات شیعہ نے جناب امیرؓ سے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ ابوجعفر طوسی بسند معتبر **روایت** کردہ از امام جعفر صادقؓ کہ فضیلہ مادر عباسؓ کنیز مادر زبیرؓ بود عبد المطلب با او مقاربت کرد کہ عباسؓ ازان بہم رسید زبیرؓ با عبد المطلب دعویٰ کرد و بہ پرخاش برآمد کہ این کنیز از مادر بما میراث رسیدہ است تو بے رخصت با و مقاربت کردی و این فرزندیکہ ازو بہم رسید (یعنی عباسؓ) بندہ ماست

پس عبد المطلب اکابر قریش را مردے فرستاد تا آنکہ زبیرؓ راضی شد کہ دست از عباسؓ بردارد بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود کہ عباسؓ و فرزندانش در محلیکہ ما و فرزندان ما نشستہ باشند نہ نشینند و در ہیچ امرے با ما شریک نشوند و حصّہ نبرند باین مضمون نامہ نوشتہ شد و اکابر قریش بر و مہر کردند و این نامہ نزد آئمہ علیہم السلام بود۔ پھر اسی کتاب مین بسند مستند مرقوم ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ فرمود کہ در حق عبد اللہ و پدرش (یعنی عباسؓ) این آیہ نازل شد من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی ترجمہ جو اس دنیا مین اندھا ہے وہ آخرت مین اندھا ہے اعوذ باللہ من ھفواتھم۔ حضرات شیعہ کا بھی عجیب و غریب مذہب ہے کہ ان کے لعن وطعن سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ اصحابؓ رسالت مآبؐ کو پہلے ہی سے کافر و مرتد و خاسر و ملحد ٹھیرا چکے تھے صرف عترت باقی رہی تھی سو اُس کو بھی ناری و مسود الوجوہ قیامت کے دن کو قرار دیدیا۔ ہم جہان تک کتب حضرات شیعہ کو تعمق کی نظر سے دیکھتے ہین اُن مین بکثرت اہانت و خیانت بہ نسبت عترت کے ثبت پاتے ہین۔ یہ مشتے نمونہ خروارے حضرات شیعہ کے تمسک عترت ابرار کا۔

تنبیہ یقیناً کتب اُصول حضرات شیعہ سے ثابت ہے کہ ان بزرگون کو قرآن و عترت سے مطلق تمسک نہین اگر کچھ بھی تمسک نصیب اعدا ان کو ہوتا تو ہرگز تحریف و تغیر قرآن شریف و تحقیر و تکفیر عترت لطیفہ کے معتقد نہ ہوتے اور صریح مخالفت و مخاصمت حدیث ثقلین پر ارادتاً و اعتقاداً مستعد نہ ہوتے اگرچہ بظاہر دعوی تمسکین حدیث ثقلین کا کرتے ہین مگر باطن مین بنا بر اپنے اصول کے خارج العمل جانتے ہین۔ کلینی و تاریخ انساب وغیرہ گواہ ہین۔ پس قوم معلوم مصداق آیات بینات کے ٹھیری۔ کقولہ تعالےٰ ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولّٰی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا ○ یعنی جو شخص مومنون کی راہ کے سوا چلا پھیرینگے ہم اُس کو

جس طرف کہ پھرا اور داخل کرینگے ہم اُس کو جہنم مین اور بُری جانے بازگشت ہے۔ یتبعون ماتشابہ منہ ابتغآء الفتنۃ یعنی تابعداری کرتے ہین اُس چیز کی کہ مشابہ ہے اُس سے واسطے ڈھونڈنے فتنہ کے۔ بل نتبع مآ الفینا علیہ اٰبآء نا یعنی کہتے ہین کہ ہم تو تابعداری اُس چیز کی کرتے ہین کہ جسپر ہمنے اپنے باپ دادون کو پایا ہے۔

تمہید سبحان اللہ۔ اوّل ہی مین بسم اللہ غلط **تنویر البیان** کے عنوان پر بسم اللہ ہی ندارد ہے جب بسم اللہ ہی نسیاً منسیاً ہے تو پھر اُس کا ترجمہ و تفسیر صحیح کہان سے لکھا جاتا۔ **امر واقعی** یہ ہے کہ حضرات شیعہ کے مفسرین و مجتہدین مین اتنا مادہ ہی نہین ہے کہ مثل مفسرین کاملین اہل سنت و الجماعت کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر بیان کرسکین حق یہ ہے کہ بسم اللہ الخ تو ایک پوری آیت ہے اسکی تفسیر تو دفترون مین بھی نہین سما سکتی ہے۔ حضرات شیعہ کے معتبر مفسر صرف ایک حرف با کے ہی معنی و مطلب کے بیان کی قابلیت نہین رکھتے ہین لہذا مختصراً و ملخصاً اندکے از بسیار و یکے از ہزار صفت با کی ہدیۂ ناظرین باتمکین ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یعنی شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا۔ یہ بسم اصل مین باسم تھا وصل کے سبب الف ساقط ہوا کبیر مین ہے کہ با حرف ہے اور حرف مین اصل بنا ہے اور بنا مین اصل سکون لیکن اِس با کو حرکت دیا۔ تا ابتدا بسکون لازم نہ آوے **ابو علی** فارسی نے کہا اِس با مین تینون حرکت روا ہین ضمہ اسواسطے کہ سکون کا تعذر ضمہ سے بھی مرتفع ہوتا ہے اور فتحہ اسواسطے کہ مبنیات مین یہی اصل ہے اور کسرہ اسواسطے کہ ساکن کو جب حرکت دیتے ہین تو کسرہ کی حرکت دیتے ہین اور **ابو عمرو** صرفی نے صرف کسرہ کی حرکت کو اختیار کیا دو وجہ سے ایک یہی جو مذکور ہوئی دوسری یہ کہ با داخل ہے اسم پر اور اسم مکسور الہمزہ ہے ساقط ہوا

اُس کا کسرہ بآ کو ملاتا ہمزہ اور بآ کی حرکت ایک جنس سے ہوجاے اور ہمزہ مکسور کے سقوط پر دلالت کرے اور یہی مذہب اختیار کیا ہے علامہ تفتازانی نے کشاف کی شرح مین افادہ فرمایا ہے کہ کاف تشبیہ اور لام ابتدا اور واو عطف اور سائر حروف معانی یک حرفی مین بنا علی الفتح اصل ہے لیکن از آنجملہ لام اضافت اور بار بسم اللہ مبنی علی الکسر ہین اسواسطے کہ اس لام کو اگر اصل پر رکھین لام ابتدا سے ملتبس ہوگا اور بار کو اس واسطے کسرہ دیا کہ اُس کو جرا اور حرفیت لازم ہے جو موافقت کے سبب ہے اور حرفیت اسواسطے کہ اِس بار کا مقتضا عدم حرکت ہے اور کسرہ قلت استعمال کے سبب عدم کو مناسب ہے کیونکہ حروف اور افعال اور اسماے منع صرف مین کسرہ نہین آتا بخلاف واو کہ اگرچہ اُس کو جر لازم نہین پر حرفیت لازم ہے اور بخلاف کاف کہ اگرچہ اُس کو جر لازم ہے پر حرفیت لازم نہین بلکہ گا ہے اسم واقع ہوتا ہے جیسے ع یضحکن عن کالبرد المنہم + جواہر التفسیر مین ہے کہ کلام عرب مین یہ بار بہت معنون پر مستعمل ہے از آنجملہ بمعنی فی و علی و من و عن و مع و عند و حیث و الی و لام و سبب و زائد و مبدلہ و استقامت و تقریر و توکید و تعجب و تبعیض و مصاحبت اکبر ہین ہے کہ یہ سب معنی نص قرآنی مین موجود ہین قال اللہ تعالے لم اخنہ بالغیب - ویثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت - عینا یشرب بہا عباد اللہ - سأل سائل بعذاب واقع - ردّ اللہ الذین کفروا بغیظہم - نجیناہم بسحر - ببکۃ مبارکا - قد احسن بی - ذٰلک بان اللہ مولی الذین اٰمنوا - ذٰلک ان لم یکن ربک مہلک القری بظلم - فلا تحسبنہم بمفازۃ من العذاب - ومن یرد فیہ بالحاد بظلم - فاستمسک بالذی اوحی الیک - الیس اللہ بکاف عبدہ - یقولون بافواہہم - اسمع بہم وابصر - وامسحوا برؤسکم - بلسان

عربی مبین ۔ وعلیٰ ہذا العیاس بمعنی تعویض و قسم و الصاق و استعانت جیسے هذا ابن اللہ یعنی یہ چیز بعوض اُس چیز کے ہے ۔ بابی انت و امی یعنی قسم ہے میرے باپ کی کہ تو اور میری مان ۔ بہ داء یعنی لگا ہے اُس کو مرض ۔ قطعت بالسکین یعنی کاٹا مین نے چھری کی مدد سے اسرار الفاتحہ مین ہے کہ ان جملہ معنیٰ با ر بسم اللہ کی بصریون کے نزدیک الصاق کے لئے ہے جس کا مقتضا استدامت ہے اس لئے متبرکاً باسم اللہ ہوے ۔ اور کوفیون کے نزدیک استعانت کے لئے ہے جس کا مقتضا وساطت ہے اسے مستعیناً باسم اللہ لیکن اس معنی مین ایک نوع کا ترک ادب مفہوم ہوتا ہے کیونکہ آلہ من حیث ہی الآلہ مقصود بالذات نہین ہوتا اور معہذا یہ بات لازم آئیگی کہ قرأت موجودہ بمنزلہ قرأت معدومہ ہے حالانکہ معدوم کا شرع مین اعتبار نہین بخلاف معنیٰ اوّل کے کہ اُس مین اسرار ادب کا لحاظ ہے اور قرأت موجودہ بمنزلہ قرأت معدومہ لازم نہین حالانکہ موحد کے نزدیک اللہ کا اسم اہم اور اقدم الاشیاء ہے ہان اس تقدیر پر یہ بات باقی رہی کہ جب اِس صورت مین معنیٰ متبرکاً باسم اللہ ٹھیرے تو کیونکر صحیح ہووے کہ اللہ جل شانہ خود فرماوے متبرکاً باسم اللہ پس اس کا جواب ارشاد وغیرہ مین یہ ہے کہ یہ اور اُس کا مابعد بندون کی زبان پر منقول ہے تا وہ جانین کہ اللہ کے نام پاک سے یون تبرک لیتے ہین اور اُس کی نعمت کا یون شکر کرتے ہین ۔ معدن الجواہر مین ہے کہ یہ با جارہ کراپنے مابعد کو جر کرتی ہے اور حرف جر کی وضع معنیٰ مفعولیت کے لئے ہے کہ افعال کو اسما سے ملا دیتا ہے اور لازمی کو متعدی ٹھیرا دیتا ہے دیکھو مررت بزید مین مرور فعل لازم ہی با کے واسطے سے متعدی ہو گیا اور معہذا متکلم کے ساتھ قائم ہے اور با کے سبب زید پر واقع ۔ تبصیر الرحمان مین ہے کہ اِس با کا متعلق اعوذ یا الحمد مذکور ہے یا کوئی اور محذوف اکبر مین ہے کہ اِس کے متعلق کو محذوف ماننا اولیٰ ہے

تا عموم اور عدم تخصیص علم معین کا فائدہ حاصل رہے اسواسطے کہ حذف مین یہ تبادر ہوتا ہے کہ جمیع مہمات کا اتمام بسم اللہ کی ابتدا پر ہے تو ہو الدعا و ہرگاہ اولی بتقدیر اکثر با کا متعلق محذوف ہوئے۔ یہان تک صرف حرف با کی صفت بعض تفسیر اہل سنت والجماعت سے معرض تحریر مین آئی اگر جزو کل تفاسیر و کتب صحاح اہل حق سے فقط حرف با کی صفات کے اجتماع کا اہتمام کیا جاوے بلاشک کہ تالیف ہیچمدان کی حجیم و ضخیم ہو جاوے۔ اب تھوڑا سا مذکور مختصراً و منتخباً کتب مستندہ اہل سنت والجماعت سے فضائل بسم اللہ الخ مین ہدیۂ ناظرین مومنین کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یعنی شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے سمجھنا چاہیئے کہ جناب باری تعالےٰ نے بسم اللہ الخ مین تین نام فرمائے تاکہ بندہ ہر کام مین دین کا ہو یا دنیا کا ان نامون سے شروع کرے کیونکہ یہ تین نام ہر کام کی درستی پر دلالت کرتے ہین یعنی لفظ اللہ کا ہر کام کے حصول پر دلالت کرتا ہے اور لفظ رحمٰن کا اُسکے باقی رہنے پر اور لفظ رحیم کا اُس کے فائدہ دینے پر اسواسطے ان تین نامون کے ساتھ تعلیم کیا تاکہ کام بندہ کا برباد نہ ہووے اور اگر کوئی پوچھے کہ کتاب کو بسم اللہ سے کیون شروع کیا کیونکہ لڑکون کو جب مکتب مین بٹھاتے ہین تو اُس کی ابتدا الف سے کرواتے ہین اسکے جواب مین دو وجہ ہین **اوّل** وجہ تو یہ ہے کہ فرمایا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہ تمام علوم حق تعالےٰ کے جو شرائع کے ہین سو وے جملہ چار کتابون مین ہین **ایک** توریت **دوسری** انجیل **تیسری** زبور **چوتھی** فرقان۔ اور قاعدہ ہے کہ کتاب اخیر جامع مضامین کتب ماسبق کی ہوتی ہے پس ثابت ہوا کہ سب مطالب اگلی کتابون کے قرآن شریف مین ہین اور تمام مطلب قرآن کا سورۂ فاتحہ مین ہے اور حاصل مطلب سورۂ فاتحہ کا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مین۔ اور خلاصہ بسم اللہ کا حرف با یعنی بے مین ہے

اسواسطے کہ حرف با کے معنی ہین اتصال اور معیت کے اور غرض تمام علوم سے یہی ہے
کہ بندے کو اللہ تعالےٰ سے عظمت اور شرف اتصال اور معیت کا حاصل ہو جاوے اور
عزت اور کرامت کے ساتھ درجہ قرب کا پاوے پس ثمرہ سب علوم کا حرف با سے
سمجھا گیا اور دوم وجہ یہ ہے کہ الف صورت سرکشی کی رکھتا ہے اور بے صورت
سرافگندگی کی رکھتی ہے اسواسطے حرف بے نے یہ مرتبہ پایا چنانچہ حدیث صحیح مین
آیا ہے کہ من تواضع للہ رفعہ اللہ یعنی جو جھکے واسطے اللہ کے بلند کرتا ہے اللہ
اُس کو۔ اور واسطے آگاہی کے اسپر کہ حق تعالےٰ اُفتادگی کو پسند کرتا ہے اور سرکشی سے
ناراض ہوتا ہے اس لئے حرف بے سے اپنی کتاب مستطاب کو شروع کیا مثلاً
بادشاہون کا معمول ہے کہ جس گھوڑے کو اصطبل مین پسند کرتے ہین تو اُس پر داغ
کر دیتے ہین تاکہ نشان رہے اور ہر ایک شخص معلوم کر لے کہ یہ گھوڑا پسندیدۂ شاہ ہے
اُسپر کوئی سواری نہ کرے اور نگاہ بد نہ ڈالے سو بسم اللہ گویا کہ مہر ہے حق تعالےٰ کے
فضل کی بندے کے کام روائی پر جب کوئی کام بندہ شروع کرے اس مہر رحمت الٰہی
کے نیچے اُس کام کو رکھے تاکہ بندہ کی بندگی مقبول ہو۔ حدیثون سے ثابت ہے کہ حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسی واسطے ہر کام کا شروع بسم اللہ کے ساتھ فرماتے
تھے اور دلیل بسم اللہ کی برکت کی یہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی مین
سوار ہوتے تو غرق کے خوف سے بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا کہکر اُسکو روان
کیا کرتے فی الجملہ اسی نام کی برکت سے کشتی اور اہل کشتی بچ رہے اس آیۂ کریمہ سے
معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے صرف آدھی بسم اللہ کہکر طوفان سے امان
پائی پس جو شخص کہ ساری بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر اپنے کام دینی و دنیوی کو
شروع کیا کرے وہ سعادت دارین سے کیونکر محروم رہ سکتا ہے یقیناً اللہ پاک کا
فضل اُس کے شامل حال رہیگا جو اپنے دنیا و آخرت کے کام کو بسم اللہ الخ سے شروع کرے

نقل ہے کہ ایک بزرگ نے بسم اللہ کو لکھوا کر وصیت کی کہ بعد مرگ میرے کفن مین
اِس کو رکھ دینا لوگون نے اس کی وجہ پوچھی کہا کہ مین نے سنا ہے کہ ایک فقیر کسی امیر
کے بڑے دروازہ پر کھڑا ہوا سوال کرتا تھا مالک مکان تھوڑا سا کچھ اُس کو دینے لگا اُس
فقیر نے کہا کہ یہ تیری تھوڑی بخشش اِس دروازہ بلند کے لائق نہین ہے یا تو تو بخشش
موافق دروازہ کے کر یا دروازہ کو موافق بخشش کے کر سو آئہ بسم اللہ کتاب اللہ کا
دروازہ ہے قیامت کے دن اس دروازہ کو ہاتھ مین لئے ہوئے صاحب اس دروازہ
سے بقدر عظمت اِس دروازہ کے بخشش طلب کرونگا اب ایک نکتہ اور جاننا چاہیے
کہ بسم اللہ الخ کے اُنیس ۱۹ حرف ہین اور موکل عذاب دوزخ کے بھی اُنیس ۱۹ ہین سو جو
بندہ اسکو پڑھتا ہے قیامت کے دن اُنیسون موکل کے عذاب سے پناہ مین رہیگا
اور رات دن کے چوبیس ساعتین ہین سو پانچ ساعتون کے واسطے پانچ نمازین
مقرر ہین باقی رہین اُنیس ۱۹ ساعتین سو اسمین آدمی چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے سوتے
جاگتے کھاتے پیتے کو ذکر بسم اللہ کا مقرر کیا کہ ان وقتون مین جو کام بندے کیا کرین
اُن مین بسم اللہ کہا کرین تاکہ آٹھون پہر یعنی چوبیس ۲۴ ساعتین عبادت مین لکھی جاوین
اور رحمت بسم اللہ مین ایسی ہے کہ سورۂ برات پر نہین ہے اسو جہ سے کہ سورۂ برات
مین مشرکین پر قہر الٰہی کا بیان ہے چونکہ اِس کلام برکت النیام مین رحمت ہی رحمت بھری
ہوئی ہے پس قہر و رحمت دونون ایک جگہ جمع نہین ہو سکتے ہین۔ اور ذبح کے وقت
جو صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہین اور رحمن اور رحیم نہین کہتے ہین اسکی یہی وجہ ہے
کہ یہ دونون نام رحمت کے ہین اور صورت ذبح کی قہر پر دلالت کرتی ہے۔ پس
مسلمانون کو چاہیے کہ بسم اللہ الخ کے کلمات رحمت آیات کو ہر وقت زبان پر جاری رکھین
اور اگر ہر وقت نہ ہو سکے تو ستر بار ہر نماز فرض کے بعد پڑھ لیا کرین حق تعالےٰ کے
غضب سے محفوظ ہو کر بے غایت رحمت الٰہی مین داخل ہونگے۔ اور خاصیت آئہ بسم اللہ

کی یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمان قضاے حاجت کے جانے سے پہلے بسم اللہ کہکر جاوے تو جنات و شیاطین اُس کے ستر عورت کو نہین دیکھ سکتے ہین پس جس کلمہ پاک کی دنیا مین یہ خاصیت ہے وہ بیشک آخرت مین بھی آگ سے محفوظ رکھیگا۔ **فائدہ**۔ جاننا چاہیئے کہ ان تینون اسمون کا بسم اللہ مین اختیار کرنے کا کیا سبب ہے **اسرار فاتحہ** مین ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے وقت تین فرقے تھے **ایک** مشرکین عرب کہ وہ فقط اللہ کا اسم جانتے تھے قال اللہ تعالےٰ ولئن سالتھم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ اور یہ لوگ رحمٰن کا اسم نہین جانتے تھے قال اللہ تعالےٰ واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن **دوسرے** یہود کہ وہ تنہا رحمٰن کا اسم جانتے تھے چنانچہ عبداللہ بن سلام جب مشرف باسلام ہوے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی کتاب مین ہم رحمٰن کا ذکر نہین پاتے اُس پر یہ آیہ وافی ہدایہ نازل ہوئی کہ قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن **تیسرے** نصاریٰ کہ وہ صرف رحیم کا اسم جانتے تھے اِس لئے بسم اللہ مین ان تینون اسمون کے ذکر کی حاجت پڑی اور کبیر مین ہے کہ نفوس انسانی مین وساوس شیطانی کے مداخل تین ہین۔ شہوت اور غضب اور ہوا۔ **شہوت** سے حرص اور بخل پیدا ہوتا ہے اور **غضب** سے کبر اور عجب اور ہوا سے کفر و بدعت۔ چنانچہ ان کے دفعیہ کے لئے یہ تینون اسم ایک مختصر آیہ مین مرحمت ہوے پس جو اللہ کو جانیگا وہ ہوا اور اُس کے نتیجہ کفر اور بدعت سے بچیگا۔ اور جو رحمٰن کو پہچانیگا وہ غضب اور اُس کے نتیجہ کبر اور عجب سے محفوظ رہیگا اور جو رحیم کا شناسا ہوگا وہ شہوت اور اُس کے نتیجہ حرص اور بخل سے رہا ہوگا۔ **فائدہ** بسم اللہ مین ان تینون اسمون کی ترتیب کس واسطے ہے **اسرار فاتحہ** مین ہے کہ اللہ کا اسم ممتنع اللفظ والمعنیٰ ہے اور رحمٰن کا اسم ممتنع اللفظ مطلق المعنیٰ ہے اور رحیم کا اسم

مطلق اللفظ والمعنی ہے پس اس ترتیب مین کہ تخصیص بعد تعمیم ہے کا فائدہ مستفاد
ہوتا ہے اسواسطے کہ اسم اللہ سے یہ مفہوم ہے کہ وہ ہر چیز کا معبود ہے اور اسم رحمٰن
سے یہ معلوم ہے کہ اللہ کی رحمت سائر مخلوقات پر عام ہے اور اسم رحیم سے یہ مجزوم ہے
کہ اللہ کی رحمت مومنون کے حق مین خاص ہے **جواہر التفسیر** مین ہے کہ اسماے
الٰہیہ دو قسم ہین **ذاتی** اور **صفاتی** پھر صفاتی دو قسم ہے **خاص** اور **عام** ہرگاہ کہ ذات
مقدم ہوتی ہے صفات پر اور صفت خاص مقدم ہوتی ہے صفت عام پر اس لئے ترتیب
مین اللہ کو پہلے لائے کہ اسم ذات ہے پھر رحمٰن کو کہ صفت خاص ہے اور علمیت مین
اللہ کے مناسب پھر رحیم کو کہ صفت عام ہے اور اشتقاق مین رحمٰن کے مشابہ۔

فائدہ۔ علماء تحقیق اور فضلاء تصدیق نے بسملہ کے اسم ذاتی وصفاتی سے یون
استفادہ فرمایا ہے **معدن الجواہر** مین ہے کہ عباد کے احوال مترتبہ تین ہین ایک
سابقیت کہ معدوم تھا ہستی کا محتاج ہوا **دوسرے** حالیت کہ ہستی کے بعد بقا کی
حاجت پڑی **تیسرے** خاتمیت کہ فنا کے بعد مغفرت کی احتیاج ہوئی تو اس مین اشارہ
ہے کہ اللہ وہ ہے جو عدم سے وجود مین لایا رحمٰن وہ ہے جس نے معیشت کا اسباب
مہیا کیا رحیم وہ ہے کہ فرداے قیامت ظل حمایت مین لائیگا یا یون کہئے کہ گویا حق جل وعلا
ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم تو تین چیز کا محتاج ہے **ایک** آفرینش کا سو اُس کو
اسم اللہ مین جان لے کقولہ تعالےٰ واللہ خالق کل شیٔ **دوسری** پرورش کا
سو وہ اسم رحمٰن مین پہچان لے کقولہ تعالےٰ وان ربکم الرحمٰن **تیسرے** آمرزش کا
سو وہ اسم رحیم مین مان لے کقولہ تعالےٰ نبئ عبادی انی انا الغفور الرحیم
روح الارواح مین ہے کہ زمانہ مین تین ترتیب ہین۔ سرمد۔ ازل۔ ابد۔ پس اللہ
اشارہ ہے قدرت سرمدی کی طرف اور رحمٰن اشارہ ہے کرامت ازلی کی طرف اور رحیم
اشارہ ہے رحمت ابدی کی طرف۔ بسملہ مین یہ تینون اسم بہ ترتیب جمع ہوئے کہ ہرگاہ

رحمت کا دریا موجزن ہوگا زلات و معاصی کا خاشاک ناپدید ہوگا **بحرالرائق** مین ہے کہ
ہرگاہ اسم اللہ ہیبت اور جلالت پر دلالت کرتا ہے اس کے بعد اگر رحمٰن کہ نعمت پر
دلالت کرتا ہے اور رحیم کہ اُس سے مودت مفہوم ہے مذکور نہ ہوتی تو انبیاؑ و اولیا کے سوا
کسی مخلوق کی ہیاکل باقی و محفوظ نہ رہتی **تیسیر** مین ہے کہ اس دعوی کی دلیل یہ ہے
جو بعض اہل بیت سے مروی ہے کہ جب حق سبحانہ تعالےٰ نے قلم کو پیدا کیا فرمایا کہ اکتب
بسم اللہ - اللہ کا نام سنتے ہی قلم شق ہوا اور دو ٹکڑے ہوکر لوح محفوظ پر گرا اس کے بعد
جب اللہ نے الرحمٰن الرحیم فرمایا قلم کے دونون ٹکڑے مل گئے اس لئے ہیبت کا خاتمہ
رحمت تامہ پر ہوا وہو المطلوب - یہ فضائل بسملہ کے بطریق اجمال ضرورتاً قلم بند ہوئے
جس کی تفصیل کے واسطے دفترون کی حاجت ہے واسے برحال اُن کے جو بہبود عقبیٰ کا
دعویٰ کرین اور آیۂ رحیمہ کو مفقود فرماوین **حدیث** شریف صحیح مین وارد ہے کہ
جو کام بغیر بسملہ کے شروع کیا جاتا ہے وہ ابتر ہوا کرتا ہے - کل امر ذی بال لم یبدء
ببسم اللہ فہو ابتر - پس اس حدیث سے **تنویر البیان** کی ابتری ظاہر و باہر ہے
یا بارالٰہا تو اس مقدمہ ہیچمدان کج مج بیان کو مقدمۃ الجیش دنیا و عقبیٰ کا بنا اور خطا
و نسیان و زلات و عصیان کو ببرکت بسم اللہ جس کا خاتمہ خاتم آیۂ رحمت ہے درگذر فرما
ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ج ربنا ولا تحمل علینا اصراً کما
حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ ج واعف
عنا واغفر لنا قف وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین -
آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ
واصحابہ الذین بذلوا جہدہم فی تحقیق طریقۃ الدین المتین وعلیٰ ازواجہ
الطاہرین وذریاتہ الطیبین وتابعیہم وتبع التابعین صلوٰۃ دائمۃ
الیٰ یوم الدین وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ٥

تمام کلام

خاتمہ

الحمد للہ و المنۃ کہ درین ایام میمنت فرجام حصہ اوّل جلد اوّل **مظہر الغرائب** جو ایک نمونہ ہے دفتر عجائب مذہب مذبذب حضرات شیعہ سے بخیر انجام اتمام کو پہونچا اور بحسن اسلوب مرغوب طبع اہل انصاف ناظرین باتمکین ہوا اس لئے کہ دلائل عقلی و نقلی سے زبدۃ المتکلمین عمدۃ المحققین **محمد جہانگیر خان** صاحب بدر الدجےٰ شکوہ آبادی نے غایت درجہ جہد بلیغہ فرما کے بوجہ احسن کما احسن ثابت کر دیا ہے کہ منزل خیالیہ ملت ابن سبائیہ کی بنا ایسی سُست بنیاد ہے کہ اُس کی عمارت ہوائیہ کسی پہلو سے قائم ہی نہین رہ سکتی جون جون بلند کی جاتی ہے تحت الثریٰ تک پست ہوتی جاتی ہے اس لئے کہ مروجہ قرآن پر قوم معلوم کو فی الجملہ اطمینان نہین۔ پس مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم علیٰ ہذا القیاس **تنویر البیان** ترجمہ خلاصۃ المنہج مطبوعہ طہران کی بنا بھی ایسی ہی ضعیف اساس پر جمائی گئی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ ایک باد نفس مین ہباءً منثوراً بلکہ نسیاً منسیاً ہونے والی ہے **امید قوی** ہے کہ بعد معائنہ و ملاحظہ **مقدمہ** شائقین مباحثۂ غریبہ و ناظرین مناظرۂ عجیبہ حصۂ دوم مظہر الغرائب کی طبع مین بعجلت تمام درخواست فرمائینگے غرضکہ جلد اول کا اتمام قدر دانون ہی کی قدر دانی پر موقوف ہے ہم دعوی سے کہتے ہین کہ آیندہ جو کچھ ہدیۂ مبصرین ہوگا وہ بجمیع صفت موصوف ہے یقین ہے کہ برادران اہل سنت و الجماعت اس رخنہ یعنی چودھوین صدی کے فتنہ سے بچنے کے لئے اور اپنے سچے مذہب کی حفاظت و حمایت کی غرض سے ضرور ہی اس مایۂ ایمان کو طلب فرمائینگے اور نیز دیگر احباب کو بھی بنظر حصول ثواب ترغیب دلائینگے والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

بالخیر

تمت

استفتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ شخصے دعوی مذہب اہل سنت والجماعت می کند لاکن در مطبع خود وباہتمام خویش وبصرف خود برحاشیۂ قرآن مجید تفسیرے بموجب عقائد مذہب شیعہ طبع می کند۔ اندرین تفسیر درمقامات مختلفہ ومتعددہ نسبت خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ودربارۂ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا الفاظ شنیع ازہمین قبیل کافر۔ فاسق۔ فاجر۔ غاصب۔ منافق۔ دشمن اہل بیت وغیرہم بکثرت مرقوم اند وآن شخص وقت صحت ومقابلہ کاپی این الفاظ را اززبان خود ادا می کند پس بموجب حدیث شریف ومذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شخصے کہ ازو ہمین فعل بوقوع درآید آیا اہل سنت والجماعت است یانہ ودیگر مسلمانان راباچنین کس رسم وربط داشتن جائز است یانہ فقط بیّنوا وتوجروا من اللہ تعالےٰ۔

الجواب

عمل وفعل آن شخص نہ بروفق قول اوست کہ بظاہر دعوی سنّیت خود می کند ودرترویج مذہب اہل بطلان وخذلان سعی بجامی آرد وکلمات سب صحابہؓ وشیخینؓ مطبوع می کناند ورواج می دہد پس بظاہر دعوایش کہ از اہل سنت وجماعت ہستم صرف ازراہ تقیہ وتغلیط وتلبیس است ورنہ مذہب باطل وکلمات کفر وفسق را برین طور رواج دادن وشائع نمودن ازاہل حق ممکن نبود پس اگر حقیقۃً آن شخص کلمات طعن صحابہؓ ولعن شیخینؓ رامعتقد است وشیوع ورواج آن رامکروہ ومبغوض نمیداند چنانکہ ظاہر حال اوست فاسق است اشد فسق وضال ومبتدع است بلکہ نزد بعض کافر وملحد اعاذ باللہ تعالےٰ منہ (ہمدرین حکم تاجر کتب شیعہ وکاپی نویس ومصلح سنگ وپریسمین وپچکش ومدادسا وجلدبند وغیرہم داخل اند) واگر اعتقاد کلمات مذکورہ نسبت صحابہ ندارد وصرف بغرض حصول دنیا دین برباد میدہد ومذہب اہل باطل را رواج میدہد مستحق تعزیر وقابل مواخذہ است افک حضرت صدیقہ وانکار صحبت حضرت شیخین رضی اللہ عنہما را باتفاق کفر والحاد گفتہ اند واکثر علماء سب شیخین رضی اللہ عنہما ولعن وطعن ایشان رانیز کفر وزندقہ فرمودہ اند بلکہ بعض بسوئے عدم قبول توبہ ساب رفتہ اند صاحب درمختار آوردہ۔ او الکافر بسبب الشیخین او بسب احدھما فی البحر عن الجوھرۃ معزیا للشھید من سب الشیخین او طعن فیھما کفر ولا یقبل توبتہ وبہ اخذ الدبوسی وابو اللیث وھو المختار للفتوی الخ و صاحب ردالمحتار شامی بعد تصنیف قول بالا فرمودہ نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنھا او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوھیۃ فی علی او ان جبریل

غلط فی الوحی او نحو ذلك من الکفر الصریح المخالف للقرآن ولکن لو تاب تقبل توبتہ الخ پس آن شخص را لازم است اگر در دعوی خود صادق است و تقیہ را در معتقدات خود راہ ندادہ کہ از فعل و کردار باطل خود توبہ کند و در پے آزار اہل اسلام بلکہ آزار حق تبارک و تعالیٰ و رسول مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نباشد فی الحدیث القدسی من اللہ تبارك و تعالیٰ من عادی الی ولیاً اذنتہ بالحرب او کما قال قال اللہ تعالیٰ ومن یتولهم منکم فانہ منهم۔ دوستی اہل ضلال بسوے ضلال می کشد و بقعر جحیم می اندازد و موافقت بایشان ہم از ایشان می کند فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین آن شخص بعد استماع نہی شرعی و وعید قرآنی اگر از فعل خود توبہ نکند و از حرکات خویش رجوع ننماید اورا از اہل سنت والجماعت نہ پندارند و با او مخالطت نہ نمایند و ترک سلام و کلام کنند قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان و فی حدیث مسلم ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ الاثم مثل آثام من تبعہ لا ینقص ذلك من آثامهم شیئاً الحدیث وروی البیہقی مرسلاً من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام وعن نافع ان رجلاً الی ابن عمر فقال ان فلاناً یقرء علیك السلام فقال انہ بلغنی انہ قد احدث فان کان قد احدث فلا تقرئہ منی السلام الحدیث فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر عزیز الرحمن الدیوبندی عفی اللہ عنہ۔

الجواب صحیح	اجاب المجیب واجاد المنقبت	اجاد المجیب
محمد منفعت علی عفی عنہ	خلیل احمد عفی عنہ	بندہ محمود علی عفی عنہ
مدرس مدرسۂ اسلامیہ دیوبند	مدرس دوم	مدرس اول

مہر: ۱۳۰۲ محمد منفعت علی

	الجواب صحیح	الجواب صحیح
	حبیب الرحمن عفی عنہ	غلام رسول عفی عنہ
صحیح الجواب	دیوبندی	مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند
محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسۂ دیوبند		

فاعتبروا یا اولی الابصار

استہار حصہ اول جلد اوّل کتاب

مظہر الغرائب

شائقین والا تبار و ناظرین اولی الابصار کو بشارت
تازہ اور مناظرین ادیانِ باطلہ و مباحثین ملل عاطلہ کو مسرت بے اندازہ ہو کہ فی زمانا جس گوہر شاہوار
اور جوہر آبدار کی فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کو نہایت درجہ ضرورت تھی الحمد للہ وہ دُر بے بہا نایاب لولوء شاہوار
شاداب جگر گوشہ معدن اولی العزمی و فکر عالی مخزن علو ہمتی زبدۃ المتکلمین عمدۃ المناظرین **محمد جہانگیر خان**
صاحب بدر الدجی شکوہ آبادی سے جلوہ گر ہو کر چراغ دیدہ مبصرین قدر دانان و شمع نظر چشم ناظرین مشتاقان کو
منور فرمایا۔ یعنی کتاب سعادت انتساب اسم بامسمی **مظہر الغرائب** جو مذہب امامیہ کی غیر منصوص تاویلوں اور بے معنی
مطلب دلیلوں **تنویر البیان** ترجمہ تفسیر خلاصۃ المنہج مطبوعہ طہران کا جواب باصواب ہے اگرچہ بزبان اردو سلیس ہے
مگر دلائل مدلل عام فہم کے ساتھ جلیس **مطبع اکبری آگرہ** مین طبع ہوئی اور انشاء اللہ بشرط درخواست اہل ایقان
اسی خوبی و حسن اسلوبی سے حصہ دوم بھی ہدیۂ شائقین ہو گا لہذا قدر دانانِ عالی قدر و تاجران باشوکت و
فر سے اُمید ہے کہ اس دُرِ غرر کی خریداری اور اس جوہر ثمین کی طلبگاری مین تہ دل سے مصروف الہمت ہون
خود بھی خریدین اور دیگر برادران اسلام کو بنظر ہمدردی مذہبی ترغیب دین تا اشاعت دین متین مین
مقبول بارگاہ رب العالمین ہون کہ حامیان اسلام کے حق مین **حدیث الدال علی الخیر**
کفاعلہ وارد ہے ع بر رسولان بلاغ باشد و بس +

المشتہر

محمد شاہجہان لوح نویس